شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء

الحمد للہ کہ رسالہ خیر مقالہ نورٌ علیٰ نور باعث فرحت وسرور المسمّٰی بہ

برکات علی پور

المعروف

خزانۂ تیراہ شریف

از تالیفات مولانا مولوی محبوب احمدؐ المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی
امرتسری

حسب فرمائش عبدالاحد تاجر کتب امرتسر ہال بازار

در مطبع خادم پنجاب امرتسر مطبوع گردید

و

باہتمام منشی نبی بخش صاحب مالک مطبع زیور طبع پوشید

اہل اسلام کو خوشخبری

ہم اپنے برادران اہل اسلام کو خوشخبری دیتے ہیں کہ بفضل خدا و بہ عنایت احمد مجتبےٰ ہم نے ایک دوکان کتب فروشی کی کچھ عرصہ سے کھولی ہے جسمیں ہر قسم کے قرآن شریف اور حدیث شریف اور فقہ شریف اور تفاسیر و تصوف اور دیگر کتب صرف و نحو و منطق و انشاء و قصص اردو فارسی عربی اور غیر مقلدین کی تردید اور کتب درسیہ مروجہ وغیرہ عمدہ اور ارزاں مختلف مطابع کی ہر وقت تیار رہتی ہیں ناظرین اہل دین اس کتب خانہ کی قدردانی فرماکر ایک بار خرید کر آزمائش کرلیں۔ مختصر فہرست حسب ذیل ہے :-

قرآن مجید ۱۳ سطرہ مجلد چرمی کاغذ سفید
" " " کاغذ گندہ
" " مجلد پارچہ " سفید
" " مجلد چرمی مصری

قرآن مجید مترجم

قرآن مجید جلی قلم مترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب
قرآن مجید مترجمہ بدو ترجمہ و تفسیر عباسی مطبوعہ آگرہ۔
قرآن مجید کلاں مترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب۔ مصری۔ مجلد۔
قرآن مجید درمیانہ مجلد۔
قرآن مجید مترجم مجلد مطبوعہ لکھنؤ۔
ان کے علاوہ ہر ایک قسم کے قرآن شریف عمدہ اور ارزاں موجود ہیں
حمائل شریف سادہ بلا ترجمہ
حمائل شریف کاغذ مصری مجلد پارچہ
حمائل شریف مصری مجلد چرمی
حمائل شریف خورد مصری کاغذ

حمائل شریف مترجم
حمائل شریف مترجم۔ لدھیانہ
حمائل شریف مجتبائی دہلی مجلد چرمی
حمائل شریف سیالکوٹی

تفاسیر

تفسیر جلالین عربی۔ مصری
تفسیر قادری اردو دو جلد
تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ و ۳۰۔
تفسیر فیروزی اردو۔
تفسیر یوسف اردو۔
تفسیر سورہ یاسین اردو۔
تفسیر سورہ فاتحہ اردو۔
تفسیر سورہ مزمل اردو۔
پنجسورہ مصری مجلد چرمی
پنجسورہ جلی قلم مترجم۔
پنجسورہ مترجم کاغذ مصری۔
پنجسورہ مترجم مجلد پارچہ۔
علاوہ ازیں ہر قسم کے پنجسورے موجود ہیں

اوراد

مجموعہ درود۔
دلائل الخیرات شریف کاغذ مصری مجلد چرمی۔
دلائل الخیرات مطبوعہ نامی۔
پارہائے قرآن شریف از اول تا ہشتم اور پارۂ عم۔

قصص

قصص المحسنین عبدالستار۔
قصص المحسنین محمد دلپذیر۔
احسن القصص مولوی غلام رسول
قصص الانبیا علیہم السلام

صحیح ترمذی مترجم۔
اخبار الاخیار
شرح وقایہ اردو۔
قدوری عربی۔
شرح وقایہ عربی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم ونبارک علی سید البشر خیر الخلائق محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ناظرین اہل دین خدام صوفیا سالکین وجان نثاران عاشقان سید المرسلین پر یہ بات اظہر من الشمس وابین من الامس ہے کہ ہراک چیز کا ثبوت زیادہ تر تحریر وتقریر پر ہے۔ پھر وہ تحریر یا تقریر خواہ تقلیدی ہو یا تحقیقی۔ اور جس فرقہ کو شرافت وکرامت ونجابت کا فخر و دعوی ہو اوسکو اپنی نسبت کسی ایسے فرقہ کے ساتھ ضروری ہوتی ہے جسکو وہ اپنے خیال میں سب سے زیادہ شریف ونجیب سمجھتا ہے مگر حضرات صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان اک ایسی شریف ونجیب جماعت اور ایسا مکرم ومعظم گروہ ہے کہ اسکو ہر ایک اپنے نزدیک قابل فخر جانتا ہے اور اس پاک گروہ مقدس جماعت کے ساتھ نسبت کرنا اپنے اعزاز وعظمت کا موجب سمجھتا ہے۔ بالخصوص اہل اسلام کے نزدیک تو یہ بہت ہی مقبول ومقدس جماعت ہے کیونکہ جسقدر اسلام کو ترقی ہوئی اُسکا پہلا باعث اسی پاک دل نیک خیال گروہ کی سعی بلیغ ہے اور انہی کی توجہات کا اثر ونتیجہ ہے جسکا انکار کوئی عقلمند دیندار نہیں کرسکتا۔ لیکن آدمی کو کسی چیز کی تحریص وترغیب زیادہ تر جب ہی ہوتی ہے کہ اوسکا تذکرہ بار بار اوسکے گوشگذار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزارہا نہیں بلکہ لاکھا کتابیں احوال انبیاء واولیاء میں بطور سوانح عمریاں ہمیشہ چھپتی ہیں اور آیندہ بھی تحریر وتقریر کا سلسلہ

جاری ہے۔ ہمارا خاندان (جو بابا جی تیراہی اور شاہ صاحب علیپوری کے نام سے روشن و مشہور ہے) اسوقت تمام انڈیا میں فیاض و مفید تر ثابت ہوا اور نفع پہونچا رہا ہے اسکے حالات کا لکھنا اگرچہ میری لیاقت و ہمت سے بڑھکر ہے کیونکہ جسمیں ہزار ہا بلکہ لاکھا علماؤ سادات و امراؤ عام اہل اسلام داخل ہو کر نجات و شفاعت کے حقدار اور عزت و عظمت کے تاج سر پر حاصل کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ہر اک شخص کو اپنی اپنی قوت علمی و طاقت فہم کے مطابق اپنے اپنے سلسلہ مقدسہ کی خدمت کرنا فرض منصبی ہے۔ لہٰذا جسقدر اس خاندان عالیہ کے ساتھ خاکسار کو نسبت غلامی ہے اُتنا ہی اظہار نعمت اور خدمت کرنا میرے لئے باعث عیب یا موجب ملامت و طعن نہ ہوگا۔ البتہ بمضمون الانسان مرکب من الخطاء و النسیان جس جگہ مجھ سے سہو و قصور صادر ہو تو اہل علم و عقل پر اوسکا اظہار خاص مجھپر بہتر ہے۔ ورنہ اہل کرم پر لازم ہے کہ بذیل لطف و کرم عفو فرمادیں ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

اس کتاب میں چند مضامین مفیدہ مندرج ہیں (۱) تواریخی حالات سلسلہ مشائخان بابا جی تیراہی نقشبندی مجددی (۲) شجرہ طیبہ عربی و اردو (۳) مسئلہ طریقہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد (۴) مسئلہ حقہ نوشی (۵) نماز تہجد کے متعلق (۶) بیعت مستورات (۷) حالات سفر دکن و میسور جناب قبلۂ عالم شیخ المشائخ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین تاج العابدین فخر المتصوفین حضرت۔ حاجی۔ حافظ۔ صوفی مولوی۔ سید **جماعت علی شاہ** صاحب محدث علیپوری مدظلہٗ۔ (۸) چند آداب پیر و مرید۔ وَاَنَا اَشْرَعُ الْمَقْصُوْدَ۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ط

ذکر خیر حضرت محدث علی پوری مدظلہ

آپکا خاندان سادات شیراز سے ہے۔ آپکے آبا و اجداد بعہدِ جلال الدین اکبر بادشاہ حسب استدعا بادشاہ وقت تشریف لاکر موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں جاگزین ہوئے۔ آپکا اسم مبارک جماعت علیشاہ صاحب ہے۔ عرف حافظ جی۔ آپ قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ آپنے دو بار حج بیت اللہ شریف کیا ہے۔ دوسرے حج میں آپکو مکہ شریف سے سند محدثیت عطا ہوئی۔ آپنے بعد از حفظ قرآن کے کتب فارسیہ و عربیہ ابتدائیہ میاں عبد الرشید صاحب علیپوری اور مولوی حافظ عبد الوہاب صاحب امرتسری سے پڑہیں۔ بعد ازاں مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سے جو مولوی عالم کے مدرس تھے پڑہیں۔ اور مولانا مولوی مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی صاحب اور مولانا مولوی محمد مظہر صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے پڑہتے رہے۔ پھر مولانا مولوی ادیب کامل مولانا فیض الحسن صاحب اوستاد الکل سے پڑہتے رہے۔ بعد ازاں کانپور میں مولانا مولوی محمد علیصاحب ناظم ندوہ سے پڑہتے رہے۔ بعدہٗ مولانا فاضل کل مولوی احمد حسن صاحب کانپوری سے علم حاصل کیا غرضکہ کتب معقول و منقول تفسیر و فقہ و حدیث وغیرہ علوم تمام کرکے اساتذہ سے اسناد حاصل کئے۔ اُنہی ایام میں جناب شاہصاحب مراد آباد گنج حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نقشبندی کی خدمت میں پہونچے۔ حضرت مولانا موصوف نہایت اخلاق و محبت سے پیش آئے۔ اور کلاہ مبارک اپنے سر مبارک سے اُتار کر جناب شاہصاحب کے سر پر رکھدی اور اپنا پس خوردہ پانی دیکر فرمایا شاہصاحب پی لو۔ اور بہت سے اوراد و وظائف کی اجازت دیکر فرمایا کہ جاؤ یاد خدا کرو۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالم امام الکاملین پیشوائے واصلین محبوب حد مقبول سرمد

جناب باباجی فقیر محمدؒ صاحب علیہ الرحمۃ تیراہی نقشبندی کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور طریقہ انیقہ نقشبندیہ کو از حد ترقی دی۔ جناب باباجی صاحب جسقدر حضرت شاہصاحب پر مہربان تھے میرے خیال میں اَور کسی پر اسقدر نہ تھے۔

۱۔ ایک دفعہ احباب امرتسر میں سے کسی صاحب نے عرض کی کہ جناب باباجی صاحب آپ اپنے صاحبزادہ کو کبھی روانہ فرماویں تاکہ اسطرف کے لوگ بھی اونکی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو جواباً آپنے فرمایا کہ میں نے تمکو شاہصاحب دیدیا ہے جو کہ مجھے اپنی اولاد سے کسی طرح کم نہیں جس نے اونکی خدمت کی اوس نے گویا مجھے خوش کیا۔

۲۔ جب شاہصاحب پہلی مرتبہ چورہ شریف باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے شاہصاحب کو اسٹیشن لنگر تک رخصت کر کے اپنے سر مبارک سے دستار اُتار کر حضرت شاہصاحب کے سر پر رکھدی اور دیر تک دُعا فرمائی۔

۳۔ ایک دفعہ حضرت سید کریم شاہصاحب نقشبندی (والد شاہصاحب) رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باباجی صاحب سے فرمایا کہ اب تو آپکے غلام شاہصاحب کے خدمتگار فیروزپور قصور تک ہوگئے ہیں اور دور دراز ملکوں مثل کلکتہ وغیرہ سے تحائف وہدایا آتے ہیں۔ تو جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاہ صاحب چند روز کے بعد کلکتہ سے اوپر کے ملکوں سے بلکہ دنیا کے کئی حصص سے چیزیں آیا کرینگی۔ چنانچہ اوسکا نتیجہ بعینہٖ ظہور میں آرہا ہے۔

۴۔ ایک بار موضع کوٹلی سیداں ضلع سیالکوٹ میاں کریم بخش صاحب چھکوالی اور مولوی غلام نبی صاحب قریشی چکّی کے روبرو جناب باباجی صاحب نے حضرت شاہصاحب کو اجازت اجرائے طریقت وبیعت طریقۂ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی عطا فرماکر کل سلسلہ مقدسہ کے اسماء مبارک گن کر فرمایا کہ جسطرح مجھکو ان حضرات عالیہ رحمۃ اللہ علیہم سے

سلسلہ وار اجازت ملی ہے اوسیطرح شاہصاحب آپ کو اجازت بخشتا ہوں۔ بعدازاں سربرہنہ کرکے دیرتک دعا فرمائی۔

۵۔ ایک بار مستری غلام محمدؐ صاحب چوب فروش امرتسری کے گھر دعوت تھی تو اسی اثنا میں مستری صاحب نے عرض کی کہ باباجی صاحب کبھی آپ کسی اپنے صاحبزادہ صاحب کو بھی امرتسر بھیجیں۔ تو آپ نے فرمایا تمکو شاہصاحب دیدیا ہے اوسی کو خوش کرو۔ اگر وہ خوش ہے تو میں بھی خوش اگر وہ ناراض تو میں بھی ناراض۔

۶۔ ایک بار موضع ٹہلہ ضلع سیالکوٹ کے یاروں نے عرض کی کہ فلاں گاؤں میں آپ ضرور تشریف لیجائیں۔ جسکے جواب میں جناب باباجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا جانا ضروری نہیں اور مجھے کچھ عذر بھی ہے۔ البتہ اگر مجھکو دیکھنا ہو تو شاہصاحب کو دیکھو۔

۷۔ ایک دفعہ مسجد مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم والی سیالکوٹ میں حضرات باباجی صاحب اور حضرت شاہصاحب بھی تشریف فرما تھے تو اتنے میں حافظ کرم الدین صاحب مرحوم وزیرآبادی باہر سے آئے۔ حافظ مہردین صاحب نے بطور خوش طبعی فرمایا کہ شاہصاحب اُٹھو اور کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت شاہصاحب نے فرمایا کہ یہ تو حافظ قرآن بھی ہیں فقیر تو حضرات باباجی صاحب کے سب خادموں کا خادم ہے۔ یہ بات حضرت باباجی سنکر چارپائی سے اُٹھے اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ خدا تیرا ثانی و نظیر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ شرفاء اور اہل خرد کا یہی جواب بہتر ہے! اسکے بعد حضرات صاحب باباجی کا انتقال ہو گیا۔ ⁂

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مُحَبَّتَہٗ وَمُتَابَعَتَہٗ۔

۸۔ جب حضرت جیون شاہصاحب خلیفہ مکمل حضرت محمدؐ ہادی نامدار صاحب کی وفات کی خبر حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی تو فاتحہ خوانی کے واسطے ہاتھ اُٹھاکر

دعاکی بعدازاں فرمایاکہ فقیراب آپکے لئے ترقی مدارج وبرکات کثیرہ کی دعاکرتا ہے۔
ماسوائے اسکے بھی حضرت باباجی علیہ الرحمۃ اکثر حضرت شاہصاحب کے واسطے غائبانہ دعا
فرمایاکرتے تھے۔جسکانتیجہ آج تمام دنیاپر روشن ہے۔ آپکافیض وبرکات ایمانداروں کوبرابر
تقسیم ہورہاہے۔چنانچہ حضرت شاہصاحب کے خدام کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز ہے جوکہ
بلاد مختلفہ مثل کوہ نیلگڑی وکوہ کنور وکوہ کولار وبنگلور ومیسور وپونہ وبمبئی واحمد آباد ودہلی
بھوپال ورہتک وفرید کوٹ وفیروزپور وقصور ولاہور وبیکانیر وامرتسر وسیالکوٹ ووزیرآباد
وجموں وجلالپور جٹاں وسرہند لسبی وراولپنڈی وکوہاٹ وکشمیر وبارہ مولا واسلام آباد وپشاور
وکوئیٹہ وغیرہ میں آباد ہیں اور روزانہ ترقی ہورہی ہے۔

۹۔ آپکے ہاتھ پرکئی لوگ کفروشرک سے تائب ہوکرمشرف باسلام ہوگئے جنکی پوری
فہرست نام بنام مجکو اسوقت تک یاد نہیں مگر جسقدر یاد ہیں عرض کرتاہوں (۱) ایک شخص
علاقہ میسور میں مدت دراز سے عیسائی مذہب کاپابند تھابفضل خدا حضرت شاہصاحب کے ہاتھ
پر بمعہ عورت مسلمان ہوگیا مرد کانام غلام نقشبند اور عورت کانام فاطمہ بی بی رکھاگیا (۲) ایک شخص
کے تین بھائی پہلے مسلمان ہوچکے تھے یہ چوتھا بھائی مسلمان نہ ہواتھا آخرش حضرت شاہصاحب
کے ہاتھ پرتائب ہوکرمسلمان ہوا جسکانام غلام محمد رکھاگیا۔ (۳) کوہ نیلگڑی میں ایک عورت
قابلہ حضرت کے ہاتھ پراسلام لائی جسکانام غلام فاطمہ رکھاگیا۔علاقہ میسور وبنگلور میں قریباً نو آدمی
مسلمان[لہ] ہوئے (۴) ایک شخص رحمت علی نام ساکن موضع پنجگرائیں ماہ جنوری سنہ ۹۶ء میں عیسائی
ہوگیا۔وہی شخص نومبر سنہ ۹۸ء میں آپکے روبرو مسلمان ہوا (۵) ایک شخص عبداللہ خان نامی
عیسائی ہوگیاتھاجو ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۲ھ کوآپکے ہاتھ پرتائب ہوگیا (۶) ایک شخص حافظ
مولوی نبی بخش امرتسری عیسائی ہوگیاتھاوہ بھی آپکے روبرو اسلام لایا۔ (۷) ایک شخص محمد عاشق

لہ دیکھو اخبار اہل فقہ امرتسر جلد

قصور ہی عیسائی ہو گیا تھا وہ بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ علاوہ ازیں کئی لوگ ہندو جوان آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے نماز پنجگانہ کے علاوہ ذکر و فکر و مراقبہ و تہجد کے پابند ہیں اور دلی اخلاص سے کفر و شرک سے بیزار اور متنفر ہیں اور یاد خدا میں مصروف ہیں (۸) آپ ہر جگہ فتحمند و کامیاب ہی رہے ہیں چنانچہ علاقہ میسور و بنگلور میں چند کٹ ملاں اور رسمی پیرزادے آپ کے بالمقابل مخالفت پر کھڑے ہو گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے جسقدر وہ مخالفت کرتے گئے اوسیقدر وہ سخت ذلیل و خوار ہوئے اور جناب شاہ صاحب کا اسقدر عروج ہوا کہ مخالفین کے جگر پھٹ گئے اور اپنے تمام ارادوں میں ناکام رہے۔ وہ لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ کے اسقدر دشمن تھے کہ سب نے بالاتفاق جتھہ کر لیا تھا کہ یہ طریقہ مقدسہ بالکل اسجگہ جاری نہ ہو مگر خدا کو چونکہ حسب وعدہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اپنا نور اہل صدق کو عطا کرنا تھا اسلئے آج ۱۲ ہزار نقشبندی جماعۃ تیار ہو گئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ مرزا قادیانی کو ہمیشہ علماء ظواہر کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اگرچہ اُن سے بھی ہر وقت شکست کھا کر بھاگتا رہا مگر بماہ ۱۹۰۶ء ۷، ۲ اکتوبر کو سیالکوٹ میں حضرت شاہ صاحب کے ساتھ بھی کچھ ارادہ کیا تھا۔ لیکن جب نقشبندی تلوار باطنی چمکی تو ایسا مفرور و شکست یاب ہوا کہ قیامت تک یاد کریگا۔ سخت درجہ کی ذلت اُٹھا کر بھاگ گیا* جسقدر لوگ اوسکی بیعت کو تیار تھے اوسکی وہ ذلت دیکھکر بدظن ہو گئے اور سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں آنکر داخل ہوئے۔ چنانچہ اس ذلت کا اقرار خود ایڈیٹر البدر نے کیا ہے۔ دیکھو ضمیمہ البدر اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ ماسوائے اسکے جہاں کہیں وہابی دہریئے وغیرہ بالمقابل ہوں وہ سب ذلیل ہو کر نادم ہوتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ آپکی قبولیت و شہرت کی کافی دلیل یہ ہے کہ پیسہ اخبار لاہور یا کلکتہ جنتری وغیرہ میں جب کبھی مشائخین مسلمہ کی فہرست شائع ہوتی ہے۔ تو

* اب تو بیچارہ نہایت بری موت سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو کالرا سے ہلاک ہوا۔

شاہصاحب کا نام نامی بھی بڑی آب وتاب کے ساتھ لکھا جاتا ہے (۹) آپ ہمیشہ سفید لباس پہنا کرتے ہیں۔ اور بعد از نماز صبح تا اشراق اور بعد از عصر تا مغرب بالکل بات ہی نہیں کرتے۔ عصر کے بعد آپ ختم شریف حضرت امام محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز خود بھی کرتے اور احباب کو بھی کراتے ہیں اور تمباکو نوشی و دیگر مسکرات سے سخت مانع ہیں۔ احباب سے نہایت اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ مہمان نوازی میں بے نظیر ہیں۔ مہمانوں کی دعوت میں کبھی امتیاز و تفریق نہ دیکھی گئی بلکہ ہر دوست کیواسطے برابر مکلف دعوت ہوتی ہے۔ اور آپکی نظر کیمیا اثر اکثر انگریزی خوانوں پر زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ نہایت قابل رحم اور قابل اصلاح ہے۔ ایک انگریزی خوان کے دل میں اگر اسلام پختہ جاگزیں ہو تو ہزارہا وعظ و ہدایت سے بڑھکر ہے۔ اور آپکے اہتمام و ارشاد کے موافق رسالہ انوار الصوفیہ لاہور سے اسی غرض سے ماہوار نکلتا ہے جسمیں اعلیٰ اعلیٰ مضامین مفیدہ درج ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کو طریقہ انیقہ قادریہ میں بھی داخل فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ طریقہ نقشبندیہ اسہل الطرق و اقرب الی اللہ ہے اسلئے عام طور پر اکثر احباب کو طریقہ نقشبندیہ میں ہی داخل فرما دیتے ہیں۔ آپ عابد و زاہد ایسے ہیں کہ تہجد کبھی فوت نہیں ہوئے آپ جملہ عبادات میں سے دائمی ذکر کو افضل و اقدم سمجھتے ہیں۔ اور اسی کی تاکید کل احباب کو فرماتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ماہ رمضان کے نصف اول میں قرآن شریف کا ختم اپنے گھر پر کرتے ہیں اور نصف ثانی میں چند مقامات مثل امرتسر۔ لاہور و قصور و سیالکوٹ و جلالپور و لدہیانہ وغیرہ میں بطور شبینہ بمعیت چند حفاظ ایک ہی رات میں قرآن شریف ختم کیا کرتے ہیں۔ آپکے گھر پر ہمیشہ مسافروں مہمانوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ آپکے دربار میں سالانہ تین بار مجلس عظیم ہوتی ہے۔ ایک تو شعبان کی تیسری تاریخ کو حضرت شاہصاحب کی والدہ صاحبہ مرحومہ کا عرس

ہوتا ہے۔ دوسرا رمضان شریف کی ۱۵ تاریخ کو ختم قران ہوتا ہے۔ تیسری مجلس جو ہزارہا سے متجاوز ہوتی ہے ۹ بیساکھ کو آپکے والد ماجد علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ اسمیں تمام اطراف ہند سے احباب آتے ہیں اور تین چار دن تک دعوت مکلف عام طور پر کھلائی جاتی ہے۔ آپ خوشبودار اشیاء کو بہت پسند فرمایا کرتے ہیں۔ اور آپ کو زیادہ تر خشک چاول اور خشک روٹی اور سادہ سالن گوشت کا پسند ہے۔ ورنہ وقت پر جو چیز حلال و طیب موجود ہو اُسی پر اکتفا فرماتے ہیں۔ آپ علمائے کرام و سادات عظام اور بزرگوں کی نہایت ہی مبالغہ سے تعظیم و تکریم کیا کرتے ہیں۔ آپ سے جو بزرگ ہو خواہ عمر میں خواہ علم میں اُسکا بھی بہت ادب کیا کرتے ہیں۔ آپ اپنے اوستادوں کی تعظیم و ادب از حد کیا کرتے ہیں۔ بلکہ دوسرے احباب کو بھی یہی تعلیم فرماتے ہیں۔ آپ اہل عرب کو خواہ عالم ہو یا جاہل سب کو واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ طالب علموں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے ہیں۔ جب کوئی بزرگ آپکے پاس آتا ہے تو آپ اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے ہیں۔ اور جب کبھی دوسرے بزرگ کی زیارت کو آپ تشریف لیجایا کرتے ہیں تو نہایت ادب سے دو زانو بیٹھا کرتے ہیں۔ آپ اکثر مزارات مقدسہ و اعراس پر زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ جو شخص بد مذہب بد عقیدہ ہو اوس سے سخت متنفر و بیزار رہتے ہیں۔ ظاہر و باطن آپکا بالکل یکساں ہے۔ حق گوئی اور بے ریائی میں آپ بینظیر ہیں۔ آپ کو احباب کی غیرت و محبت بہت ہے، (۱۰) ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کی کہ جناب میری دو بھینسیں کہیں جاتی رہی ہیں اگر وہ دستیاب ہو جائیں تو آپکی نذر کرونگا۔ آپنے فرمایا کہ مجھے چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اگر ملجائیں تو ایک اس مسجد کو بھی دیدینا کیونکہ یہ مسجد تمہارے گانوں کی تیار ہو رہی ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر ملگئیں تو دونوں مسجد ہی کو دیدونگا۔ جناب شاہ صاحب نے دعا فرمائی اور کچھ چیز پڑھکر عنایت کی۔ خدا کے

فضل وکرم سے اُسی دن دونوں بھینیں مِلگئیں۔ آپنے اوسکو بلوا کر وعدہ یاد کرایا۔ وہ حیلہ وبہانہ کرتا کرتا آخر انکار ہی کر گیا اور کہنے لگا کہ مجھ میں طاقت دینے کی نہیں۔ آپنے فرمایا کہ جسکی نذر تھیں وہ خود ہی لے لیگا۔ چنانچہ چند روز کے اندر وہ دونوں یکے بعد دیگرے مر گئیں۔ (۱۱) ایک دفعہ راقم الحروف کو نیلگاڑی میں درد بازو بوجہ سردی کے ایسی ہوئی کہ کوئی علاج مفید نہ پڑا۔ ہر چند میرے بعض احباب نے بہت ہی علاج کرائے مگر کچھ صورت بہتری نظر نہ آئی اور حکیم وڈاکٹر نے بھی مشورہ دیا کہ یہاں سے چلا جانا بہتر ہے۔ کیونکہ ایک بازو تو رک گیا ہے دوسرے کا بھی خطرہ ہے۔ فقیر چونکہ بحیثیت خود مختار نہ وہاں مقیم نہ تھا بلکہ حسب الحکم قبلہ وکعبہ کے کام پر مامور ہو گیا تہا۔ لہذا مینے جناب حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں ایک تار وبحر روانگی کے متعلق رخصت طلب کی۔ آپنے فوراً اُسیوقت جواب دیا کہ خبردار! وہاں ہی آرام سے بیٹھو۔ خدا کی شان ہے کہ تار کے اندر جو لفظ آرام تھا تار پہونچتے ہی وہ تمام درد وتکلیف بلا دوا بلا علاج ایسے دور ہو گئے کہ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ سب لوگ حیران رہگئے۔ (۱۲) ایک دفعہ اس فقیر راقم الحروف نے نیلگڈی سے بعض امورات مشکلہ کی نسبت عرضی لکھی۔ آپنے جواب دیا کہ ختم خواجگان علیہم الرحمۃ پڑہا کرو۔ چنانچہ اوس ختم شریف سے اسقدر منافع وفوائد پہونچے کہ حد وحصر سے خارج ہیں۔ واقعی جسکو ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ مشکلات کا سامنا ہو توسب کے واسطے یہی ختم شریف کافی وافی ہے۔

علاوہ ازیں حضور نے اس خاکسار کو ختم شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور ختم شریف قیوم اول امام محمد معصوم اور ختم شریف بابا جی نور محمد تیراہی وغیرہ کی اجازت بھی ایسے ایسے مقاصد کے حصول کے واسطے فرمائی ہے۔ اور بابت دفع طاعون سورۃ تغابن تین بار اور بابت دفع شر حاسدین سورۃ طلاق کی بھی اجازت فرمائی ہے۔ اور سورۃ انشراح

کی اجازت بابت تجارت اور تحصیل علم ۷۔ ۷ بار پڑھنے کی اجازت بخشی۔ اور علیٰ ہذا
القیاس دیگر کئی اعمال مفیدہ اور ختمات شریفہ کی اجازتیں بھی عنایت فرمائیں (۱۳) ایکدفعہ
دو قومیں متعدد اکثیر آپسمیں سخت لڑیں یہانتک کہ شادی غمی کے کل تعلقات قطع ہوگئے۔ ہرچند
گوناگون تجویزیں کیگئیں مگر کچھ مفید نہ پڑیں۔ آخرش حضرت شاہصاحب کو جب خبر ملی تو آپنے ہردو
فریق کو بلایا اور چند کلمات پند آمیز فرمائے بموثر حقیقی کی عنایت سے فوراً صلح ہوگئی۔ (۱۴) ایک
دفعہ ایک شخص اسقدر علیل ہوا کہ اوسکی حیاتی کی امید ہی نہ تھی بلکہ حالت نزع مشہور ہوگئی
تھی۔ آپکو اطلاع ہوئی تو آپنے کچھ پڑھکر دم کیا اور پانی دم کردہ پلایا خدا کے فضل سے صحت کامل
ہوگئی (۱۵) ایک بار ایک حکیم صاحب جو خوش طبع تھے اونکی زبان سے اتفاقاً کوئی کلمہ تمسخرآمیز
نکلا جسکا مفہوم کچھ بددعا تھا۔ کسی شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ فلاں شخص نے ایسا کہا ہے۔
آپنے فرمایا کہ میرا مرنا جینا تو برابر ہے۔ ہاں البتہ مرنا تو اُس شخص کا بُرا ہے جسکے بعد کوئی صورت
بہتری کی نظر نہیں آتی۔ جسوقت آپنے یہ کہا تو آپکا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا تھا۔ ابھی دو ہی روز
گذرے تھے کہ وہ شخص بعارضہ حبس بول مرگیا۔ (۱۶) آپکے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک
جناب مولٰنا مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب جو کہ علوم عربیہ معقول و منقول وغیرہ
میں خوب حاوی و ماہر ہیں۔ پہلے تو حفظ قرآن شریف حافظ شہاب الدین مرحوم سے علیپور
میں کیا۔ پھر کچھ پند بود کتابیں قلعہ سوبہا سنگہ میں مولوی حافظ صاحب سے پڑہیں۔ پھر امرتسر میں
حاجی الحرمین الشریفین اوستاد العصر حضرت مولٰنا مولوی نور احمد صاحب پسروری صدر
انجمن نعمانیہ امرتسر ادام اللہ فیوضہم وارد امرتسر سے کتب صرف و نحو و حدیث وغیرہ پڑہیں
پھر آپ حسب ارشاد جناب شاہصاحب مدرسہ نعمانیہ لاہور میں پڑھتے رہے۔ بعد از وفات
مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول نعمانیہ صاحبزادہ صاحب دہلی تشریف لیگئے۔ باقی

کتب وہاں پر تمام کیں۔ آپ میں بعض صفات ایسے ہیں جو آئندہ ہمکو دین و دنیا کی ترقیات کا باعث نظر آتے ہیں۔ مثلاً خاموشی۔ نہایت کم سخنی خوش اخلاقی صبر و تحمل تدبر و تفکر۔ بے ریائی و حقگوئی۔ عملی قوۃ۔ دور اندیشی تحقیق علمی۔ اتباع سنت۔ رعایت حنفیت وغیرہ۔ آپ کو بروز التوار ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ جلسہ عرس مبارک بر سر عام اہل اسلام دستار خلافت عنایت کیگئی اور مراقبہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت دیگئی جسکے سننے سے عام اہل اسلام خصوصاً جناب شاہصاحب کے خدام کو از حد فرحت و سرور حاصل ہوا۔ خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ صاجزادہ صاحب اپنی خداداد قابلیتوں سے اصلی اور عملی سجادہ نشین ہونگے اور عامہ مسلمانوں کے واسطے آپکا وجود باجود مفید و فیض بخش ہوگا۔

دوسرے صاجزادہ صاحب حافظ مولوی سید خادم حسین صاحب ہیں۔ آپنے بھی علیپور شریف اور قلعہ سوبہاسنگہ میں قرآن شریف حفظ کیا اور کچھ ابتدائی کتابیں پڑہیں۔ بعد ازاں لاہور میں مولوی عالم کی پڑہائی پڑہتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ یہ صاجزادہ کیا خوش خلق۔ خندہ پیشانی۔ وسیع الخیال۔ کثیر الایثار۔ متواضع۔ سادہ مزاج۔ حلیم الطبع۔ سلیم اللسان۔ بامروت۔ ہمدرد۔ خیرخواہ۔ صلح پسند۔ ہر دلعزیز ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ صاجزادہ اور بھی خلف الرشید۔ بخت سعید ہوگا اور لوگوں کے حق میں بہت ہی فیاض و نفع رساں ہوگا۔

تیسرا صاجزادہ صاحب سید نور حسین صاحب ہیں۔ یہ اگرچہ کم عمر ہیں مگر اپنے اندر آبائی خوشبو پوری رکھتے ہیں۔

(۱۷) حضرت شاہصاحب کے خلفا اگرچہ بہت ہیں مگر جسقدر مجھے علم ہے اوسقدر عرض کرتا ہوں (۱) صاجزادہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب علیپوری (۲) مولانا مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی۔ اے قصوری (۳) صوفی مولوی غلام محی الدین خانصاحب امرتسری حال وارد کشمیر۔

(۴) مولوی حافظ ظفر علی صاحب پسروری ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ لاہور (۵) مولوی کریم بخش صاحب بی۔ اے قصوری مرحوم۔ افسوس یہ جوان صالح باہمت مرد خدا جوانی میں ہی انتقال فرما گئے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ (۶) خواجہ احمد شاہ صاحب اپلینولیس امرتسری (۷) مولوی سید محمد شفیع صاحب مرحوم بھرتھوی ضلع گورداسپور (۸) مولانا مولوی سید عبد اللطیف صاحب کابلی حال وارد علاقہ میسور (۹) مولانا مولوی محمد عبد اللہ حسین صاحب خلیل مدرس اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ شنکر بنگلور (۱۰) مولانا مولوی غلام محمد صاحب صفی ساکن سرنگ پٹی علاقہ میسور۔ (۱۱) مولانا مولوی سید میر محمد یحییٰ صاحب امام مسجد جامع کوہ نیلگڈی علاقہ مدراس (۱۲) فقیر کی حالت عیاں راچہ بیاں ہر اک صاحب اہل دل پر روشن ہے۔ ناظرین پر لازم ہے کہ للّٰہ فی اللّٰہ اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خداوند کریم اپنے لطف عمیم وفضل عظیم سے اس خاکسار کو طریقہ انیقہ رسولیہ صدیقیہ کا سچا خدمتگار جان نثار بناوے اور اپنے پیران طریقت وستایان سلسلہ کا سچا خادم وغلام قبول فرماوے اور مرضیات اہل اللہ پر چلنا نصیب فرماوے۔ آمین۔ آپکی خدمت اقدس میں یوں خط لکھا جاتا ہے:۔ ڈاکخانہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب حضرت حافظ جی صاحب۔

ذکرِ خیر حضرت فقیر محمد صاحب المعروف باباجی تیراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلۂ عالم امام العارفین جناب باباجی صاحب کا اسم شریف فقیر محمد تھا۔ علیہ الرحمۃ۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت نور محمد صاحب تیراہی علیہ الرحمۃ کے قدم بقدم چلتے تھے اور اُنہی سے علم ظاہری وباطنی تحصیل کیا۔ ایام صغر سنی سے ہی آپ ذکر وفکر ومراقبہ واتباع شریعت میں مصروف ومشغول تھے۔ قطع ماسوی اللہ کا طریق آپکو پہلے ہی مرغوب تھا۔ آپ کو آپکے والد ماجد

(۱۳) مولانا مولوی محمد ایوب خان صاحب افغانی سکنہ جموں (۱۴) مولانا مولوی سید محمد غوث صاحب موضع کھمبیاں ضلع گورداسپور (۱۵) مولوی محمد حسین صاحب کیرانوالہ۔

کے ساتھ ابتدا ہی سے صحبت و رابطہ حاصل تھا۔ یہانتک کہ خورد و آشام نشست و برخاست
و طریق کلام و اخلاق وغیرہ میں بالکل متحد الاوصاف تھے۔ آپ اپنے وقت کے ابدال
شمار کئے جاتے تھے جسطرح آپ میں دیگر اوصاف حسنہ تھے اوسیطرح ایک یہ بھی تھا کہ
آپ مسکینوں کی مجلس و صحبت و محبت سے خوش رہتے۔ آپ فاروقی نسب ہیں۔ آپکا شجرہ
نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ
بھی فاروقی ہے۔ صرف دو پشت تک الگ الگ ہیں۔ باباجی صاحب کا نسب نامہ یہ ہے:۔
فقیر محمد بن نور محمد بن محمد فیض اللہ بن خان محمد بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن شیخ سلطان
شیخ الاسلام بن عبد الرسول بن عبد الحی بن حبیب اللہ بن رفیع الدین بن نور الدین بن نصیر الدین
بن سلیمان بن یوسف بن اسحاق بن عبد اللہ بن شعیب بن احمد شیخ بن یوسف ثانی بن
محمد شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ نیشمان شاہ بن
سلیمان ثانی بن مولوی پٹھان محمد مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاصغر بن عبد اللہ الواعظ الاکبر
بن ابو الفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
بن اعاج بن عبد مناف الخ۔ اس نسب نامہ میں جس جگہ کچھ غلطی ہو تو کوئی صاحب مجھے
اطلاع دیدیں۔ غرضکہ خداوند کریم نے جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کو وہ کمالات
عطا فرمائے تھے کہ دوسرونکو اوسوقت کم عطا تھے۔ قرآن شریف کے ہر اک حرف کے جدا
فوائد و خواص اور اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دوسرونکو اونکا سمجھنا دشوار تھا۔ آپ اپنے
وقت میں مرجع اہل اللہ تھے ۱۴ بروز ولادت آپ اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ ہر چند کوشش
کیگئی مگر نہ پیا۔ اتنے میں آپکے دادا فیض اللہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں
آپنے اپنی زبان و لعاب دہن باباجی صاحب کے منہ میں ڈالدیا تو آپنے والدہ مکرمہ کا دودھ پیا۔

آپ کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ کا معمول تھا کہ آپ لباس سادہ نیلگون۔ کوئی کپڑا سیاہ بھی پہنتے۔ شرعی پاجامہ سفید سر پر کلاہ اور اوپر لونگی خط دار یا سبز دستار پہنتے۔ بدن پر کبھی لونگی نیلگون یا چادر اوڑھتے پاپوش ہتھوہاری استعمال فرماتے۔ عصا اپنے ہاتھ میں ہمیشہ رکھا کرتے۔ آپکی طبیعت میں تصنع دریا و تکلف نہ تھا۔ عُجب و غرور۔ فخر و خود پسندی آپکے نزدیک تک نہ آیا تھا۔ مسکنت و تمکنت و وقار آپکے اندر کوٹ کوٹ کے بھرا تھا۔ اور صدیقی انوار و برکات آپکے حالات سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت میں جمالیت اسقدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ ہوتے اور نہ کسیکو آپ سے کبھی ضرر و نقصان پہونچا۔ کیونکہ جلالی فقرا سے ضرر زیادہ اور نفع بہت کم اور جمالی طبیعتوں سے نفع زیادہ اور نقصان کمتر ہوتا ہے۔ آپ کسی پر کسی کے شکایت کرنے سے کبھی بدظن نہ ہوتے بلکہ جہانتک ہوسکتا شکستہ دلوں کی دلجوئی کرتے رہتے۔ امرا سے زیادہ خوش ہوتے بلکہ مخلص دوست کو (خواہ مسکین محض ہو) پسند فرماتے کسی کا احسان یاد رکھتے جبتک اس احسان کا بدلہ دس گُنا عنایت نہ کرتے کسی کا احسان بھی نہ اُٹھاتے۔ آپکو محفل آرائی اور زینت سے تنفر تھا۔ غربا پر آپ کبھی بوجھ نہ ڈالتے۔ جسکی ایک دفعہ دعوت مان چکے پھر دوبارہ مشکل سے مانتے۔ شہروں میں آپ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز قیام فرماتے۔ جیسی جگہ ہوتی ویسا مقیم ہوتے۔ آپکے ساتھ ہمیشہ چند خلفا اور درویش سفر میں رہتے۔ آپ زاہد خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے بلکہ لوگوں کی درستگی باطنی کا خیال زیادہ رکھتے۔ اور اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ اور آپ تحمل و بردباری میں بے نظیر تھے۔ جب کبھی کسی سے خطاؤ قصور ہوتا تو فوراً معاف فرمادیتے۔ بلکہ خود بلا اکراہ اوس سے عذر و معذرت سنکر قبول فرماتے۔

بلکہ بعض وقت یہ ہی فرماتے کہ خدا ہمارا تمہارا گناہ معاف کرے۔ آپ خود بھی ساکت و خاموش رہتے اور احباب کو بھی تاکید فرمایا کرتے۔

آپکی مجلس میں علماؤ امراء وغیرہ موجود رہتے مگر آپکے روبرو ایسے ہیبت زدہ و مرعوب رہتے کہ لب کشائی کی جرأت نہ تھی۔ باوجودیکہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق تھے مگر پھر بھی ذی وقار بارعب و مہیب نظر آتے۔ ع "ہیبت حق است ایں از خلق نیست"۔ آپکی خدمت میں جب کوئی بیٹھ جاتا تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ سفر میں اپنے ہمراہیوں یا خادموں کو کبھی تکلیف میں نہ ڈالتے نہ اپنے آپکا آرام تلاش کرتے۔ یک لخت کسی کو بالکل مقرب و معتمد علیہ بناکر فوراً گراکر محروم و مغضوب علیہ بنانے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ہر اک کو اوسکی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جسکو دوست بنالیتے پھر اوسکا کام بھی پورا کردیتے اور ایسا کرتے کہ اوسکو پھر احتیاج نہ رہتی اور اُسکا دل مطمئن ہوجاتا۔ یا اوسکے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے۔ ہاں مگر قسمت کا قصور و فتور نہ ہو۔

آپکو تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر آپ دعا فرمایا کرتے اوسی دعا سے لوگوں کے مقصد نکل آتے۔ آپ اپنی بیماری کا حال حتی الوسع اوروں پر ظاہر نہ کرتے۔ جو شخص صدق دل سے حلقہ میں حاضر ہوتا فوراً عاشق صادق بنکر آپ پر جان قربان کرتا۔ آپکی خوراک بالکل کم تھی۔ خمیری روٹی دکھچڑی آپ کو مرغوب تھی۔ سرخ مرچ سے پرہیز رکھتے میوہ کم کھاتے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر حاضر و موجود ہوتا وہ برضا و رغبت تناول فرمالیتے۔ آپنے آخر عمر میں احباب اور ابنای کے اصرار پر چاء شیرین پینا شروع کردی تھی۔ ایام سرما میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے۔ آپ ہمیشہ صاف و پاکیزہ لباس زیب فرمایا کرتے۔ اکثر آپ شب بیدار رہتے۔ آپکی خواب بھی مراقبہ ہی تھی جب لیٹتے سر سے پاؤں تک سیاہ لونگی اوڑھ لیتے جن لوگوں کے دیدار سے خدا یاد آتا ہے آپ انہی میں سے تھے۔ آپ مجذوب سالک تھے۔

آپ کا حلیہ مبارک

آپکا قد مبارک دراز تھا۔ چہرہ گندم گوں سُرخ بینی دراز۔ ریش مبارک کے بال سفید اور لمبے۔ آنکھیں نہایت موزون۔ سر مبارک کے بال بصورت زلف وگیسو شانوں تک معلق رہتے۔ پیشانی کشادہ تھی۔ آپ بالوں پر حنا لگایا کرتے آپنے چہرہ مبارک پر کبھی اُسترہ نہیں پھرایا۔ آپ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے اور طاق سلائی لگاتے۔ آپکی انگلیاں بہت نرم اور کشادہ۔ سینہ فراخ باوجود ضعف عمری کے بینائی وشنوائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ آپ جب بازار میں چلتے تو سر پر لونگی رکھ لیتے اور باوں پیرانہ سالی پیدل بھی تیز چلتے بعض وقت آگے بڑھجاتے سچ فرمایا ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے۔ نظم

قوت جبرائیل از مطبخ نبود	بود از دیدار خلاق وجود۔
ہمچنیں بے قوت ابدالآن حق	ہم زحق داں نہ از طعام و از طبق

آپکے معمولات

بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت بقدر دواڑھائی سیپارہ کے فرماتے۔ اسکے بعد ختم شریف اپنا پڑھا کرتے۔ قبل از دوپہر طعام تناول فرماتے۔ پھر قیلولہ کرتے۔ بعدہ بمجرد آذان سُننے کے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور وضو وغیرہ کر کے نماز ظہر پڑھتے اور اکثر اسی وضو سے عشا پڑھ لیتے اور ظہر کے بعد بھی تلاوت فرماتے۔ اوسکے بعد اون لوگوں کیطرف متوجہ ہوتے جو ارباب حاجات اور عرض گذار ہوتے۔ کسیکو پانی دم کر دیتے کسیکو تعویذ دیتے کسیکے حق میں دعا کیا کرتے اور اکثر صبح کے فرض وسنت کے درمیان

پانی دم فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی اجازت دیدیتے۔ اکثر مایوس العلاج آپکی دعا و توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ آپ نماز عصر عین وقت پر ادا فرماتے بعد از نماز ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ پڑہا کرتے اور خاص خاص احباب کو بھی اسکی اجازت دیتے۔ آپ نماز باجماعت پڑہنے کے عادی تہے۔ بعد از تناول طعام مغرب نماز عشا کی اول وقت پڑہتے۔ آپ سفر میں ہمیشہ مسجد میں ہی قیام فرمایا کرتے اور کبھی فرماتے کہ مَیں خدا کا مہمان ہوں اور خانۂ خدا میں مقیم ہوں۔ آپ سوائے چند لقموں کے اَور چیز ونکیطرف شایق نہ تھے۔ آپکی غذائے اصلی ذکر حق ہی تھی۔ آپ خدا کے فضل سے چودہ[۱۴] خانوادہ میں مجاز و صاحب ارشاد تھے مگر اکثر آپ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرماتے خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کو عام طور پر جاری فرماتے اور اسی کو سہل و آسان جانتے۔ اور عبد الرحمٰن صاحب صوفی کا فارسی دیوان بھی آپکو اکثر یاد تھا۔ آپکو کسیقدر شعروں سے بہی دل لگی تہی۔ آپ کسی وقت ایسی حالت میں مست ہوتے کہ یک بیک فرماتے "ھیھات۔ ھیھات۔ اور کبھی فرمایا کرتے "آخر فنا آخر فنا"۔ بعض وقت صرف بیعت کرکے خلفائسے حلقہ کراتے اور کبھی خود توجہ دیتے اور یہ پڑہتے

نظم

یَا رَسُوْلَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا یَا حَبِیْبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَّنَا اَشْکَالَنَا

اور کسی حلقہ میں آپ بار بار یہ رباعی پڑہتے اور وہ حالت عجیب ہوتی۔ رباعی

ہرچہ در کائنات می بینم ہمہ را نور ذات می بینم
من کہ در ذاتِ او شدم فانی کے بسوئے صفات می بینم

اور کبھی کبھی یہ اشعار پڑہتے اور توجہ دیتے۔ نظم

ہر دم خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن — بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکرِ ہو

غافلی کفر است پنہاں در وجودِ آدمی — اینچنیں کافر شدن را حاجتِ زنّار نیست

اور قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار بھی پڑھا کرتے بالخصوص یہ اشعر زیادہ پڑھتے شعر

اَنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ — مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

آپ جب عام کو نصیحت فرماتے تو فرمایا کرتے کہ باطن درست کرو کیونکہ بعد مرگ اعمال باطنی ہی سے نجات ملسکتی ہے مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی ضروری ہے کیونکہ اعمال باطنی کی صحت و درستگی کی علامت بھی ظاہری اعمال ہیں اَلظَّاہِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اور وہ ظاہر بھی سنت و آثار صحابہ کے موافق ہو. اور فرمایا کرتے کہ خدا کو خدا کے لئے پیار کرو اور یاد کرو کیونکہ مقصد کیلئے یاد کرنا صرف مقصد کی یاد ہے خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی چاہیئے۔ اور جب کبھی خاص احباب اور خلفاء کو مخاطب کرتے تو یہ حدیث قدسی بیان فرمایا کرتے مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَقْنَعْ بِعَطَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ یعنے قادر ذوالجلال اپنے بندونکو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں اور میری نعمتونپر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں تو پس وہ شخص میرے سوا کسی اور کو رب بنالیوے۔

اور اکثر یہ حدیث بیان فرماتے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہونچاوے۔ آپکے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا با تونی آدمی بیٹھتا تو آپ فرماتے مجھے بانڈر نہیں آتیں آپ اپنے خلفاء کی اُجازت یافتوں کی بھی توقیر کرتے اور اُنکا وقار و قدر زیادہ فرماتے تاکہ اُنکے اعتقادمندوں کی نظروں میں وقیع اور ذی اقتدار ہیں۔ اور جس خلیفہ کے حلقہ میں تشریف رکھتے وہاں پر اُسی کے مشورہ و صلاح سے ہر اک کام کرتے

یہانتک کہ اکثر تعویذات اور وظائف وغیرہ بھی اُنہی کی تحویل میں رکھتے۔ آپکے دل میں دنیا کی وقعت وعزت مچھر کے پر برابر بھی نہ تھی۔ آپ کبھی خاص خاص احباب سے معانقہ فرماتے اور اکثر مصافحہ پرہی اکتفا فرماتے۔ آپکو جس طریق پر سلف صالحین نے مقرر کیا تھا آخر تک اُسی پر ثابت قدم رہے۔ **نقل** ہے کہ آپ اپنے غلاموںکو لفظ مرید سے نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے۔ ایک دن آپکے نبیرہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے آپ اُنپر سخت ناراض ہو گئے یہانتک کہ کلام بھی نہ کیا۔ صاحبزادہ نبیرہ صاحب نے کہا کہ حضرت باباجی صاحب تو ناراض ہیں نماز وغیرہ چھوڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کی کیا وجہ ہے کہ آپنے سب کچھ ترک کر دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت باباجی قبلہ وکعبہ ناراض ہیں تو اب کیا فائدہ اور کیا نتیجہ۔ کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپکی رضا کے ساتھ ہے جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔ جناب باباجی صاحب کو خبر لگ گئی تو آپنے بلوا کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کسیکو لفظ مرید سے پکارا اور نہ میں نے کسیکو مرید کر کے بلایا۔ پھر تم اس قابل کہاں بنگئے کہ مرید کے لفظ سے پکارو۔ جاؤ آئندہ توبہ کرو پھر کسیکو لفظ مرید سے نہ پکارنا۔ آپ کی کرامات تو بیشمار ہیں جو آپکے خلفاء وخاص درویشوں سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ میں چونکہ سب حضرات سے بہت کم جناب باباجی کی صحبت میں رہا ہوں اسلئے زیادہ کچھ لکھ نہیں سکتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک بار یہ راقم الحروف کسی پہاڑ پر گیا تھا وہاں پر حضرت باباجی صاحب کا عرس مبارک آگیا۔ احباب طریقہ نقشبندیہ نے عرس کا اہتمام نہایت اخلاص ومحبت سے کیا۔ وہاں پر ایک دو مخالفین دین بھی تھے اونہوں نے حکام تک رپورٹ کی اور اعلیٰ حکام کو بدظن کر کے پولیس کے ذریعہ پہرہ لگا دیا۔ رپورٹ میں یہ خبر درج تھی کہ یہ ایک درویش ہے اسکے آنے سے سخت فساد اور دنگہ بلکہ بلوہ ہوگا۔ کبھی یہ مشہور ہوتا کہ آج نقشبندی جماعت قادریوں کو سخت مار یگی۔ پولیس

بیچاری آٹھ روز آئی اور پھر واپس گئی۔ آخر جب روز عرس مبارک مقرر تھا وہ جمعہ کا دن تھا۔
اُنہی مخالفین دین میں سے ایک نے پھر جا کر حاکمِ اعلیٰ کو کہا کہ آج سخت اندیشۂ فساد ہے۔
حاکم وقت تھا دانا اور اوسکو باباجی صاحب کی روح نے ایسی توجہ دی کہ حاکم مذکور نے غصہ میں
آنکر کہا کہ تم دونو شریر یہاں پر بیٹھو۔ ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک وہ نظربند رہے۔ ہم نے عرس
بھی کیا ختم بھی پڑھا۔ میلاد شریف بھی پڑھا۔ طعام بھی تقسیم کیا سب کام نہایت آسانی سے
پورے ہو گئے اور وہ نظربند ہی رہے۔ اونکا جمعہ نماز وغیرہ سب جاتا رہا۔ خدا کی شان ہے
کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ مُنہ بھی کسیکو نہ دکھاتے اور سب لوگوں میں بدنام ہو گئے۔
اور باباجی صاحب کی کرامت کے سب قائل ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک صوبیدار حسن دین نام نے عرض کی کہ یا حضرت میری عمر حدِ
شباب سے تجاوز کر گئی اور اب تک میرے گھر میں اولاد نہیں آپ دعا فرماویں کہ خدا اس آخری وقت
میں اولاد نرینہ عطا فرماویں۔ آپنے ایک تعویذ عنایت کیا اور فرمایا کہ ہمارا مالک تمکو لڑکا عطا
کریگا اُسکا نام عبداللطیف رکھنا چنانچہ سال آئندہ جب آپ دوبارہ تشریف لائے تو اُس صوبیدار
نے روبرو بچہ حاضر کیا اور کہا کہ یہی وہ لڑکا ہے جو آپکی دعا سے خدا نے عنایت کیا۔

نقل ہے کہ ایک بار کسی نے شکایت کی کہ باباجی صاحب آپکے دربار شریف میں برسوں سے
کئی خدام حاضر رہتے ہیں اور حتی الامکان ریاضت و مجاہدہ بھی کرتے ہیں مگر جسقدر آپکی نظر
مبارک حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب پر ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپنے ایک ہفتہ میں اُنکو
صاحب ارشاد بنا دیا۔ جناب باباجی صاحب نے جواب دیا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے
مگر ہر ایک کی قسمت جدا مقدر جدا۔ حافظ جماعت علیشاہ صاحب کے پاس چراغ بھی تھا تیل بھی تھا
بتی بھی تھی۔ دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے صرف سلگانیکی محنت کی ہے۔ خدا نے روشن چراغ کر دیا۔

ع۔ "بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری"

نقل ہے کہ ایک گانوں سیدوں کا تھا جسمیں سوائے ایک دو گھروں کے سب شیعہ تھے آپکی تشریف آوری سے خدا نے سب کو ایسی ہدایت کی کہ وہ سب لوگ سنی العقیدہ ہو گئے اور عاشق صادق بنگئے۔ سبحان اللہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے کیونکہ قدیم مثل ہے ع "جبل گردد جبلت بر نگردد" مگر آپکی برکت سے وہ ایسے صوفی بنگئے کہ علاوہ نماز روزہ کے صاحب ذکر و تہجد گذار عابد و زاہد بنگئے۔ سچ ہے ع۔ "پلٹ دی پھر اک آن میں اُنکی کایا"۔

نقل ہے کہ آپ ہمیشہ راولپنڈی محلہ ملیار مسجد میاں وارث میں قیام فرماتے۔ ایک دن اتفاقاً مسجد کا دروازہ بند تھا اور چراغ کا گل گر گیا۔ مسجد کا سارا فرش جلگیا صرف وہ جگہ محفوظ رہی جس جگہ پر آپ تشریف رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ راولپنڈی صدر میں متصل گرجا ایک صاحب میاں پیر بخش صاحب آں قبلہ عالم کا مخلص صادق تھا اُس نے بیان کیا کہ ہمارے گانوں میں پانی نہ تھا کیونکہ زمین سنگلاخ تھی۔ بہت دور دور سے لوگ پانی لایا کرتے۔ آپکی خدمت اقدس میں عرض کیگئی کہ پتھریلی زمین ہے پانی کی ہر وقت بکثرت ضرورت ہے۔ جنابنے فرمایا اسجگہ کنواں نکلواؤ۔ پیر بخش نے چار سو روپیہ خرچ کر کے کنواں کھودوایا مگر پانی نہ نکلا۔ پھر اوس نے سرکار انگریزی سے امداد لیکر پھر اور کھودوایا۔ مگر پانی نہ نکلا۔ اب لوگ طعن کرنے لگے کہ تیرے پیروں نے تجکو برباد کر دیا جب آپ دوسرے برس تشریف لائے تو یہ کل واقعات آپکے گوشگذار کرائے گئے۔ آپنے نہایت خاص حالت میں اُٹھکر فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا۔ پیر بخش صاحب جاؤ پانی خدا دیگا گھبراؤ مت۔ پیر بخش صاحب اتفاقاً باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ بچے کنوئیں پر جمع ہیں اور ایک شور و غوغا مچا ہوا ہے۔ ایک بچہ نے کہا کہ بابا پانی آگیا ہے پیر بخش نے دیکھا تو نیچے سے

بڑے زور سے پانی بڑھ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا غیب سے ایک نہر آ رہی ہے۔
پیر بخش کہتا ہے کہ میرے دیکھتے دیکھتے وہ پانی کنارہ چاہ تک آ گیا۔ پھر وہ پانی بہت ہی خرچ کیا گیا تاکہ پختہ بنایا جاوے مگر وہ پانی بالکل کم نہ ہوا بلکہ ترقی پذیر تھا۔ پانی بھی ایسا میٹھا اور سرد تھا کہ نہایت شیریں ذائقہ دار۔ ان ہی دنوں میں ایک صاحب محمد بخش نام نے خواب دیکھا کہ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ تبرہ شریف سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنوئیں میں گرا تے جاتے ہیں۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود - اگرچہ از حلقوم عبداللہ بود"۔

نقل ہے کہ ایکدفعہ آپ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں مقیم تھے وہاں پر ایک صاحب ولیداد خان نام یار تھا اوس نے عرض کی کہ میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہوئیں مگر لڑکا ایک بھی نہیں۔ آپ نے قند سیاہ پڑھکر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو کھلا دو اور دعا فرما کر کہا کہ تمکو لڑکا عنایت کریگا اُسکا نام محمد شریف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ میں آپ دوبارہ وہاں تشریف لائے تو ولیداد خان صاحب نے بچہ حاضر کر کے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جسکا نام آپنے محمد شریف رکھا تھا۔

نقل ہے کہ موضع علیپور سیداں میں حضرت شاہ صاحب نے ایک کنواں کھودوایا تو اوسمیں پانی نہ نکلا جب لوگ مایوس ہو گئے۔ انہی ایام میں حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ لوگوں نے پانی کی شکایت کی آپنے فرمایا اب کنواں کھودواؤ پانی خدا دیگا چنانچہ جب کنواں کھدایا گیا تو بفضل خدا اسقدر پانی آیا کہ کبھی خشک نہ ہوا حالانکہ اُسکے گرداگرد کے کنوئیں خشک ہیں۔

آپ کے چند خلفا کے نام

حضور قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ کے خلفاء تو صدہا ہیں مگر صرف علاقہ پنجاب کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) جناب حضرت سید حافظ مولوی حاجی صوفی جماعت علیشاہ صاحب علیپوری۔

(۲) حضرت حاجی سید جماعت علیشاہ صاحب ثانی علیپوری۔

(۳) جناب خلیفہ خان عالم صاحب باولی شریف ضلع جہلم۔

(۴) جناب خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب ۔

(۵) جناب حافظ عبد الکریم صاحب راولپنڈی۔

(۶) جناب مولوی غلام نبی صاحب قریشی از چک ۔

(۷) جناب مولوی محمد حسن صاحب از گجرات ۔

(۸) جناب فاضل اجل مولانا مولوی غلام محمد صاحب مرحوم بگوی امام شاہی مسجد لاہور۔

(۹) صاحبزادہ نواب الدین علی صاحب ساکن بشندور۔

(۱۰) جناب حافظ فتح دین صاحب ۔ رنگپورہ ضلع سیالکوٹ ۔

(۱۱) راجہ شیر باز خانصاحب موضع بڑکی تحصیل گوجرخان ۔

(۱۲) جناب حافظ جی جوڑی والہ مرحوم (۱۳) مولوی سنت علی صاحب مرحوم متیر الوالی (۱۴) سید غلام قادر [illegible]

افسوس کہ دیگر حضرات کا مجھے علم نہیں ورنہ اور بھی لکھتا ۔ ماسوائے اسکے آپکے صاحبزادگان کے فیوض و برکات جدا ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ جسطرح آپ کی ذات مبارک مظہر فیوض تھی اسی طرح آپکی اولاد پاک بھی بقول اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ عام و خاص کیواسطے چشمۂ فیض ہیں۔ آپکے پانچ صاحبزادے تھے۔ دو انتقال فرماگئے اور تین صاحب کمال باقی ہیں ۔ اور دور دراز مثل علاقہ دھنی و گھیبی و پوٹھوہار و آوان کار و جلندرال ۔ وچکارہ ۔ و پونچھ و کشمیر ذکوتھاں وغیرہ میں آپکا فیض جاری ہے ۔ اور تینوں صاحبزادگان صاحب ارشاد و مجاز ہیں ۔ ہزارہا لوگ اُنکے فیوض و برکات سے حصہ لیتے ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔

اب جو بڑے صاحبزادہ ہیں ، اونکا اسم شریف احمد نبی صاحب ہے ۔ اُنکے بعد دوسرے

صاحبزادہ کا نام حضرت سعید شاہ صاحب ہے۔ اور تیسرے کا نام حضرت قادر شاہ صاحب ہے۔ الحمدللہ
کہ سب صاحبزادے صاحب یمن و اقبال ہیں اور سب کے گھروں میں اولاد ہے۔ جناب باباجی صاحب
علیہ الرحمۃ چند روز علیل ہوئے اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ مابین ظہر و عصر انتقال فرمایا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی تھی یہ ہے (۱) جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ
چھوڑ جاؤ یعنے یاروں کو بوجہ تکلیف کے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ شکر خدا کا کہ پیر صاحب چلے گئے۔
(۲) یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ چاہیئے بلکہ جسکو خدا خیر و برکت دلوے اوس سے مستفید و مستفیض
ہونا چاہیئے (۳) سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے اگر ذکر میں کچھ قصور واقعہ ہو تو
اوسجگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہینگے (۴) یاروں کے ساتھ سیر کے واسطے نہ
جانا چاہیئے جبتک وہ از احد خواہشمند نہ ہوں۔ (۵) پیر کو انتظار کے بغیر چلا جانا چاہیئے تاکہ
لوگوں کو کسیطرح کی بدگمانی یا بدخیال پیدا نہ ہو۔ عمر شریف آپکی غالباً ایک سو برس کی تھی۔ مرقد
مبارک آپکا موضع چورہ شریف علاقہ راولپنڈی میں ہے۔ جناب کی وفات کا مادہ
تاریخ لفظ "غُفِرَلَہٗ" ہے
۱۵ ۱۳ ۶

ذکر مبارک حضرت باباجی نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ ۳

فائدہ۔ اسم شریف آپکا خواجہ نور محمد صاحب المعروف باباجی نیراہی ہے۔ آپنے فیض
باطنی اپنے والد ماجد حضرت فیض اللہ صاحب سے حاصل کیا۔ اور بعد از انتقال پدر عالیقدر کے
مسند خلافت پر بیٹھے۔ جب جملہ اطراف و اکناف سے خلقت جوق در جوق آنے لگی اور علما و فضلا
داخل طریقت ہوتے گئے تو لوگوں کو بوجہ ملک یاغستان راستہ میں بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔

آپنے موضع تیرئی شریف سے ڈیرہ اٹھا کر بمعہ اہل وعیال اسباب ومال موضع چورہ شریف ملک چنداں میں سکونت اختیار کی۔ آپکا مولد شریف ملک تیراہ ہے۔ اور آپکے چار صاحبزادے باکمال تھے۔ اول۔ خواجہ احمد گل صاحب علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ فقیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ سیوم۔ خواجہ دین محمد صاحبؒ دام علیہ الرحمۃ۔ چہارم۔ شاہ محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ یہ ہر چہار حضرات اپنے والد ماجد کے مابعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپکے انتقال کے وقت آپکے پاس جناب حضرت شیخ الشیوخ مرشدنا وہادینا حضرت فقیر محمد صاحب موجود تھے اور سر مبارک باباجی صاحب کا حضرت صاحبزادہ دوم کے زانو مبارک پر تھا اور انہوں نے بدست خود تجہیز وتکفین کی اور غسل بھی دیا۔ اور اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت باباجی کو لحد شریف میں لٹایا اور جو کچھ جناب خواجہ نور محمد صاحب کا فیض باطنی اور خزانہ مخفی تہا وہ اسی وقت حضرت فقیر محمد صاحب کو عطا کیا گیا آپ کی وفات کے بعد خلفا میں سے چار خلیفے اعظم مشہور تھے۔ اول۔ خواجہ الور صاحب خشکی۔ دوم۔ خواجہ شاہ نامدار ہنتیالیوی المعروف ہادی صاحب۔ سیوم خواجہ محمد میر صاحب ہنیارپوری چہارم۔ خواجہ حافظ عبد اللطیف صاحب سکنہ قصبہ خوانی۔

نقل ہے کہ ایکدن ایک درویش نے عرض کی کہ باباجی صاحب کیا سبب ہے کہ اور لوگ صدہا ریاضات ومجاہدات کر کے بھی اسقدر جوش عشق وجذب وفیض نہیں حاصل کرتے جسقدر حضور کے خدام چندروز میں حاصل کر لیتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ دوست۔ یا اولاد اوس شخص کے تنگدست ومحتاج ہوتے ہیں جنکا باپ یا رفیق غریب ومفلس ہو اور جنکا باپ رفیق مالدار ہوا ونکو زیادہ تر خلوص ومحبت کیضرورت ہے محنت کی چنداں حاجت نہیں۔ آپ کی عمر شریف ایک سو ساٹھ برس کہتے ہیں۔ اور وفات آپکی ۱۲۔ شعبان ۱۲۶۶ھ۔ مزار مبارک موضع چورہ شریف۔ لفظ مادہ تاریخ وفات غفور (۱۲۶۶ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت باباجی محمد فیض صاحب تیراہیؒ

فائدہ۔ ولادت باسعادت آپکی ملک تیراہ افغانستان میں ہے فیض حقیقی و خزائن مخفی آپنے حضرت خواجہ محمد عیسےٰ علیہ الرحمۃ گنڈاپوری سے حاصل کیا اور بعد از خدمت و ریاضت کثیرہ کے خرقہ خلافت بھی آپ کو عطا کیا گیا۔ آپ سپہ گری میں ملازم تھے تنخواہ کے علاوہ جو کچھ موجود ہوتا فقرا و درویشوں کو خیرات و صدقات دیا کرتے۔ ایک دن آپ کا پہرہ ایک برج پر تھا اور آپ ایک وقت کھڑے تھے کہ ناگاہ حضرت سید حافظ جمال صاحب شکار کھیلتے کھیلتے اُسطرف سے گذرے اور آپکی نظر کیمیا اثر حضرت فیض اللہ پر پڑی تو یہ حضرت سخت بیہوش ہو گئے۔ حضرت حافظ صاحب آپکو کمال محبت سے اپنے ساتھ لیکر گھر گئے اور چند مدت کے بعد آپکو حضرت محمد عیسےٰ صاحب اپنے خلیفہ خاص کے سپرد کر کے خود رخصت فرما گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن خواجہ محمد عیسےٰ صاحب نے فرمایا کہ اے فیض اللہ چلو تمکو خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت کرائیں۔ آپنے فرمایا کہ بے ادبی معاف۔ میرے خضر تو آپ ہی ہیں جو کچھ مجھے پہونچیگا وہ آپ ہی کے ذریعہ و وسیلہ سے پہونچیگا۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں مبادا اونکی جلالت مجھپر غالب آجائے اور آپکو کہیں بنظر حقارت دیکھوں۔ اس خوش اعتقادی سے آپ بہت ہی خوش ہوئے اور آپ سقدر محو ہوئے کہ گریہ نمودار ہوا۔ اسی اثنا میں خواجہ محمد عیسےٰ علیہ الرحمۃ نے آپ کو بغل میں لیکر خوب معانقہ کیا اور منزل مقصود تک پہونچا دیا اور آپ کو فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ کہ سلطنت کفار ہونیوالی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ ایک راستہ میں تھکان کی وجہ سے بیٹھ گئے۔ اور وہاں پر ایک خشک درخت کُہنہ بھی تھا۔ چند اشخاص مسافر اُسطرف سے گذرے تو اون میں ایک نے کہا کہ یہ کون شخص ہے

دوسرے نے کہا کہ کوئی فقیر درویش ہوگا کسی نے جواب دیا کہ اگر فقیر ہوتا تو کیا یہ درخت سبز نہ ہوجاتا حضرت فیض اللہ صاحب نے دعا فرمائی تو وہ درخت فوراً سبز بھی ہوا اور پھل پھول بھی اوسکو لگ گئے پس آپ نے وہیں پر قیام فرمایا اور ہزارہا لوگ آپکے طالب و مرید ہوئے۔ اور پہلے پہل بابا جی تیراہی مشہور ہوگئے۔ آپ کی وفات شریف ۸ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک آپکا موضع تیرئی شریف ملک تیراہ میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات آپکا در منظومہ (۱۲۴۵ھ) ہے۔

۶ ذکر مبارک حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب رامپوری

فائدہ۔ اسم شریف آپکا سید حافظ جمال اللہ صاحب بن سید محمد درویش صاحب ہے۔ نسب نامہ آپکا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ بخارا شریف سے آپ سپاہیانہ لباس میں آئے اور سرہند شریف میں قیام فرمایا۔ مگر اس سے پہلے وہ عملیات و قصائد خوانی کرتے اور تلوار باندھ کر ملک کی سیر و سیاحت کرتے۔ اور علم ظاہری بھی حاصل تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ جب سرہند شریف پہونچے تو جناب خواجہ محمد اشرف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی بعد از ویرانی سرہند کے رامپور المعروف بہ مصطفےٰ آباد تشریف لیگئے۔ آپ عیال نہ رکھتے تھے۔ آپکے بعد تین خلیفہ ہے۔ اول۔ شیخ صحرائی علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ شاہ درگاہی رامپوری۔ سوم شاہ محمد عیسےٰ گنڈاپوری علیہ الرحمۃ۔ وفات آپ کی تین یا چار ماہ صفر ۱۲۰۹ھ میں ہوئی۔ مرقد آپکا رامپور متصل دروازہ عیدگاہ کے ہے۔ مادۂ تاریخ وفات منظر حیا (۱۲۰۹ھ) ہے۔

۵ ذکر مبارک حضرت محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا محمد عیسےٰ ولادت آپکی موضع چودہ علاقہ ملتان میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر

ـــــــ آپکا ذکر خیر حضرت محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پڑھنا چاہئیے۔ مولف۔

و مقرب خاص ہیں حضرت حافظ جمال اللہ صاحب کے۔ اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے اور علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ آپ ہر روز حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپنے چند عرصہ اپنے پیر روشنضمیر کی خدمت فیضدرجت میں رہکر تاج خلافت پایا اور گنڈاپور ضلع جون میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک خواجہ پیر محمد صاحب۔ دوم خواجہ جان محمد صاحب۔ سیوم علی محمد صاحب علیہم الرحمۃ۔ بعد از وفات پدر عالیقدر خود مسند مشیخت پر خواجہ جان محمد صاحب بیٹھے۔ وفات آپکی ، ۔ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ کو ہوئی۔ مرقد مبارک آپکا موضع گنڈاپور میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکا مظفر (۱۲۲۰ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۷

فائدہ ۔ آپکا نام نامی شاہ قطب الدین بخاری عرف محمد اشرف اور لقب حید رحسین ہو ولادت آپکی ملک ماوراء النہر میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر خواجہ زبیر علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ علاوہ مجاہدہ و ریاضت باطنی کے آپ عالم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ تھے اور درس بھی فرمایا کرتے تھے آپنے سرہند شریف میں آنکر علم باطنی حاصل کیا اور بعد از انتقال اپنے پیر روشنضمیر کی مسند خلافت پر بیٹھے۔ کچھ عرصہ تک سرہند شریف میں مقیم رہے۔ بعد از مدت مدید کے ایک صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کسی بات پر عناد ناحق شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ خواجہ قطب الدین کی غیرت اور رنجیدگی سے سرہند فناہ و تباہ ہوگیا۔ اسی واسطے امام رفیع الدین صاحب کو بانی سرہند کہتے ہیں اور خواجہ قطب الدین صاحب کو فانی سرہند۔ چھ برس تک سرہند میں لرزہ و زلزلہ رہا۔ آپنے وہاں سے رخصت ہوکر گیارہویں صدی میں مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ آپکی وفات ماہ رجب ۱۱۰۸ھ میں ہوئی۔ اور مزار مبارک آپکا آدم بنوری و خواجہ محمد پارسا کے پاس مدینہ منورہ میں ہے۔

اور آب سقف روضۂ عثمانی آپکے مرقد پر گرتا ہے۔ مادہ تاریخ وفات ظفر (۱۰۹۰ھ) ہے۔

۸ ذکر مبارک حضرت محمد زبیر صاحب سرہندی رح

فائدہ۔ اسم شریف آپکا محمد زبیر ہے۔ آپ نبیرہ و خلیفہ نقشبند ثانی ہیں۔ آپکو خدا نے دولت دنیا و دین عطا کی تہی۔ آپکے وقت کے امرا وغیرہ سب آپکے معتقد و مرید تھے۔ وظیفہ دائمی آپکا یہ تھا ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ۔ ۱۵ ہزار اسم ذات اور صلوٰۃ الاولین ہمراہ ۱۰ ہزار کلمہ شریف اور نماز تہجد میں چھ بار سورۂ یٰسین اور بعد از قیلولہ دو رکعت پڑہتے جنمیں قرآن مجید ختم کرتے بعد از عصر درس حدیث و تصوف فرماتے۔ وفات شریف آپکی بروز چارشنبہ بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ میں ہوئی مرقد مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے، اور مادہ تاریخ وفات مشتاق محمد زبیر ہے۔ (۱۱۵۲ھ)

۹ ذکر مبارک حضرت محمد حجۃ اللہ صاحب سرہندی رح

فائدہ۔ آپکا اسم شریف حجۃ اللہ اور لقب نقشبند ثانی اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ محمد معصوم سے پایا۔ اور علم ظاہری و باطنی میں یکتا تہے اور فقر و زہد و تقویٰ میں خوب مضبوط و ثابت قدم تھے۔ جب آپ حج بیت اللہ کیطرف روانہ ہوئے تو آپکے ساتھ ۲۵ ہزار حاجی روانہ ہوئے۔ کل کا خرچ و زاد سفر آپ ہی کے ذمہ تھا۔ اوس قافلہ میں چند روافض بطور تقیہ داخل تہے حضور کو خدا نے مطلع کر دیا۔ آپنے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہمارے قافلہ میں ہیں کہ ظاہر انکا صاف اور باطن اونکا ناپاک ہے۔ اسی اثنا میں باد مخالف سے جہاز گھوم کر یمن کیطرف متوجہ ہو کر ایک کنارہ پر پہونچگئے اوسجگہ قوم خوارج ترقی پر تھے انہوں نے حسد و عداوت کو اس حدتک بڑہایا کہ قتال و جدال تک نوبت آئی۔ جب بہت ہی تکلیف پہونچی تو آپنے دعا فرمائی فی الفور خدا نے

قبول کرلی۔ چنانچہ ۱۲ علماء وغیرہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور سب اقوام خوارج و روافض کو طلب کرکے فرمایا کہ نہایت افسوس ہے کہ اہلبیت کے ساتھ اُلفت اور خلیفہ پیغمبر سے عداوت؟ چند کس کو فرمایا کہ اونکو مارو۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو زدوکوب کا اثر بدنوں پر موجود تھا۔ پس بعد از قدرے گفتگو کے وہ علماء وغیرہ تائب ہوکر مرید ہوگئے۔ وفات شریف آپکی ۲۹ محرم ۱۰۳۴ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے اور مادہ تاریخ وفات موانقشبند ثانی (۱۰۳۴ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ

10

فائدہ۔ اسم شریف آپکا خواجہ محمدؐ معصوم ہے علیہ الرحمۃ۔ اور لقب آپکا عروۃ الوثقیٰ۔ اور آپ فرزند ثالث شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ نسب شریف آپکا از راہ اجداد امجاد گیارہ واسطہ سے سلطان فرخ بادشاہ کابل تک پہونچتا ہے اور انیس واسطہ سے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ مقام آپکا بوجہ علو استعداد و ولایت محمدی المشرب تھے۔ ۱۶ برس کی عمر تک جملہ علوم ظاہری سے فارغ ہوکر علم باطنی میں آپ سب بھائیوں میں سے سبقت لیگئے یہانتک کہ آپکے والد ماجد نے باوجود صغر سنی و کم عمری کے اپنے مریدونکی تربیت فرمانے کی اجازت فرمائی۔ آپکے مریدوں کی تعداد نو لاکھ سے زیادہ تھی اور سات ہزار آپکے خلیفہ تھے اور میر محمدؐ بدخشانی اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ معصومیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرہند میں ایک لڑکا مرگیا اور اُسکے والدین بوجہ غلو و افراط محبت بہت ہی جزع و فزع و گریہ وزاری کرتے تھے یہانتک کہ انکا حال ابتر ہوگیا وہ گریاں و نالاں آپکے پاس آئے۔ حضور نے نہایت الحاح و تضرع سے ہاتھ اُٹھاکر دعا فرمائی۔ خدا نے قبول فرمائی وہ بچہ زندہ ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کہیں تجارت کو گیا اتفاقاً معہ مال و اسباب جہاز پر سوار ہوا۔ اور جہاز ہلاکت دگرداب میں آگیا۔ جب غرق ہونے پر پہونچا تو حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو یاد کر کے ایک ہزار روپیہ نذر رکھا اُسیوقت ایک اور طرف سے ہوا چلی تو وہ جہاز بصحت و سلامتی تلاطم سے باہر ہو گیا۔ اور منزل مقصود تک پہونچگیا۔ جب وہ شخص آپکے پاس آیا تو پانچسو روپیہ نذر پیش کیا حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اوس تباہی و غرقابی میں تو ہزار روپیہ اور اب پانچسو روپیہ۔ وعدہ کا ایفا واجب ہے۔ وہ شخص نہایت ہی شرمندہ ہوا اور ہزار پورا نذر کر کے معافی چاہی۔

نقل ہے کہ شاہ جہاں آپکی خدمت میں حاضر ہونیکی بہت ہی استدعا کرتا تھا مگر آپنے قبول نہ فرمایا اور عالمگیر بادشاہ آپکا مرید ہوا مگر دولت صحبت آپکی اسکو بھی نصیب نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ محمد صدیق صاحب پشاوری کہتے ہیں کہ دوبار بوقت مصیبت مینے آپ کو یاد کیا آپ فوراً تشریف لائے اور اُس مصیبت سے رہائی دلوائی۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے محمد معصوم کو خلعت قیومیت عطا فرمایا ہے اور آپکی مٹی کا خمیر بقیۂ خمیر طینت جناب حبیب حق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ولادت آپکی ۱۰۰۷ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۱۰۷۹ھ ۹ ربیع الاول یا ۱۰۸۰ھ ہے عمر شریف آپکی اکہتر سال تھی مادۂ تاریخ ولادت یار حق مخدوم ہے۔ اور مادۂ تاریخ وفات زاہد ہی غنی ۱۰۷۹ھ ہے مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے۔ ضرور ہی دیکھو۔

ذکر مبارک حضرت امام ربانی حبیب یزدانی مجدد الف ثانی رح

فائدہ۔ آپکے فضائل و کمالات و خوارق و کرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح و بسط سے

مرقوم ہیں۔ آپ امام طریقت و مقتدائے شریعت ہیں۔ آپ رافع بدعت و محی سنت تھے۔ اسم شریف آپکا شیخ احمد بنسبت فاروقی اور لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات ہے۔ آپکی نسبت و ارادت طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ اور نسبت قادریہ شاہ اسکندر کیتھلی کے ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ خواجہ عبدالاحد کے ساتھ ہے۔ اور فیض سہروردیہ بھی خواجہ عبدالاحد صاحب سے ہی پایا۔ علاوہ ازیں سلسلہ شطاریہ و مداریہ و کبرویہ وغیرہ کا فیض بھی آپنے والد سے ہی پایا۔ آپنے اپنے مقامات و مراتب میں اسقدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحب حلقہ میں تشریف لاکر فرمایا کرتے کہ شیخ احمد ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اوس سے منور ہیں اور شیخ احمد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ:۔

"طریقہ ما طریقہ صحابۂ کرام است و نزد فقیر یک گام دریں طریق زدن برابر ہزار گام است در طرق دیگر" پہلے تمام علمائے عصر و فضلائے دہر میں سے حضرت شیخ احمد صاحب کو لقب مجدد کا مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی بھی قائل بہ مجددیت و افضلیت ہو گئے تھے۔ اور مولانا جلال الدین سیوطی اور خواجہ شیخ بدرالدین نقشبندی وغیرہ علمائے کرام نے یہ حدیث دربارہ تعریف و بشارت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمائی ہے وہ حدیث یہ ہے۔

یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّاسِ یعنے میری امت میں ایک شخص ہوگا جسکو بوجہ اصلاح و اتحاد کرانیکے صلہ کہینگے اوسکی شفاعت سے اسقدر لوگ بہشت میں جاوینگے۔ اور خود شیخ احمد صاحب نے ایک جگہ اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ یعنے شکر اوس خدا کا جس نے مجھے بنایا دو دریاؤں کے ملانے والا اور دو فریقوں

کے اصلاح کرنے والا۔ مدّت مدید سے دو فرقے وجودی و شہودی باہم سخت تنازع رکھتے تھے
آخرش مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ادلّہ قاطعہ و براہین ساطعہ سے ہر دو فریق کے مسائل
و عقائد پر معقولانہ بحث کرکے مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود کو صاف و سہل کر دیا۔
اور ہر دو فریق کی صلح کرائی۔ چنانچہ مکتوبات کے ناظرین پر روشن ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے یکایک خدا کیطرف سے یہ الہام ہوا غَفَرْتُ
لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے تجھکو
اور تیرے وسیلہ داروں مریدوں کو مینے بخشدیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمدؐ نعمان (یہ آپکے خلیفہ خاص ہیں) کو زیارت جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر محمد نعمان سے کہدے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول ہے اور
شیخ صاحب کا مردود ہمارا مردود ہے۔ اور ہمارا مقبول یا مردود خدا کا مقبول یا مردود ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا ایک دن مطالعہ
مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کر رہا تھا کہ امیر معاویہؓ کی تعریف و توصیف کا مقام پڑھکر بیزار ہوا
اور مکتوبات شریف کو بہت سختی و غصہ سے زمین پر مارا۔ اُسی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت
شیخ امام ربانی علیہ الرحمۃ آئے اور کان سے پکڑکر فرمایا کہ اے نادان میرے کلام پر غصہ و
معترض ہے چل تجھکو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس لیچلوں۔ چنانچہ امام ربانی گھسیٹ کر
حضرت علیؓ کی خدمت میں لیگئے اور کھڑے ہوکر عرض کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں
یہ شخص مجھپر معترض ہے اور غصّہ سے کتاب کو زمین پر پھینکدیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا
کہ اے شخص خبردار اصحاب نبوی کے حقمیں کبھی کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ کہنا اور نہ عداوت کرنا

یہ شخص معترض چونکہ نہایت ضدّی تھا اسلئے یہ کلام حضرت علیؓ کی سنکر متوہم ہوا اور اُسکے تردید پر مستعد ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ شخص تو بدظن سنگدل ہے اسکے سینہ پر ایک دھپڑ لگاؤ تاکہ اسکا سینہ صاف ہو اور توبہ کرے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے زور سے اسکے سینہ پر دھپڑ لگایا فوراً اوس نے توبہ کی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو وہ ضرب سینہ پر موجود تھی۔ فی الفور بحضور جناب شیخ احمد صاحب تائب ہو کر مرید صادق بنگیا۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص کو آپنے سفر کو روانہ کر کے فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مصیبت و مشکل آن پڑے تو مجھکو یاد کر لینا جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہونچا تو ناگاہ ایک شیر ببر بہت غصہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپکا نام پاک زبان پر لایا تو آپ معاً حاضر ہوئے اور آپنے اُس شیر کو بھگا دیا اور اُس مسافر کو مع قافلہ کے نجات دلا کر سیدہا راستہ پر چلا یا۔

نقل ہے کہ فرمایا جو شخص میرے طریقہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہو گا اُن سب کو خدا نے میرے پیش نظر کر دیا ہے اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام و مقام بتا دوں۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ مجھکو بشارت ہوئی ہے کہ جس جنازہ پر تو نماز پڑھیگا اُس میت کو بخشدونگا۔ آپنے فرمایا کہ جو جو کمالات کہ نوع بشر کے لئے آیندہ ممکن ہیں وہ خدا نے اس عاجز کو عنایت کئے ہیں باستثنار رسالت نبوت کے۔ آپ گیارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ:۔ "اے فرزند ایں آں وقتیست کہ در اُمم سابقہ وریں طور وقتیکہ پُر از ظلمت است پیغمبر اولوالعزم مبعوث میگشت و احیاے شریعت جدید میکرد الخ"۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان سنہری الفاظ کی موجودگی میں بھی ہماری تحریر کو اپنی طبعزاد زیادتیوں پر محمول سمجھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اسکے اِن کج فہموں کا کمالات مجددیہ ہم کو

کمالات رسالت و نبوت کا وارث یا مظہر اتم نہ سمجھنا گویا آفتاب نصف النہار سے انکار کرنا ہے
کیونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رہ خود فرماتے ہیں کہ " از عین الیقین و حق الیقین
چہ گوید و اگر گوید کہ فہم کند کہ در باید ایں معارف از حیطۂ ولایت نیست۔ ارباب ولایت در رنگ
علمائے ظواہر در ادراک آں عاجز اند و در درک آں قاصر۔ ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار
النبوت اند (علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ) کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت
تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است"۔
یعنی عین الیقین و حق الیقین کی نسبت کیا کہوں۔ اگر کہوں تو سمجھنے والا اور مطلب تک
پہونچنے والا کون ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے باہر ہیں جس طرح علمائے ظاہر
ان معارف کے سمجھنے سے عاجز ہیں اسیطرح صاحب ولایت اصحاب بھی انکو نہیں سمجھ سکتے
یہ علوم شمع انوار نبوت سے لئے گئے ہیں۔ (اسکے صاحبو نپر صلوٰۃ اور سلام ہو) جو تبعیت اور وراثت
سے دوسرے ہزار برس کی تجدید کے بعد تازہ ہوئے ہیں۔ ان علوم اور معارف کا صاحب
اس دوسرے ہزار سال کا مجدد ہے"۔ یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رہ فرماتے ہیں کہ
شکر ایں نعمت عظمےٰ بکدام زبان بجا آرد کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ما فقیر را بعد از تصحیح عقیدہ
بموجب آرا اہلسنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ اسعیہم بسلوک طریقۂ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت
و از مریدان و متبعان ایں خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر بہزار
گام طریق دیگر است۔ راہے کہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ بیشتر مخصوص
بایں طریق عالی است منتہائے طرق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از انجا راہے
بکمالات نبوت نکشادہ اند از ینجاست کہ ایں فقیر در کتب رسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگوارانی
طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان۔ چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت

حظ وافر گرفتہ اند منتہیان ایں طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت کامل بہبا ئیند" الخ۔

اولیائے متقدمین کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی نسبت پیشگوئیاں

(۱) مقامات حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے اور ان میں سب سے پچھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا اور بعد از اصحاب کرام وہ امت کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

اس مبارک اور سچی پیشگوئی میں ایک عجیب وغریب نکتہ ہے۔ یعنے اس پیشگوئی سے مرزا غلام احمد کادیانی کے دعاوی باطلہ کی کھلے طور پر تردید ہو رہی ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پچھلا یعنے سترہواں احمد حضور سرور کائنات سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا۔ مگر مرزا کادیانی تیرہویں صدی میں پیدا ہوا ہے۔ اسلئے مرزا کادیانی کا دعوٰی ہرگز ہرگز پایۂ صداقت کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور مذکورہ احمدوں میں اسکا اپنے آپ کو شمار کرنا سخت غلطی ہے۔

کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جام رح کے دست مبارک پر تادم حیات (ظاہری) چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ ایک دن آپکے صاحبزادہ حضرت شیخ ظہور الدین رح نے آپسے دریافت فرمایا کہ ہم نے مشائخ کرام کے حالات کئی دوسری کتابوں میں دیکھے ہیں لیکن جن واقعات کا انکشاف آپ پر ہوتا ہے کسی اور پر ہوتے نہیں دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ مینے جس قسم کی ریاضت کسی ولی کی سنی یا دیکھی اسپر عمل کیا خداوند تبارک وتعالیٰ نے جسقدر کہ اُن سب اولیاء کو عطا فرمایا وہ تمام مجھکو عنایت کیا لیکن آج سے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام پیدا ہوگا کہ جسمیں عنایات ایزدی کے آثار اولین جیسے ہونگے

مخلوقِ خدا اُسے دیکھیگی اور کہیگی کہ ھٰذا من فضل ربی اولیائے اولین اور آخرین کے کمالات اُسکو دیئے جائینگے۔

اب آپ دیکھئے کہ حضرت شیخ الاسلام احمدؒ جام رح کی پیشگوئی کس آن بان اور صداقت کا سہرا پہنے ہوئے پوری ہوئی۔ یعنی حضرت شیخ الاسلام رح نے سنہ ۵۳۶ھ میں وفات پائی اور ولادت باسعادت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح دسویں صدی میں واقع ہوئی اس حساب سے بموجب پیشگوئی پورے چارسو سال کے بعد حضرت امامؒ کی ولادت ہوئی

(۲) ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے تھے کہ دفعتاً آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام کائنات منور اور نورانی ہوگئی اور یہ نور ساعت بساعت بڑہتا گیا اور اس نور سے امت مرحومہ کے اولیائے اولین اور آخرین نے روشنی حاصل کی حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کسی صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ القا ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز ذات ہے جو پانسو سال بعد ظہور فرماکر حضور سرور کائینات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ جو اوسکی صحبت سے فیضیاب ہوگا وہ سعادتمند ہوگا اور اُسکے فرزند و خلفا بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں۔ اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ اُتارا اور اپنے خلیفۂ اعظم کو امانتاً سپرد فرماکر ہدایت فرمائی کہ یہ خرقہ بہ حفاظت تمام رکھا جائے اور جسوقت اسکا اصلی وارث ظاہر ہو اُسکے پیش کیا جائے۔ سپردوار جس شخص کی نوبت وہانتک پہونچے وہ اوس سے استفاضہ اور اوسکی عزت کرے اور ہماریطرف سے یہ تحفۂ سلام پیش کرے۔

(۳) مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ سلسلۂ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہند میں پیدا ہوگا جو امت کے اولیا میں شان فضیلت

رکھتا ہے مگر افسوس کہ اُسوقت ہم نہ ہونگے پھر ایک خط نیاز مندانہ انداز سے لکھا اور اپنے خلیفہ کے سپرد کیا اور کہا کہ حضرت کے پیش کریں۔ چنانچہ خواجہ عبد الرحمن بدخشی ؒ نے حضرت امام ربانی کی تجدید قیومیت کی خلعت ہونیکے دسویں سال گذرنے پر وہ خط خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ امت کے مشائخ کبار میں نظر آتے ہیں۔

منجموں کی پیشینگوئیاں

خان اعظم جو اکبر کے خاص ارکان سلطنت میں سے تھا۔ اکبر کے جور و تعدی سے تنگ آکر نجومیوں اور اختر شناسوں کو جمع کیا اور مضطرب ہوکر واقعات آئندہ کی نسبت دریافت کیا۔ اونھوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی اور اُس مہلت گذرنیکے بعد سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا اور اوضاع فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک مردِ خدا پیدا ہوگا جسکی توجہ کی برکت سے دین اسلام تازگی پائیگا اور کفر نیچا دیکھیگا۔ ملحد لوگ نگونسار ہونگے۔ اُسکا طریق مثل اصحاب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگا۔ اور ہزارویں سال میں دین اسلام کو تازہ رونق دیگا منجملہ انکے ایک نجومی نے بیان کیا کہ تین روز سے ایک ستارہ نکلتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آجتک نہیں نکلا تھا۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نکلتا تو اُس سے ایک نبی اولوالعزم صاحب شریعت کی بعثت کا استدلال کیا جاتا۔ چونکہ اس امت میں بعد ختمِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم پیغمبر کا ہونا محال ہے اسلئے اس ستارہ کے خواص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک شخص پیدا ہوگا جو ترویج دین کے خواص میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا اور ایک اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہوکر باطل مذاہب کی

بیخکنی کریگا اور شریعت مصطفویہ کو تازگی بخشنے اور اسکا طریق سنت نبویہ کے مطابق ہو
پس اسی دن سے خان اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا معتقد ہوا اور انکے عہد مسعود
کا منتظر تھا چنانچہ بعد میں خود ایک واقعہ دیکھنے کے بعد تجدید کے دوسرے سال خدمت
بابرکت میں مشرف ہوا۔

حالات بوقت ولادت

حضرت امامؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمدؒ پیدا ہوئے تو ایک
دن میں مستغرق الحال ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ ہمارے گھر میں کل اولیائے امت جمع ہیں
انمیں سے ایک نے کہا کہ دوستو شیخ احمدؒ کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے
اولیائے اولین و آخرین کے کمالات اسمیں جمع کئے ہیں اور اپنا خزینۃ الرحمۃ بنایا ہے۔
(۲) حضرت مخدوم یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے والد ماجد کے پیرو ں
میں سے شیخ عبدالعزیز رح خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ حضرت مجددؒ کی ولادت
باسعادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اُس دن ہم نے عجیب کیفیت
دیکھی۔ فرشتوں کی فوجیں کعبہ مطہرہ میں اُتر رہی ہیں اور وہاں سے سرہند شریف کیطرف
متوجہ ہو رہے ہیں۔ ہزاروں نورانی علم کعبہ پر لگا رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار
رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا محبوب پیدا ہوا ہے کہ خداوند
تعالیٰ اُسکے ذریعہ سے دین اسلام کو عزت بخشیگا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اُکھیڑ دیگا
اور سنت مصطفویہ کو تازہ کریگا۔
(۳) حضرت شیخ ابوالحسن چشتی رح جو اُسوقت ایک عزیز الوجود بزرگ تھے وہ بھی بنیت ولادت

حضرت مجددالف ثانی رہ کو سرہند شریف میں موجود تھے وہ فرماتے ہیں کہ ولادت کی رات مینے ایک واقعہ دیکھا کہ شہر میں امت کے تمام اولیا جمع ہوئے انمیں ایک ممبر رکھا گیا۔ ایک بزرگ نے ممبر پر چڑہکر فرمایا کہ لوگو تمکو مبارک ہو آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جسکی روح پاک کو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزار سال تک اپنی کنار عاطفت میں پرورش فرمایا ہے جو کمالات ابتک کہ اولیا کو فرداً فرداً ملے تھے اونکو ایک ہی مرتبہ عطا کر کے اپنے کمالات کا مظہر بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت امام ربانی مجددالف ثانی رہ کی ولادت باسعادت ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعۃ المبارک آدہی رات گذرنے پر بوقت تہجد ہوئی۔ حضرت کی ولات کا مادہ تاریخ لفظ خاشع ہے۔ شمسی حساب سے اسوقت آفتاب خانہ حمل میں مشرف تھا جو آفتاب کے منازل سے اعلیٰ ہے۔ بموجب الہام و بشارات حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب شریف بدرالدین اور اسم شریف شیخ احمد رکھا گیا۔

شجرۂ نسب

حضرت امام ربانی[۱] مجددالف ثانی ابن مخدوم شیخ عبدالاحد[۲] بن شیخ زین العابدین[۳] بن شیخ عبدالحی[۴] بن شیخ محمد[۵] بن شیخ حبیب اللہ[۶] بن امام رفیع الدین[۷] بن شیخ نصیر الدین[۸] بن خواجہ سلیمان[۹] بن خواجہ یوسف[۱۰] بن خواجہ اسحٰق[۱۱] بن خواجہ عبداللہ[۱۲] بن خواجہ شعیب[۱۳] بن خواجہ احمد[۱۴] بن خواجہ یوسف[۱۵] بن فرخ شاہ[۱۶] بن خواجہ نصیر الدین[۱۷] بن خواجہ مسعود[۱۸] بن خواجہ محمود[۱۹] بن خواجہ سلیمان[۲۰] بن خواجہ مسعود[۲۱] بن خواجہ عبداللہ[۲۲] بن خواجہ ابوالفتح[۲۳] بن خواجہ اسحٰق[۲۴] بن خواجہ ابراہیم[۲۵] بن خواجہ ناصر الدین[۲۶] بن عبداللہ[۲۷] بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

زمانۂ طفولیت

آپ ایامِ طفولیت میں کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کیضرورت
کے لئے برہنہ کئے جاتے تو بعد فراغت فوراً خود کپڑا لے لیتے تھے۔ آپکا جسم مبارک
یا کپڑا کبھی نجاست آلودہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کبھی آپنے گریہ وزاری کی۔ ہر وقت خنداں
وفرحاں رہتے تھے۔ اگر دن رات آپکو دودھ نہ دیا جاتا تو اسکی خواہش سے نہ روتے ایام
رضاعت میں بیمار ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادری رح سرہند شریف میں موجود تھے
آپکے والد ماجد علاج روحانی کے لئے حضرت شاہ صاحب کیخدمت میں آپ کو لے گئے شاہ
صاحب دور ہی سے اس محبوب کو دیکھکر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپکے والد ماجد
حضرت مخدوم صاحب رح کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا۔ اور بحالت استعجاب استفسار
فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لئے استادہ ہوئے ہیں۔ تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم اس
صاحبزادہ کی تعظیم کے لئے اُٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبوب آفتاب ہوگا اور اپنے
تجلیات ارشاد سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب منور و تاباں کریگا۔ اسکی ہدایت اور ارشاد
کی تابندہ شعاعیں قیامت تک جلوہ نما رہینگی۔ ہاں وہ یہی محبوب ہے کہ جسکے وجود مسعود کی
خبرات کے تمام اولیائے کرام وصوفیائے عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ ابتک اسکی
بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں۔ یہ کہکر حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان پاک حضرت کے
دہن مبارک میں دی۔ آپنے شاہ صاحب کی زبان چوسی تو شاہ صاحب نے حضرت ممدوح سے
فرمایا کہ لیجئے صاحبزادہ نے اپنی زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف
زبان کے راستہ سے ہی حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ صاحب سرہند شریف تشریف لاتے

تو حضرت امام رح کے حق میں بشارات عظیمہ بیان فرماتے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جس زمین پر ایسے محبوب پاک کی ولادت باسعادت ہوئی ہے اوسکی فضیلت و عظمت اور اوسکے حالات سے اپنے ناظرین کو آگاہ کریں۔

سرہند شریف

سَر بمعنے شیر۔ ہَند بمعنے جنگل۔ گویا مجموعی معنے نیستان شیر یا شیروں کا جنگل ہوئے واقعی تصویر قدامت کہہ رہی ہے کہ جس جگہ اب شہر آباد ہے کسی زمانہ میں یہاں ایک خوفناک جنگل تھا جو شیروں کا مسکن ہوگا۔ اسی مناسبت اور تطابق سے شہر کا نام سہرند قرار پایا۔ اور سکوں میں یہی نام استعمال پذیر ہوا۔ اور اب تغیرات اور انقلاب کے باعث بگڑ کر سرہند ہوگیا۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پایہ تخت دہلی کو خزانہ لئے جا رہے تھے جب خزانہ اُس وحشتناک جنگل میں جہاں اب سرہند شریف ہے پہونچا تو خزانہ کے ہمراہیوں میں ایک صاحب کشف کو معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار برس سال گذرنے پر ایک شخص اسجگہ پیدا ہوگا جو وحید امت ہوگا اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے پکارا جائیگا۔

خزانہ شاہی کے سب ہمراہی اُس باخدا صاحبدل کے عقیدتمند اور مخلص مرید تھے۔ اس نے اسجگہ اس شہر کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جملہ معتقدین نے بصد ادب عرض کیا کہ آپکا ارشاد بسر و چشم منظور ہے لیکن اس کام کی خصوصیات کسیقدر شاہانہ امداد کے ساتھ وابستہ ہیں ہمارے خیال میں اگر سلطان فیروز شاہ کے پیر یعنی حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں

بادشاہ سے فرماویں تو بادشاہ اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے برسر تکمیل پہونچا دیگا۔

الغرض سید مخدوم کی خدمت میں اسکے متعلق درخواست کیگئی اور اُس صاحبدل کا مکاشفہ بھی بیان کیا گیا۔ حضرت مخدوم رح نے بادشاہ کو اُس جگہ شہر آباد کرنیکو تاکید فرمایا سلطان نے اپنے شیخ کا حکم بسر وچشم منظور کیا۔ اور امام رفیع الدین کے برادر اکبر یعنے خواجہ فتح اللہ کو جو وزیر اعظم تھے اس کام پر متعین کیا۔ اور خواجہ صاحب دو ہزار سوار ہمراہ لیکر پہونچے اور جنگل میں ایک بلند جگہ دیکھکر بنیاد ڈالی۔ یہ شہر دار الخلافہ شاہ جہان آباد سے ۳۷ فرسنگ جانب شمال واقعہ ہے۔ اور لاہور سے ۳۳ فرسنگ مشرق کیطرف کابل سے سرہند کا فاصلہ ۱۲۵ فرسنگ ہے۔

سرہند شریف روئے زمین کی اقلیم ثالث میں مرکز عالم پر واقع ہے اور حرمین شریفین بھی اقلیم ثالث میں ہے۔ اسلئے سرہند شریف اور حرمین شریفین کو آپسمیں مناسبت تامہ ہے حضرت امام ربانی رح سرہند شریف کی علوشان کی نسبت حسب ذیل ترجمہ عبارت مکتوبات شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

"عنایت خداوندی وبتصدیق حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر سرہند گویا میری زندگانی کی جگہ ہے اور میرے لئے ایک گہرا تاریک کنواں ایک راستہ میں تھا وسکو تہ کیا گیا اور اُسے بلند کر کے اکثر شہروں پر اُسے فوقیت بخشی گئی اور اُسمیں ایک نور امانت رکھا گیا کہ جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اقتباس کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بیت اللہ کی زمین میں نور چمک رہا ہے فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق اکابر اولیاء کے وصال سے چند ماہ قبل اس نور کو اس فقیر پر ظاہر کیا گیا۔ اور اُس زمین کے گوشہ میں فقیر دل کے نشانات سکونت دکھا دئیے گئے۔ اور ایک نور درخشاں مشاہدہ کرایا گیا جو کیفیتوں سے منزہ ومبرا تھا

تو آرزو پیدا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن ہو اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ اور اسبات کو فرزندی اعظمی پر جو کہ صاحب اسرار تھا ظاہر کیا۔ اتفاقاً فرزندی مرحومی اس دولت پر سبقت لیگیا اور پردۂ خاک میں چھپ کر دریائے نور میں مستغرق ہوا۔ اور یہ بھی اس شہر معظم کی بزرگی اور شرافت میں سے ہے کہ فرزندی اعظمی جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہے اس جگہ استراحت فرما ہے۔ ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور امانت کردہ فقیر کے انوار قلبیہ کی ایک چمک ہے۔ جس سے وہ جگہ روشن لگیئی ہے جیسے ایک چراغ جو مشعل سے روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ (کہدے ہر ایک نور ذات باری کیطرف سے ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے)۔

اللہ اللہ! کیا نورانی شان اور اعلیٰ مرتبہ ہے۔ سرہند شریف کے متعلق حضرت ایک اور جگہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ "تخم بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کے اس خطہ میں بویا جسکا مایہ یثرب اور بطحا کی خاک سے ہے اور فضل کے پانی سے مرتب کیا۔ جب کشتکاری ہو چکی تو اوسکو علوم و معارف کا پھل دیا۔" حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بھی اس شہر پاک کی نسبت اپنے (۸۰) مکتوب جلد اول میں فرماتے ہیں "آج سرہند بباعث کثرت فیوض و انوار و ظہور اسرار کی بہتات کے ہند اور غیر ہند کا رشک بن رہا ہے اوسکو ہند میں سے نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ ولایت کا دریچہ ہے ولایت کی جمع کی ہوئی خاک ہے اور محبت کا مادہ اسکی طبیعت میں افسون کے ساتھ ملادیا گیا ہے"۔

اور صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے دو خارق عظیم صفحۂ ہستی پر رہگئے ہیں۔ ایک تو آپکے مکتوبات شریف دوم آپکی اولاد پاک۔ اگر زیادہ آپکے حالات کی ضرورت ہو تو رسالہ مقامات امام ربانی اردو مطبوعہ دہلی میں پڑھو۔

آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ روز جمعہ ہے اور وفات شریف بروز شنبہ بتاریخ ۲۶ ماہ صفر ۱۰۱۲ھ ہوئی۔ عمر شریف آپکی ۴۰ برس ہے مزار شریف آپکا سرہند شریف میں ہے۔ مادہ تاریخ ولادت اشرف فقیر (۹۷۱ھ) ہے مادہ تاریخ وفات اجمل صراط المستقیم (۱۰۱۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ یہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ ہیں۔ آپ کمالات ظاہری وباطنی میں یکتا اور جذب وعشق میں بےنظیر تھے۔ آپ دراصل سمرقند وکابل کے ہیں۔ آپ والد کیطرف سے شیخ عمر باغستانی تک نسبت آبائی رکھتے ہیں۔ اور علم ظاہری مولانا محمد صادق حلوانی سے حاصل کیا ہے اور خواجہ بہاؤ الدین مشکلکشا نقشبند علیہ الرحمۃ سے نسبت اویسی رکھتے تھے اور روحانی طور سے حضرت عبید اللہ احرار سے بھی استفاضہ حاصل کیا۔ اور بیعت وارادت حضرت مولانا محمد مقتدا امکنگی سے ہے۔ آپ ہر روز بعد از عشا نماز تہجد تک دو قرآن کریم کا ختم فرماتے اور بعد از تہجد نماز صبح تک ۲۱ بار سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے بعد ازاں کہا کرتے کہ رات کو کیا ہو گیا کہ جلدی گذر گئی ہے۔ آپکے خوارق وکرامات بیشمار ہیں۔ چنانچہ خزینۃ الاصفیا۔ و تذکرۃ الاولیا وتذکرۃ الاصفیا میں مندرج ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپنے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ شروع کی چونکہ امام کے پیچھے الحمد وغیرہ کا پڑھنا سخت منع بلکہ نماز کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے[۱] لہذا حضرت سیدنا ومرشدنا وہادینا سراج الائمۃ امام الائمۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح اسیوقت حاضر ہوئے

[۱] اس مسئلہ کو ہم نے رسالہ ضرب شدید بر جگر منکر تقلید میں مفصل بیان کیا ہے وہ بلا قیمت تقسیم ہوا۔ ۱۲

اور فرمایا کہ اے باقی باللہ ہمارے مذہب (حنفی) میں بڑے بڑے اولیاو علماو صلحا و محدثین و مفسرین داخل ہیں انہوں نے باتفاق امام کے پیچھے پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ اسیواسطے تمکو بھی قرأۃ خلف امام ترک کرنا چاہیے۔ پس آپنے قرأۃ امام کے پیچھے ترک کر دی۔

نقل ہے کہ شیخ چاند مرض عنیت (نامردی) میں مبتلا تھے۔ آپنے اوسکو سینہ سے لگا کر توجہ دی وہ مرض خدا نے دور کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک لڑکا جوان قلعہ پر سے گر کر مرگیا تھا۔ آپنے فرمایا کہ مرا نہیں ہے ضعف سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپکے حجرہ مبارک میں اوسکو لائے تو آپنے تھوڑی دیر بعد اوسکو ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور فرمایا کہ دیکھو مرا نہیں ہے۔ وفات آپ کی بروز دوشنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوئی اور عمر شریف آپکی چالیس سال ہے۔ مزار شریف آپکا شہر دہلی بیرون دروازہ متصل قدم شریف ہے۔ مادۂ تاریخ غیب (۱۰۱۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت مولانا محمد مقتدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - آپ کا نام مبارک مولانا محمد مقتدیٰ ہے۔ آپ فرزند ارجمند و خلف ارحق پسند خواجہ درویش محمد صاحب سے ہیں۔ تربیت ظاہری باطنی اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ فکر و ذکر و عبادت و ریاضت میں از حد ساعی و کوشاں تھے اور تیس برس تک اپنا احوال چھپاتے رہے۔ آپنے قبل از رحلت اپنے ایک خط بنام خواجہ باقی باللہ صاحب تحریر فرمایا جسکے آخر میں یہ دو بیت درج تھے۔

زمان تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنون تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپکے حالات کرامات نہایت عجیب و غریب ہیں۔

(۱) ایک دفعہ تین آدمی آپ کی خدمت میں امتحان کرامت کے لئے آئے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں جو کچھ سوچا تھا وہی آپنے بیان فرمادیا اور نصیحت فرمائی کہ اس گروہ صوفیہ کا حال مختلف ہوتا ہے۔ انکے پاس بہ نیت امتحان نہ آنا چاہئے کیونکہ اسکو بے ادبی کہتے ہیں بے ادب آدمی فیض و برکت سے محروم رہتا ہے۔ انکی زیارت خالصاً للہ کرنی چاہئے

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خودرا داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد | تا دل مرد خدا نامد بدرد

(۲) ایک دن عبداللہ خان والی توران نے آپکو خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کمربستہ کھڑے ہیں۔ صبح کو دیکھکر پہچان لیا اور بہت معتقد ہوا۔ وفات شریف آپ کی بقول صاحب روضۃ السلام ۲۲ شعبان ۹۰۰ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۹۰ برس۔ مزار شریف شہر امکنگ میں جو کہ متعلقات سمرقند میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات ~~~~~~ زمان ہے

ذکر مبارک حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا درویش محمدؒ ہے۔ آپ حضرت مولانا زاہد محمد رح کے اصحاب نامدار و خلفاء کبار سے ہیں۔ آپ بصفت علم ظاہری و باطنی متصف تھے اور جود و سخا کی صفت خاصہ سے موصوف تھے۔ صاحب تذکرۃ الاصفیاء فرماتے ہیں کہ خواجہ درویش محمد صاحب قبل از بیعت ۱۵ برس مجاہدہ و ریاضت و تفرید میں رہے۔ ایک دن آپکو بھوک لگی اور بیقرار ہو گئے اور آسمان کیطرف متوجہ ہوئے۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے

اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو بہتر ورنہ مولانا زاہد محمدؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ وہ آپکو تعلیم صبر وغیرہ فرما دینگے۔ پس بموجب اس فرمان کے آپ زاہد محمدؒ صاحب کیطرف روانہ ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور تکمیل کو پہونچے۔ وفات آپ کی ۱۹ محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی اور روضہ مبارک آپکا موضع اسفرا علاقہ شہر بستر آباد میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپ کا مست عشق (۹۷۰ھ) ہے۔

۴۵

ذکر مبارک حضرت خواجہ زاہد محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - آپ خلفائے عظیمہ خواجہ احرارؒ سے ہیں۔ علم ظاہری باطنی میں خوب حصہ وافر رکھتے تھے۔ فقر و تجرید و توحید و ورع میں مقامات عالیہ پر تھے۔ قبل از حاضر ہونے خدمت خواجہ کے کئی سال عبادت و ریاضت میں خرچ کئے بعد از مجاہدہ کثیرہ کے آپکو خواب میں اشارہ ہوا۔ آپ اپنی جگہ سے بہ نیت ارادت و بیعت بطرف خواجہ روانہ ہوئے۔ جب نزدیک پہونچے تو خواجہ احرارؒ نے بھی بنور باطن اس واقعہ پر اطلاع پا کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے مکان سے نکلے۔ راستہ میں ہر دو حضرات کا اتفاق ہوا۔ آپسمیں مصافحہ و معانقہ کیا۔ ایک درخت بید سیاہ کے نیچے بیٹھے اور خواجہ صاحب نے مولانا زاہد صاحب کو بیعت سے مشرف کیا۔ اور سوائے اس ایک صحبت و ملاقات کے بار دیگر ملاقات نہیں ہوئی۔

شیخ شرف الدین صاحب روضۃ السلام میں فرماتے ہیں کہ مولانا زاہد محمدؒ حضرت خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے اقربا سے ہیں۔

وفات شریف آپ کی غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی اور مزار پاک موضع وخش ہے۔ مادہ تاریخ وفات فیض الٰہی (۹۳۶ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرارؒ

۱۶

فائدہ ۔ نام آپکا ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرار ہے۔ آپ اولاد امجاد خواجہ محمد باقی بغدادی سے تھے ہیں۔ ابتدا میں ولایت شاش میں متوطن رہے۔ آپ ولی مادرزاد آپکی والدہ ماجدہ اولاد شیخ عمر یاغستانی سے تھی جو کہ دیہات نواح تاشقند سے تھے اور نسبت آپکی بطریق شیخ عمر یاغستانی سولہ ۱۶ واسطہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب تک پہونچتی ہے۔ آپکی والدہ خواجہ محمود شاشی کی دختر ہے۔ بہت سے مشائخین وقت سے فیض پایا۔ آپکی کرامت کا تذکرہ مفصل خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الاولیا و تذکرۃ الاولیا میں ہے۔ از انجملہ کچھ عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس وقت مولانا عبد الرحمن جامی سے آپ نے اپنے مرید ہونیکی اور حضرت مولانا چرخی کی شکل نورانی میں ظاہر ہونیکی بیان فرمائی تو آپ بھی خواجہ احرار بطریق خلع ولبس انکو روبرو ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہوئے کہ جو مولانا جامی کے محبوب تھے۔

(۲) خواجہ ہندو نزکستانی آپکے مرید ایک ہوا میں اُڑتے تھے۔ آپنے یہ حال گستاخی آمیز دیکھکر اون کا سب حال چھین لیا۔ بہت عاجزی کی مگر نہ دیا تب اُنہوں نے آپکو اکیلا پاکر مارنا چاہا تو لپک کر حملہ کیا اور چھری مارنے کا قصد کیا آپ اسیوقت ایک چرواہے جنگلی کی شکل بنکر ظاہر ہوئے وہ حیران ہو گئے چھری اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور پھر اصلی صورت میں نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اب بتا تیرا کیا حال کروں۔ وہ قدموں پر گر پڑا۔ آپنے خطا معاف کرکے جو کچھ چھین لیا تھا واپس عنایت کیا۔

(۳)۔ شیخ ابو سعید جو آپکے معتقدوں میں سے تھے ایک عورت جمیلہ پر ایک روز اپنے مکان پر

ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ ناگاہ حضرت خواجہ احرار رہ کی آواز سنی کہ اے ابوسعید کیا کرتا ہے
ابوسعید یہ سنتے ہی ٹھہر گئے اور اوس کام سے باز رہے۔

(۴) آپکے کچھ خدام بازار گئے تھے وہاں ایک صاحب جمال کو ایک شخص دیکھنے لگا تھا
تو اوروں نے منع کیا اوس نے کہا کہ میں بنظر شہوت نفس نہیں دیکھتا جب آپکے پاس وہ آیا تو
آپنے آتے ہی پہلے فرمایا کہ میں تو ابتک نفس کے مکر و خطرہ سے بیڈر نہیں ہوں۔ تو آپ ایسے
کب سے ہوگئے کہ بدون شہوت نفس کے دیکھتے۔ وہ از حد شرمندہ ہوا۔ آپ بہت ہی اشراف
خواطر رکھتے تھے۔ جو جو خطرہ کسی کے دل پر گذرتا آپ اوسکو پکڑ لیتے اور فرما دیتے تھے کسی کی مجال
نہ تھی کہ آپکے پاس بیٹھکر کسیطرح کا خطرہ جی میں لاوے۔

ولادت آپکی ماہ رمضان ۸۰۶ھ اور مادہ تاریخ "تاج عارفاں" ہے اور وفات
آپکی بروز ہفتہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں۔ مادہ تاریخ وفات "مرشد عارف" ہے۔ عمر
شریف آپکی ۸۹ سال ہے اور مزار مبارک شہر سمرقند میں ہے۔

۱۷ ذکر مبارک حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ اصحاب اجلہ میں سے ہیں۔ اور خلفاء مقبولہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے ہیں آپ علوم
ظاہری و باطنی سے ممتاز و بہرہ یاب تھے۔ ابتدا میں کچھ حصہ طالب علمی کا ہرات و مصر میں گذرا
بعد از تحصیل علوم ظاہری بخدمت فیضدرجت حضرت خواجہ بزرگ نقشبند علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے۔
جب بخارا شریف میں بغرض تکمیل علم باطنی و خواہش پہونچے تو اول قرآن شریف سے فال کھولا۔
یعنے جس نیت سے میں آیا ہوں وہ ہوگی یا نہیں مصحف پاک کھولا تو سرورق سطر اول پر یہ آیۃ
کریمہ نظر پڑی اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ۔ پس اس آیت سے

اشارہ محمود سمجھکر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں التماس بیعت وارادت کیا۔ جناب خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کوئی کام نہیں کرتا۔ آج استخارہ کرتا ہوں اگر قبولیت ہو گئی تو بہتر ورنہ خیر۔ حضرت یعقوب فرماتے ہیں کہ یہ رات میرے پر ہزارہا مصیبتوں سے بڑھکر تھی کوئی رات اسقدر غمگین نہیں گذری جسقدر یہ رات گذری ہے۔ کیونکہ یہ رات گویا میری قسمت کی معیار تھی۔ بار بار یہی اندیشہ تھا کہ خدا جانے کیا حکم ہوتا ہے مقبول ہونگا یا نہیں۔ صبحکو جب جاگ کھلی تو خواجہ صاحب نے مجھے دیکھا اور تبسم فرماکر کہا کہ تو مقبول ہے بعدازاں مجھے تلقین و بیعت سے سرافراز فرماکر خواجہ عطار کے سپرد کر دیا۔ اور بعد از خواجہ بزرگ حضرت عطار کے زیر سایۂ عاطفت پرورش وتربیت پائی۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جب آپ سے بیعت ہونے لگی تو آپ کے روئے مبارک پر کچھ چھتیاں تھیں جس سے اونکے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ پس آپ کو یہ خطرہ معلوم ہو گیا اور آپ ایسے نورانی شکل میں نمودار ہوئے کہ بے اختیار اونکا دل آپکیطرف کھینچا گیا۔ اور بیعت ہو گئے۔ اُسوقت خواجہ یعقوب نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے مجھکو فرمایا ہوا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے جو کوئی تجھسے مرید ہوگا گویا مجھ ہی سے ہوگا۔ نام آپکا مولانا محمد یعقوب ہے ولادت آپکی موضع چرخ توابع غزنی سے ہے۔ وفات آپکی ۸۵۱ھ ۵ ماہ صفر ہے اور مزار پاک ملغنوکہ نواح ہرات میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکی شمس الھدایت (۸۵۱ھ) ہے۔

۱۸ ذکر مبارک حضرت محمد بن محمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نام پاک آپکا سید محمد بن محمد البخاری ہے اصلی وطن آپکا بخارا شریف ہے آپ خلفاء میں سے ممتاز و سجادہ نشین ہیں سوائے خلافت کے آپکو نسبت دامادی بھی حضرت

نقشبند علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہے۔ اس شجرۂ طیبہ میں آپکی نسبت بطور بیعت و ارادت نہیں بلکہ نسبت فیضانی ہے کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ نے بوقت وفات اپنے خدام و مریدوں کو حضرت عطار کے سپرد کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شجرات میں آپکا نام درج ہے اور بعض میں نہیں۔ صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ جب آپنے وفات پائی تو اسی رات کو ایک نابینا درویش نے آپکو خواب میں دیکھا تو عرض کی آپکے ساتھ کیا معاملہ گذرا۔ تو آپنے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ بزرگیاں عنایت فرمائی ہیں جنکی کوئی حد نہیں۔ لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ چالیس فرسنگ تک جو شخص تیرے مقبرہ کے گرداگرد مدفون ہوگا اوسکو تیری طفیل بخشدیا جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک گروہ معتزلیوں پر آپنے نظر توجہ ڈالی تو اون کو خدا کی رؤیت سے جو انکار تھا وہ شک وشبہ زائل ہوگیا۔

نقل ہے کہ آپکے ایک مرید نے کسی عورت پر نظر بد ڈالی تو جب آپکے پاس آیا اور اسبات کا ذکر نہ کیا اوسکو آپنے غصہ کی نظر سے دیکھکر فرمایا کہ وہ بات کہو نہیں تو میں ہی بتاؤنگا یہ سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اوس عورت کا ذکر بھی کر دیا۔ اور آپکا فیض باطنی اسقدر تھا کہ تمام اصحاب خواجہ بزرگ نے آپسے استفاضہ لیا۔ یہانتک کہ حضرت محمد پارسا نے بھی پھر بیعت کی۔ وفات آپ کی شب چارشنبہ کو بعد از نماز عشا بتاریخ ۲۰ ماہ رجب ۸۰۲ھ اور مدفن مبارک موضع چغانیاں میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات ولی اللہ مخدوم (۸۰۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت شہنشاہ مشکلکشا خوجہ خوجگان سید نقشبند بخاری رح

فائدہ۔ آپکا اسم شریف خواجہ بہاؤالدین اور لقب نقشبند ہے۔ آپ ساوات بخارا سے ہیں۔ عرف آپکا مشکلکشا ہے۔ آپ متبع سنت اور مطیع شریعت بطریق اعلیٰ تھے اور سلوک و

تصوف کو قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ موافقت کرتے اور کراتے۔ بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفر رہتے۔ ترک دنیا۔ قطع تعلق اہل دنیا۔ تجرد و کلّی رکھتے۔ یاد خدا فکر حق میں ہر وقت مشاغل۔ ایام سرما میں مسجد کے اندر گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے۔ کھانے پینے کی وقت حلال طیب کے لئے بہت مبالغہ فرمایا کرتے۔ یہانتک کہ شبہات سے بھی محترز رہتے۔ مہمان نوازی میں ایثار فرماتے۔ اگر کوئی ہدیہ یا تحفہ پیش کرتا تو بعد رفع شکوک ضرور قبول فرماتے۔ ہر معاملہ میں بے تکلف رہتے۔ آپ پہلے تو کمخواب باف تھے پھر زراعت بھی کیا کرتے تھے۔ اپنا خاص مکان نہ رکھتے۔ نوکر چاکر نہ رکھتے بلکہ فرماتے بندگی با خواجگی راست نمی آید۔ اگر کوئی طعام بحالت غضب یا غفلت پکایا گیا ہو اوس سے بھی نہ کھاتے اور فرماتے کہ جس حالت میں طعام تیار کیا جائے اوس حالت کا اثر اسمیں ہوتا ہے۔ آپکا جامہ ادنی۔ عمامہ سفید۔ پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے۔ درویشوں کی نہایت تعظیم کرتے۔ ہر ایک دوست کے ساتھ بتواضع پیش آتے۔ آپ قطب عالم تھے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے طریقۂ ما از نوادر است و عروۃ الوثقی است ما را از فضل آوردہ اند دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است اما رعایت سنت کارے بزرگتر است۔ کسی نے آپسے عرض کی کہ آپکو کہاں اور کسطرح حاصل کروں۔ فرمایا اتباع سنت سے۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیرے اوسکو دینی خطرہ ہے اور فرماتے کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اوسپر مجھے اطلاع ہے۔ فرماتے کہ آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہۃ است و آئینہ ما را شش جہۃ است۔ اور اپنے مخلصین کو فرمایا کرتے ہر گاہ ترا مہمے پیش آید توجہ بجانب ما نمائے۔ آپکو مریدوں کی سخت غیرت ہے جو شخص طریقہ نقشبندیہ کا مخالف ہو وہ فوراً برباد و تباہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہ تین رباعیاں خواجہ نقشبند کی اسکی شاہد ہیں۔

رو در صف دوستانِ ما باش و مترس		خاکِ رہِ آستانِ ما باش و مترس
گر جملہ جہان قصد وجود تو کنند		دل فارغ دار و از آنِ ما باش و مترس ۔

دیگر

ما در کشانیم نشستہ بر کوہ و درہ		کا نجا کہ پلنگ و شیر واژ در گذرہ
پیران قوی دارم و مردان سرہ		ہر کس کہ بہا کج نہ گردد جان برہ

دیگر

من دوش دعا کردم و باد آمینا		تا بہ شود آں دو چشم باد آمینا
گر چشم ترا چشم بد اندیش رسید		در چشم بد اندیشم باد آمینا

اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا بارہا فرماتے بمقصود ما آنست کہ سلوک ما بر جادہ مصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل متمیز گردد۔ اور بعض دفعہ فرماتے بناء طریقۂ ما بر تتبع احادیث و آثار است یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ کل ترکستان بمعہ ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے۔ کل افغانستان میں بھی فی صدی ۹۰ نقشبندی ہے اور ہندوستان میں بھی اکثر مشاہیر علماء و فضلاء کا مشرب نقشبندی ہے۔ اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل اتا صاحب وغیرہ سے بھی فیض پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت اور تصرف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں۔ حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جسقدر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ عالم پیری میں مجاہدہ و ریاضت ذکر و مراقبہ کیا کرتے تھے ہم سے نوجوانی میں اسقدر نہ ہو سکا اور بے نفس اسقدر تھے کہ اپنے گاؤں میں جو مسجد تیار کرائی تو اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اُٹھاتے اور زبان مبارک سے یہ شعر یاد فرماتے۔

بجان و دل کنم کار تو چرا نہ کنم　　　　بسر و دیدہ کشم بار تو چرا نہ کشم

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ایک قمار خانہ سے گذر ا کیا دیکھا کہ اُسی مجلس میں دو شخص ایسے محو و مستغرق ہیں کہ تمام نقد و جنس جو کچھ اونکے پاس تھا سب ہار چکے ہیں اور تعجب یہ کہ جسقدر دہ زک اور ہار کھاتے او سیقدر عربی گھوڑے کیطرح اور بھی تیز و تند ہوتے اور اون کا شوق و ذوق لحظہ بلحظہ ترقی پکڑتا اونکی حالت دیکھکر میرا دل بھی چمکا اور آتش عشق بھڑکی اور امید وصال بڑہتی گئی (یعنی ہمت نفس کو عزت دلائی کہ دیکھ اسکو کہتے ہیں استقلال۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند بخاری نے کہ جن ایام میں مجھے کشش عشق میں خدا نے سخت مضطر و مضطرب کیا تھا میں چاروں طرف اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا یہانتک کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر بھی پہونچا۔ آپ اپنے احباب کی مجلس میں بیٹھے تھے جب مجھ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ جلد اس شخص کو باہر نکالدو۔ میں جب نکالا گیا تو میرے نفس نے کچھ مجھے اُکسانا چاہا میں سمجھ گیا۔ عنایت ایزدی میرے شامل حال ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم میں ایک یہی دروازہ بعد مدت ملا تھا۔ سو اگر اوس سے نکالے گئے تو پھر اور کون دروازہ ہے۔ جسپر جاؤں۔ آخر الامر رات بہر وہیں پڑا رہا۔ ساری رات مجھپر برف پڑتی رہی۔ اور ہوا سرد۔ جب صبح کو حضرت امیر کلال صاحب باہر نکلے تو آپکا پاؤں میرے سر پر پڑ گیا۔ آپ نے میرے سر کو اُٹھایا اور فرمایا بیٹا یہ خلعت سعادت تیرے قد مبارک کو ہی موزون تھا اور اپنے ہاتھ سے خار و خس دور کیا اور نظر عنایت فرمائی۔

نقل ہے کہ ایکبار حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب بمعہ جماعۂ درویشان جا رہے تھے ناگاہ راستہ میں حضرت امیر صاحب نے ایک مشکل دار خط کھینچکر فرمایا۔ اسپر سے کوئی نہیں گزر سکتا امداد الٰہی نے میری دستگیری کی۔ جب حضرت امیر اسپر سے گذرے تو میں بھی ساتھ ہی گذر گیا

حضرت امیر نے دیکھا تو خوش ہوکر فرمایا بہت اچھا۔ کیا مجھ سے کوئی خط چھپ نہ رہا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک دن میں بمقام مزار مزواخن تھا۔ اور وہیں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح اپنے قالب سے نکلنی شروع ہوئی۔ اور سیر عالم کرتے کرتے اول آسمان و دوم آسمان وسوم آسمان وچہارم کی سیر کی اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی یہانتک کہ دوبارہ زمین پر آیا پھر مسجد زیور تون میں ایک ستون کے پیچھے متوجہ بقبلہ بیٹھا تھا کہ مجھپر حالت فنا ظاہر ہوئی۔ یہانتک کہ میں گم ہوگیا اور رفتار کلی پر پہونچا وہاں سے آواز آئی کہ خبردار ہوشیار ہو کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تمکو حاصل ہوگیا۔ ؎

تو در و گم شو وصال این است وبس — تو مباش اصلا کمال این است وبس

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ کار گذار روندۂ ایں راہ را نیاز و سکنت وعلو ہمت است و مارا ازیں در آورند ہرچہ یافتیم ازیں در یافتیم۔ ؎

اینجا رخ زرد و جامہ پارہ خرند — بازار چہ قصب فروشان گرمست

فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حکیم امام محمد علی ترمذی بے صفت بودند اگر کسے بشناسد من نیز ایں زماں بے صفتم۔

نقل ہے کہ ملک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً باد مخالف چلی جہاز ڈوبنے کو تیار تھا اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا یا شاہ نقشبند المدد۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فوراً تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا جب وہ لوگ بخارا شریف پہونچے تو ان مسافروں نے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ آپکی پہلے اُن سے ملاقات نہ تھی۔ ان لوگوں نے خواجہ صاحب کو سلام کیا آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کہا تھا مینے تمکو جواب تو دیدیا تھا مگر تم نے

سلام کا جواب نہیں سنا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مجھے غائبانہ طریق سے کہا گیا کہ تو کس طرز اور روش سے آنا چاہتا ہے جواباً عرض کی کہ اس روش سے کہ جو میں چاہوں وہی ہونا چاہئے۔ پھر خطاب آیا کہ جو ہم چاہینگے وہ کرنا ہوگا۔ مینے کہا کہ یہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ جو فرماؤ بجا لاسکوں۔ پھر مینے کہا کہ اگر میری حسب منشار ہونا ہو تو قدم اس راہ پر رکھ سکتا ہوں، ورنہ مجھ میں وہ طاقت نہیں اس گفتگو کے بعد ۱۵ روز تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخرش حکم آیا اچھا آؤ جیسا تم چاہوگے ویسا ہی ہوگا۔ ؎

آنرا کہ در پذیرد معبود لا تعلّٰہ	او را چہ حاجت آید رنج چہار چلّہ

پھر فرمایا خواجہ نقشبند صاحب نے **ہر کہ در سلسلۂ ما قدم نہد** تا بمقصود نرسد از دنیا نرود وہر کہ از سلسلۂ ما روے بتابد از دنیا بے ایمان رود۔ (یعنی جو شخص تحقیر آ و تخفیفاً منہ پھیرے وہ مرتد ہے۔)

سبحان اللہ! اس فقرے سے صاف ثابت ہو گیا کہ آپ کو خدا نے محبوبیت و معشوقیت کا درجہ عنایت کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں وہ مرتد و منافق ابدی ہیں۔ چنانچہ فرمایا حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے۔ رباعی

امروز منم بزور بازو معزور	پر زور سے ما بہ کل عالم مشہور
من ہمچو زمردم عدو چوں افعی	گر دیدن من دیدہ او گر دد کور

دیگر

من صرفہ برم کہ بر زخم اعداء زد	مشت خاشاک بطبع بر دریا زد
ما تیغ برہنہ ایم در دستِ قضا	شد کشتہ ہر آنکہ خویش را بر ما زد

نقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات

سلطان العارفین بایزید بسطامی و شیخ جنید سید الطائفہ اور شیخ شبلی اور حسین ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کر مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی یہانتک کہ میں ایسے مقام پر پہونچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ مقام محمدی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر خدا بجالایا۔ جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہونچا تو بارہا میری طبیعت نے وہی قول اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا شریف میں ایک دار شاہی کھڑی تھی اوسکے نیچے کھڑا ہوتا اور اپنے نفس اور دل کو کہتا کہ دیکھ اگر تو نے وہ قول اختیار کیا تو یہی دار تیرے واسطے کھڑی ہے یہانتک کہ خدا نے میرے مقامات طے کر دئے۔

نقل ہے کہ حضرت شہنشاہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض حضرات اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولایت ہمپر ختم ہو چکی ہے۔ اسکا کیا مقصد ہے۔ آپنے فرمایا ایشاں ختم ولایت زمان خود بودہ اند۔

نقل ہے کہ ایک دن آپکے دل میں خیال آیا کہ ازواج مطہرہ و بنات مکرمہ بغیر چھاننے کے آٹا پکاتے ہم بھی ایسا ہی کرینگے۔ جب چند روز اسیطرح کیا تو سب لوگ گھر میں بیمار ہو گئے۔ مینے خیال کیا کہ شاید اسمیں کچھ بھید ہے۔ مینے کہا کہ ایسی طرح آٹا نہ پکاؤ بلکہ چھان کر پکاؤ چنانچہ سب کو صحت ہو گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ ازواج پاک کے ساتھ مساوات کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہی بے ادبی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ الولایۃ افضل من النبوۃ کے کیا معنے ہیں حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ولایت ہماں نبی از نبوۃ او افضل است۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے دربار میں ایک شخص مچھلی پکا کر لایا

اور ہاں سوقت جماعت درویشاں بھی موجود تھی جنمیں ایک جوان عابد وزاہد روزہ دار تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اُس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا اوس نے برابر انکار کیا۔ آپنے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو کہ دور افتادہ ہے۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت سلطان العارفین بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے وقت بھی ہو چکا ہے۔ آخرالامر وہ جوان بوجہ بے ادبی کے سخت ذلیل وخوار ہوا۔ ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ ورسم منزلہا

نقل ہے کہ خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو ہریسہ لایا گیا آپنے تناول فرمایا اتنے میں ایک درویش حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا آؤ کھاؤ۔ اوس نے نفلی روزہ رکھا تھا عذر کیا۔ آپنے فرمایا ما را از در فضل در آورند وظیفہ ما وائے فرض وواجب وسنت است درویش بے متابعت در پابند ونسبت ما نیست۔ اس طریقہ کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسقدر مناسبت تامہ ہے کہ حضرت امام العارفین عاشق حقانی واقف اسرار نہانی حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں ؎

سکہ کہ در یثرب و بطحا زوند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

یعنے انوار وفیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اُسکے بعد وہی انوار وبرکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں۔

آپکی ولادت ۷۱۸ھ ہے جیسا کہ خزینۃ الاصفیا میں مندرج ہے۔ اور بقول سفینۃ الاولیاء ۲۸۔ محرم ۷۱۸ھ ہے۔ وفات شریف آپکی شب دوشنبہ ۳۔ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی عمر شریف آپکی ۷۳ برس ہے۔ مرقد پر انوار آپکا موضع قصر عارفان میں بخارا شریف سے ایک فرسنگ کی مسافت پر ہے۔ آپسے کسی نے پوچھا کہ آپکا سلسلہ کہاں تک پہونچتا ہے۔ فرمایا آپنے

کہ جسکے سلسلہ کی کوئی انتہا نہیں یعنے خدا تک۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ ذکر خفی کا کیا طریق ہے

آپ نے یہ آیت شریف پڑہی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اور یہ شعر سنایا

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش | اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپنے جواب دیا کہ میری یہی کرامت ہے کہ باوجود اسقدر گنہگار ہونیکے مجھے نہ زمین نگل لیتی ہے نہ آسمان سے کوئی عذاب اُترتا ہے اور میں چلتا پھرتا ہوں۔ سچ ہے ع۔ "نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں"۔ آپ سے درباره سماع سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ نہ ایں کار میکنم و نہ اں کار میکنم۔ سماع سے مراد یہ سماع نہیں جو کہ فی زمانہ مروج ہے بلکہ اوس سماع کا ذکر ہے جسکی تشریح امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں تحریر فرمائی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک خاص حالت میں ایک شخص محمد زاہد نام سے کہا کہ مرجاؤ وہ مر گئے پھر باشارہ غیبی فرمایا کہ زندہ ہو جاؤ۔ بس وہ زندہ ہو گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رات کو اپنے محبوب کے بوس و کنار میں مشغول رہا۔ صبح کو آپکے پاس آکر اظہار اشتیاق صحبت درویشان کیا۔ آپنے جواب دیا کہ رات کو تو یہ کام کرو اور دن کو ہم سے یوں کہو۔ وہ شخص از حد شرمندہ ہوا۔ آپکا جب آخری وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کے ساتھ کچھ بیہودہ نہ پڑہو صرف ایک رباعی پڑہتے جاؤ۔ رباعی۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو | شیئاً للّٰہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما | آفریں بر ہمت بازوئے تو

آپ کی ولادت باسعادت کا مادہ تاریخ ذاہی مشکلکشا (۸۲۰ھ) ہے اور وفات حسرت آیات کا مادہ تاریخ قصر عرفان (۷۹۱ھ) ہے آپکی کئی رباعیات ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے چند رباعیات لکھتا ہوں تاکہ ناظرین اہلِ دین

کے مردہ دلوں کے اندر تازہ روح پڑے۔

از خون دلم دو چشم پر نم بہتر
در عیش و نشاط اندوہ و غم بہتر
یک لحظہ حضور دل بدرگاہِ خدا
از سلطنت تمام عالم بہتر

بر چہرہ ندارم ز مسلمانی رنگ
وارد بر ما شرف سگِ اہل فرنگ
آں سیہ ام کہ آید از روسیہی
دوزخ را ننگ و اہل دوزخ را ننگ

زانجا کہ کمال جانانہ ماست
عالم ہمہ در پناہِ جانانہ ماست
مارا چہ ازیں کہ عالمے خصم شود
پیش و پسِ ما سپاہِ جانانہ ماست

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے
واں نان نہم پیش سگِ نادانے
آں سگ باشد گرسنہ در کہنہ دانے
از عار بر آں نان نہ نہد دندانے

عودم چو نبود چوب بید آوردم
روئے سیہ و موئے سپید آوردم
چوں خود گفتی کہ ناامید بکفر است
فرمانِ تو بردم و امید آوردم

خود را بشکنی کہ بت شکستن این است
در خود بگسل کہ ز قید رستن این است
در گوشۂ خاطرِ عزیزاں جا کن
در مذہب ما گوشہ نشستن این است

این نُه وله و دَه وله را یک وله کن — صراف زر خود شود خود را صره کن
یک نیم شب خیز و بدرگاه بیا — گر حاجتت نه بر آید وانگه گله کن

در وقت سپیده دم خروس سحری — دانی که چرا همی کند نوحه گری
در آئینهٔ صبح نمودند او را — از عمر شبی گذشت و تو بیخبری

شب خیز که عاشقاں بشب زار کنند — گرد در و بام دوست پرواز کنند
ہر جا که درے بود بشب بر بندند — الا که در دوست زاں شب تاز کنند

مردان رہش میل بہشتی نکنند — خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجا که مجردانِ حق میپوشند — خم خانه تہی کنند و مستی نکنند

روزے که چراغ خاموش شود — بر بستر مرگ عقل مدہوش شود
با بیدردان مکن خدایا حشرم — ترسم که بچشم فراموشش شود

گر دست دعا تضرع بردارم — بیخ و بن کوہہا ز جا بر دارم
لیکن ز تفضلات معبود احد — تا صبر از صبراً جمیلا بر دارم

تا روئے ترا نه دیدم اے شمع طراز — نه کار کنم و نه روزه دارم نه نماز
چوں یار تو بدم مجاز و من جمله نماز — چوں بے تو بدم نماز من جمله مجاز

پروردۂ نازو نعمتش دوست مرا | بردوخت مرقعۂ از رگ و پوست مرا
تن خرقۂ و جانِ من چوں صوفی | عالم ہمہ خانقاہ شیخ اوست مرا

پیوستہ رضائے دوست میدارم دوست | اندوہ و بلائے دوست میدارم دوست
گر جاں طلبند چہ گونہ تقصیر کنم | من جان برائے دوست میدارم دوست

بدخواہ کساں ہیچ مقصد نرسد | یک بد نکند تا بخودش صد نرسد
من نیک تو خواہم و تو خواہی بدمن | تو نیک نہ بینی و بمن بد نرسد

ہر بارہ کہ از حضرت اللہ دہند | بے منت شاہے سحرگاہ دہند
خواہی کہ کمال معرفت دریابی | از خود بگذر تا بخودت دہند

۲۰ ذکر خیر محبوب لایزال واقف اسرار متعال حضرت میر کلال رح

فائدہ۔ آپ اپنے وقت کے مقتدا تھے۔ مولد شریف آپکا قریہ سوخار ہے۔ آپ کسب زراعت اور پیشہ آوندگری (کمہاروں کا) کیا کرتے تھے۔ اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے کتاب رشحات میں روایت ہے کہ جب آپ شکم مادر مبارک میں تھے اسوقت میں اگر والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں کبھی لقمہ مشتبہ اتفاقاً داخل ہوتا تو آپکے شکم میں از حد درد ہوتا یہانتک کہ وہ کھانا یا پینا قے ہو جاتا۔ چند بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آخرش والدہ مکرمہ نے سمجھ لیا کہ یہ واقعہ اس طفل کی برکت سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ موضع رامتین کلاں میں ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے وہاں پر ایک اکھاڑہ تھا پہلوانوں کا اسکیطرف آپکی نظر نہایت استغراق سے لگی ہوئی تھی خاص احباب نے عرض کی کہ ان واہیات بدروش لوگوں کو آپ کس لئے دیکھتے ہیں۔ جناب بابا سماسی صاحب نے فرمایا کہ اسجگہ پر ایک شیر مرد ہے جس سے تمام عالم کے کامل لوگ بہرہ مند ہونگے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہوکر اوسکی ترقی وتقویت کا باعث ہوگا چنانچہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ امیر کلال علیہ الرحمۃ کی نظر حضرت بابا سماسی پر پڑی تو بس حضرت امیر کی حالت تبدیل ہوتے ہوتے یہانتک کہ حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر آگرے پھر زندگی بھر کسی نے اونکو بازار میں چلتے نہ دیکھا حتیٰ کہ امام الصالحین سید العارفین بنگئے۔

نقل ہے کہ بعد از وفات حضرت امیر کلال ایک جماعت صوفیوں کی حاضر ہوئی اور آپ کی نسبت دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ رحلت فرما گئے ہیں وہ سخت گریاں ونالاں ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ صاحبان کہاں سے تشریف لائے وہ بولے کہ حرمین شریفین سے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر تو کبھی حج کو بھی نہیں گئے آپ کسطرح اونکو جانتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپکے مرید ہیں اور لوگ بھی بہت آپکے حرمین شریفین میں مرید ہیں۔ حضرت امیر علیہ الرحمۃ عرصہ تیس برس سے حج کو ہر سال آیا کرتے تھے اس سال نہیں آئے ہم آپکے مشتاق دیدار تھے اسلئے حاضر ہوئے افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی اور فرمایا کہ زیادہ تر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم تو نہیں جانتے اسکی قدر عرب میں جاکر دیکھو۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ بہت جمع تھے جنمیں امام ابو حفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے (جو کہ کسیقدر آپکے خلاف بیں تھے) حضرت امیر

علیہ الرحمۃ نے کچھ حالات اور واقعات حج اور مقامات وہاں کے بیان کرنے شروع کئے۔
مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں گذرا کہ حضرت تو کبھی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔
آپ کسطرح بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے اُسکے دلپر اطلاع پائی اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے ناداں!
ادہر آ اور دیکھ۔ اوس نے جو دیکھا تو خانہ کعبہ روبرو ہے۔

نقل ہے کہ ایک جماعت کسیطرف کو جارہی تھی راستہ میں شیر ببر کھڑا ہے یہ حیران رہگئے
اتنے میں حضرت امیر آئے اور شیر کی گردن پکڑ کر راہ سے برطرف کیا اونہوں نے کیا دیکھا کہ وہ شیر
آپکی تعظیم کے واسطے سر خم کر رہا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ جو شخص
خدا سے ڈرتا ہے اوس سے سب چیز ڈرتی ہے۔ اور فرمایا۔ **اصل در ہمہ کارہا خدا ترسی است**

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ⁂ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

مرغ ایمانرا دو پر خوف و رجا است ⁂ مرغ بے پر را پرایدن خطا است

نقل ہے کہ ایک شخص کی گردن کاٹنے لگے تو وہ نہ مرا پھر تین بار تلوار چلائی نہ مرا حضرت
خواجہ نقشبندؒ نے پوچھا کہ تو کیا کچھ منہ میں پڑھ رہا تھا اوس نے کہا کہ میں اپنے پیر کو یاد کرتا ہوں۔
خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تیرا پیر کون ہے۔ اوس مجرم نے کہا کہ میرا پیر حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
ہے۔ آپنے اُسیوقت قصبہ سوخار کا پتہ پوچھا اور کہا کہ جو پیر دُنیا کی مصیبتوں سے خلاصی
دور بیٹھکر کرا دیوے تو اگر کوئی اوسکی خدمت میں حاضر ہو تو اوسکا کام کہانتک پورا ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ سے گذر رہے تھے کہ
ایک زمیندار نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ فقیر نقشبندی کون ہے۔ اوس نے کہا کہ یہ مفت خور
ہیں۔ آپکے دل کو یہ حال معلوم ہوا۔ فرمایا کہ درویشوں کے حق میں بداعتقادی موجب بربادی
اور باعث ہلاکت ہے۔ کچھ دیر گذری کہ وہ زمیندار بے ادب درد گردہ سے بیمار ہو گیا وہ سمجھ گیا کہ

یہ بے ادبی کی سزا ہے پھر بولا کہ مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو۔ آپکے پاس لایا گیا تو آپنے فرمایا کہ اسکو تیر کارگر ہو گیا ہے اب علاج پذیر نہیں۔ گھر جاتے ہی مرگیا۔

زنہار ازیں قوم گریزاں میباش صد سر بریدہ در میان دست بود

وفات آپکی بقول صاحب رشحات روز پنجشنبہ بوقت صبح صادق بتاریخ ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ ہے۔ مزار شریف قصبہ سوخار جو کہ بخارا شریف سے ۳۵ فرسنگ اور موضع سماس سے ۵ کوس شرعی ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکا ابجد کلاں میں سید پیشوا (۷۷۲ھ) ہے

ذکر مبارک جامع کمالات حضرت محمد بابا سماسی رح

21

فائدہ۔ آپ خلیفہ اکبر ہیں خلفا خواجہ عزیزان علی رامتینی رح سے۔ آپ عرصہ دراز اپنے پیر روشنضمیر کیخدمت اقدس میں رہے اور فیوضات ظاہری و باطنی سے خوب حصہ لیا۔ مولد و مسکن آپ کا قصبہ سماس ہے جو کہ بخارا شریف اور موضع رامتین سے تین فرسنگ پر ہے۔

نقل ہے کہ جب کبھی کوشک ہندو پر گذرتے تو فرمایا کرتے کہ اسجگہ پر کسی اہل اللہ مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ جسوقت حضرت خواجہ خواجگان نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو جناب بابا سماسیؒ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہو گئی شاید وہ مرد خدا پیدا ہو گیا ہے۔ جس وقت حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپنے اونکو اپنا فرزند متبنیٰ بنالیا اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ اپنے خلیفہ اکمل کے سپرد کر دیا اور تربیت کی تاکید فرمائی۔ آپکے چار خلیفے کامل رہے۔ اول خواجہ محمد صوفی کہ مرقد اونکا قصبہ سوخار ہے۔ دوم خواجہ محمود سماسی جو کہ آپکے فرزند ارجمند ہیں۔ سوم خواجہ دانشمند علیہ الرحمۃ۔ چہارم خواجہ سید میر کلال علیہ الرحمۃ۔ وفات آپکی ۱۰ جماوی الآخر ۷۵۵ھ میں مرقد آپکا موضع سماس ہے۔ مادہ تاریخ وفات محبوب خدا (۷۵۵ھ) ہے

۲۲ ذکر مبارک حضرت قطب عالم عزیزان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ قطب وقت تھے اور خلیفۂ اعظم تھے حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ جو شخص آپکی صحبت مبارک میں ایک دن رہتا تو معرفت کامل طور پر حاصل کر لیتا تھا۔ ولادت آپ کی موضع رامتین ہے جو کہ بخارا شریف سے دو فرسنگ پر ہے وفات شریف آپ کی ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ میں ہوئی۔ عمر شریف آپ کی ایک سو تیس ۱۳۰ برس تھی۔ اور مرقد پاک آپکا شہر خوارزم ہے۔ آپکے دو فرزند ارجمند تھے۔ خرقہ خلافت چھوٹے کو عنایت فرمایا بڑے صاحبزادہ کی نسبت فرمایا کہ اسکا قیام میرے بعد نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد از وفات عزیزان علی علیہ الرحمۃ بروز چہلم وفات پاگئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت منصور بن حلاج کے وقت کوئی حضرت عبد الخالق غجدوانی کے مریدوں سے ہوتا تو اونکو بوجہ لغزش ظاہری حالت کے کبھی کوئی گرفت نہ کرتا۔ اور اونکو مقام وحدت سے ترقی دیکر منازل آئندہ پر عروج کراتا۔ آپکا فیضان علی الخصوص والعام ہر وقت جاری تھا۔ آپکے بعد چار خلیفے کامل واکمل رہے اول خواجہ محمد کلاہ دوز کہ مرقد انکا خوارزم ہے۔ دوم محمد صلاح بلخی ہیں۔ سوم محمد یار ردی کہ مرقد انکا بھی خوارزم ہے۔ چہارم محمد بابا سماسی کہ مرقد انکا قصبہ سماس میں ہے جو کہ رامتین سے ایک کوس دور ہے۔

نقل ہے کہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ لوگوں کو مزدوری پر مقرر کر کے اپنے گھر صبح سے شام تک رکھ کر تربیت ذکر و فکر و مراقبہ کرتے اور روزانہ خرچ بھی دیا کرتے تھے۔ نام آپ کا عزیزان علی پیشہ آپکا بافندگی تھا۔ **نقل** ہے کہ ایکدن آپ ہنگام کیوقت کسی جگہ پر حاضر دعوت ہوئے **نقل** ہے کہ ایک دن سید آتا صاحب کا لڑکا کنزک لوگ پکڑ کر لے گئے اور سید آتا صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ جب وہ لڑکا نہ آئیگا میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ کچھ دیر گذری کہ وہ وہاں پر حاضر ہو گیا۔ بقول بعض ۲۰ ذیقعد ۷۲۱ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ مادہ تاریخ

بیشک تاج شیخ عزیزان ہمہ مستی (۷۲۱ھ)۔

۲۳

ذکر مبارک حضرت عارف معبود خواجہ محمود انجیری فغنوی رح

فائدہ - آپ کا اسم شریف خواجہ محمود ہے - آپ اصحاب خواجہ عارف ریوگری سے ہیں اور آپ خلفا میں ممتاز و نمونہ تھے - آپ کسب گلکاری حلال کیا کرتے - آپ سوائے ذکر خفی کے کبھی ذکر جہر بھی کیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت علی رامیتنی جو کہ خلفا عظمیٰ خواجہ محمود سے تھے اپنے احباب اہل ذکر ہیں ساتھ ذکر و فکر مشغول تھے - ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ سفید عمدہ رنگ اُڑتا ہوا اُنکے سر پر سے گذرا - جب نزدیک آیا تو بزبان فصیح فرمایا کہ اے علی مرد میداں بن اور اپنے کام میں بخوبی مضبوط ہو - اوس مرغ کے دیکھنے اور اس کلام کے سننے سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہو گئی کہ اہل مجلس نہایت ہی مسرور و محظوظ ہو گئے - جب اہل حلقہ ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ علی علیہ الرحمۃ سے احباب نے استفسار فرمایا - تو جناب نے فرمایا کہ یہ مرغ روح تھی حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کی اور فرمایا کہ خدا نے انکو یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ جس جگہ چاہتے ہیں وہاں تشریف لیجاتے ہیں - اصلی جائے سکونت آپکی موضع انجیر فغنہ ہو جو کہ بخارا سے تین فرسنگ پر ہے - وفات آپکی ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ میں ہوئی - مزار شریف موضع وابکنی ہے - مادہ تاریخ وفات شاہ عرفانی (۷۱۷ھ) ہے۔

۲۴

ذکر مبارک حضرت عاشق صادق عارف حق ریوگیری رح

آپ بیٹے حضرت عارف صاحب علیہ الرحمۃ ہی علوم ظاہری و باطنی و زہد و تقویٰ و اتباع شریعت میں کامل تھے - آپنے خرقہ خلافت حضرت عبدالخالق غجدوانی سے حاصل کیا - اور تمام عمر اپنے پیر کی خدمت شریف میں رہے - بعد از انتقال اونکے سجادہ نشین و خلیفہ کامل بنگئے - اور

آپ کی وفات یکم شوال ۱۵۷۵ھ ہے۔ عمر شریف آپکی بہت دراز تھی۔ چنانچہ انکے پیر مرشد حضرت
عبدالخالق غجدوانی کی وفات ۵۷۵ھ ہے۔ اور انکی خود وفات ۱۵۷۵ھ ہے۔ مدفن
انکا موضع ریوگر ہے جو کہ مواضع بخارا سے ہے اور وہاں سے غجدوان ایک کوس پر ہے۔
آپکا مادہ تاریخ وفات درویش صادق (۱۵۷۵ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت ہادی برحق خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

۲۵۔

فائدہ۔ آپ خلیفہ اعظم ہیں خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے اور سر دفتر حلقۂ خواجگان نقشبندیہ عالیہ ہیں۔ جائے پیدائش آپکی شہر غجدوان بفاصلہ چھ فرسنگ بخارا شریف سے ہے۔ آپکے پدر بزرگوار کا نام عبدالجلیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خضر علیہ السلام نے قبل از تولد آپ کے صالحیت کی بشارت دیکر فرمایا تھا کہ اُسکا نام عبدالخالق رکھنا۔ آپنے شیخ صدرالدین صاحب قاضی بخارا سے تعلیم پائی ہے اور اجازت ذکر خفی و ذکر نفی و اثبات خضر علیہ السلام سے پائی۔ آپ ہر روز ایک نماز خانہ کعبہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں بےمثل اور علم و حلم اور اتباع سنت میں یکتا تھے۔ آپکے چند اصطلاحات ہیں جنپر طریقہ انیقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ وہ اصطلاحات یہ ہیں۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ نگہداشت خواطر۔ خلق با خلق وقوف زمانی۔ وقوف عددی۔ وقوف قلبی۔ انکی تفصیل و تشریح رسالہ قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے تحریر فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب کا ایک وصیت نامہ بھی ہے جو کہ آپنے اپنے فرزند ارجمند کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور وہ وصیت نامہ ہر ایک اہل طریقت خصوصاً نقشبندی طریق والوں کے واسطے از حد مفید و نافع ہے اور لازم ہے کہ حضرت صوفیہ حال اس وصیت کو اپنا آئینہ عمل قرار دیں۔ وصیت نامہ یہ ہے:۔

اے فرزند ترا وصیت میکنم بعلم و ادب و تقوی و اتباع اہل سنت و جماعت
و گذاردن نماز باجماعت و تعلیم فقہ و حدیث و پرہیز از صوفیائے جہال و عدم
شہرت خود۔ تا آنکہ امام و موذن نباشی و حاکم و قاضی شہر نباشی و بر قبالہا نام خود
نہ نویسی۔ با ملوک صحبت نداری و خانقاہ بنا نکنی۔ و خود را شیخ نہ گویانی و سماع بسیار
نہ شنوی۔ کم گوئی۔ کم خوری۔ کم خسپی و از عام خلق بگریز و با مردان و زنان صحبت مدار
و بطلب دنیا مصروف نہ شوی۔ گریہ بسیار کن و کم بخندی و از خندہ قہقہ احتراز
کنی۔ ہیچ مخلوق را از خود کمتر ندانی۔ و خود را بہتر ندانی۔ و ظاہر خود را میارائی۔
تو ناتوانی در خدمت خلق سعی کنی۔ از جان و مال دریغ نداری و مشائخان را
از جان عزیز داری۔ و بر افعال ایشان انکار نہ کنی۔ و دل را مدام اندوہگین داری۔
و باید کہ بدن تو لاغر و چشم تو گریاں و عمل تو خالص و دعائے تو بتضرع و جامۂ تو
کہنہ و رفیق تو درویش و مایۂ تو عبادت و خانۂ تو مسجد و قلب تو ذاکر۔ زبان تو
شاکر۔ مونس تو ذکر یار تو فکر باشند۔ و بر طریق خواجگان قایم باشی (از رشحات)۔

اور ولادت جناب کی بخارا شریف میں ہوئی اور وفات شریف شہر غجدوان میں جو کہ ایک
موضع ہے توابع بخارا سے۔ وفات آپکی ۱۲۔ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہے۔ اور مادۂ تاریخ آپکا
آفتاب کامل (۵۷۵ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ

۲۶

فائدہ۔ نام پاک آپکا خواجہ یوسف اور آپکے والد بزرگوار کا نام محمد ایوب ہے
اور آپ کی کنیت بعض تو ابو یوسف کہتے ہیں اور اصل میں ابو یعقوب ہے۔ وطن اصلی آپ کا

ہمدان ہے۔ نسبت ارادت آپ کی حضرت شیخ ابو علی فارمدی کیطرف ہے۔ اور شیخ ابو اسحاق شیرازی سے بھی استفاضہ کیا۔ بعمر ۱۰ سال ہمدان سے نکلکر بغداد میں مولانا ابی اسحاق سے علوم ظاہری حاصل کئے۔ مذہب آپکا حنفی تھا۔ پھر اصفہان میں بعداز تحصیل علوم شیخ عبداللہ جوینی سے خرقہ خلافت لیا اور شیخ احسن صاحب سے بھی ایک خرقہ تبرکاً حاصل کیا۔ بعدہٗ شیخ ابو علی فارمدی کیخدمت میں فقر و سلوک تمام کیا۔ آپکے چار خلیفے کامل و مکمل رہے تھے۔ اول خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ دوم خواجہ احمد یسوی۔ سوم خواجہ احسن انداقی۔ چہارم عبداللہ برقی۔ ولادت آپکی ۴۴۱ھ میں اور وفات ۷ رجب ۵۳۶ھ ہے عمر شریف آپکی ۹۵ برس ہے اول تو آپ متصل ہرات مدفون ہوئے تھے۔ بعدازاں شیخ ابن النجار نے جو کہ آپکے خاص مریدوں میں سے تھا آپ کی نعش مبارک کو شہر مرو میں لیجا کر دفن کیا۔ وہاں ہی آپکا مزار مقدس ہے آپکی کئی تصانیف ہیں (۱) زینت الحیات (۲) منازل السالکین (۳) منازل السائرین۔ مادہ تاریخ ولادت مقبول ربانی (۴۴۱ھ) ہے اور مادۂ تاریخ وفات یوسف فقر (۵۳۶ھ) ہے

ایک شخص نے آپسے وعظ میں بے ادب ہو کر مسئلہ پوچھا۔ آپنے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ شاید تم مرتے وقت مسلمان نہ ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بادشاہ روم کے پاس سفیر ہو کر گیا تھا وہاں جا کر عیسائی ہوا اور مر گیا۔ سچ کہا ہے مولانا روم نے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

۲۷ ذکر مبارک حضرت ابو علی فضیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ درد اصل میں شفقت و محبت کو کہتے ہیں۔ یہی مقصد ہے اُس دعا مبارک کا جو خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ

اسیواسطے مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت اصل ایمان ہے جسکو محبت نہیں وہ جھوٹا مسلمان ہے۔ اور جسکی محبت کا دعویٰ ہو وہ اسکے اتباع کے بغیر یا اوسکی رضا کے بغیر کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ دوست وہی ہے جو دوست کا تابع ہو نہ مخالف۔ لَوْ کَانَ صَادِقًا فِی الْحُبِّ لَاَ طَاعَهٗ اور اولیا کی محبت عین محبت حق ہے۔

نام پاک آپکا فضیل بن محمدؒ ہے اور کنیت ابو علی۔ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ آپنے دو بزرگوں سے فیض پایا۔ ایک تو ابوالحسن فرقانی علیہ الرحمۃ سے۔ دوسرا حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی سے۔ اسیواسطے بعض شجروں میں بعد از ابو الحسن حضرت ابوالقاسم کا نام بھی درج ہے۔ آپنے ظاہری علوم حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ اور آپ اپنے وقت میں شیخ الشیوخ خراسان تصور کئے جاتے تھے۔ آپسے ہزارہا لوگوں کو فیض پہونچا اور صدہا لوگ ولی بنگئے۔ آپ اصلی باشندہ ایک موضع فارمد کے ہیں جو کہ مضافات طوس میں ہے۔ ولادت آپکی ۴۳۲ھ میں اور وفات آپکی ۴ ربیع الاول ۷۷ھ میں ہے اور عمر شریف ۴۵ سال۔ مزار مبارک آپکا طوس میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات غوث ۷۷ھ ہے۔

ذکر مبارک حضرت ابوالحسن علی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ

۲۸

فائدہ۔ نسبت آپکی روحانی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور تربیت سلوک بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ بحر توحید کے غواص اور میدان معرفت کے بیار تھے قطب اوتاد کے امام تھے۔ آپنے آخری وصیت یہ فرمائی کہ میری قبر ۳۰ گز نیچے کھودنا کیونکہ ہمارے پیر و مرشد یعنے بایزید علیہ الرحمۃ کی زمین بسطام بہت پستی میں ہے اس میری زمین سے اور یہ نزدیک ادب ہے کہ پیر کی قبر نیچے اور مرید کی قبر بلند۔ اور فرمایا کہ اہل ذکر کو اہل دنیا کی صحبت بہت کم چاہیے

کیونکہ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا دنیا کرتے ہیں اور یہ خدا خدا کرتے ہیں۔ نام پاک آپکا علی بن جعفر ہے
وطن اصلی موضع خرقان مضافات قزوین ہے۔ وفات آپکی شب سہ شنبہ یوم عاشورہ ۴۲۵ھ
ہے۔ مرقد پاک موضع خرقان میں۔ مادہ تاریخ وفات شاہ احسن (۴۲۵ھ) ہے۔
نقل ہے کہ آپ زمین کھودنے لگے پہلے چاندی نکلی پھر سونا پھر جواہرات۔ آپ نے
پھینکدیا اور فرمایا کہ میں تو خدا چاہتا ہوں یہ کیا چیز ہے۔
نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو سومنات کی لڑائی میں نہایت مشکلات پیش آئیں
آپنے اوسکو اپنا پیراہن دیا ہوا تھا۔ اوس نے خدا کی درگاہ میں وہ پیراہن وسیلہ لیکر دعا کی۔
خدا نے اُسیوقت فتح دی۔ حضرت خواب میں آئے اور فرمایا کہ اے محمود تم نے تو میری پیراہن
کی کچھ قدر نہ کی۔ اگر دعا کرتا کہ وہ سب مسلمان ہوجائیں تو سب اسلام قبول کرلیتے۔

۲۹ ذکر مبارک حضرت سلطان العارفین طیفور بن عیسیٰ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپکے مدارج علیا و مراتب اعلیٰ کا ذکر مفصل تذکرۃ الاولیا میں مرقوم ہے۔
آپ مادرزاد ولی تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع ابدال و اوتاد تھے اور مشائخین سالکین
میں خلیفہ اعظم مسلّم تھے۔ آپ جذب و سلوک میں بے نظیر تھے۔ صرف نظر کرنے سے ہی طالب کا
سلوک تمام ہوجاتا تھا۔ ایکدفعہ آپ پر جذب غالب ہوا۔ تو فرمایا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ
اسکے بارہ میں مریدوں نے کہا کہ آپنے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر پھر کبھی ایسا
واقع ہو تو مجھکو تلوار سے مار ڈالنا۔ جب دوبارہ بھی موقعہ آیا تو مریدوں نے تلواریں ماریں
مگر آپکے بدن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ایکدفعہ ایک ولی اللہ ابو تراب نخشبی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک
خاص مرید صاحب کمال کو فرمایا کہ تجھکو چاہئے کہ بایزید کی زیارت سے مشرف ہو۔ اوس مرید نے

کہاکہ جو شخص بایزید کے خدا کو ہر روز سو بار دیکھے اوسکو بایزید کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت تخشی نے فرمایا کہ خدا کو تو اپنی حیثیت سے یا لیاقت سے دیکھتا ہے بایزید کو اوسکی ہمت و جلالت سے دیکھیگا۔ آخرش ایک دن یہ دونوں بزرگ چلتے چلتے بسطام میں پہونچے وہاں پہ دریافت کیا بایزید کہاں ہیں۔ کسی نے کہا باہر تشریف لیگئے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت بایزید اپنے ہاتھ میں ٹھلیا اٹھائے ہوئے آتے ہیں۔ جونہی اوس مرید پر نظر پڑی تو وہ بیہوش ہو کر گرپڑا۔ گویا حالت مرگ تھی۔ حضرت تخشی نے عرض کی کہ حضرت آپنے تو اس مرید کو مار ہی دیا تھا آپنے جواب دیا کہ ابھی اسپر مصر کی عورتوں کی طرح جمال یوسفی کے انوار نہیں پڑے تھے۔ اب وہ پردے ٹوٹ گئے۔ لہذا یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ اسیواسطے حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بایزید ہمارے درمیان ایسا ہے جیسا جبرئیل جملہ ملائکہ میں۔ لقب آپکا **سلطان العارفین** اور نام آپکا طیفور بن عیسے بن آدم بن سروشان ہی جائے سکونت شہر بسطام اور جد ماجد آپکے قوم گبر سے تھے۔ پھر مشرف باسلام ہوئے۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ یہ حضرت اویسی تھے۔ امام جعفر صادق سے روحانی فیض پایا۔ ایک سو تیرہ ۱۱۳ بزرگوں سے خدمت کر کے فیض لیتے رہے۔ آپسے کسی نے پوچھا کہ معاملہ سلوک میں انسان کو کیا چاہئے۔ آپنے فرمایا کہ ولایت مادرزاد۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو فرمایا کہ آنکھ دیکھنے والی۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا کہ کان سننے والے۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ مرگ مفاجات (موت ناگہانی) اور نیز آپکا ارشاد ہے کہ بزرگوں کی صحبت و مجلس اعمال صالحہ سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت گناہ کرنے سے بدتر ہے۔ ولادت آپکی ۱۳۶ھ میں ہے اور وفات آپکی ۲۶۹ھ ۱۵ شعبان روز جمعہ ہے۔ عمر شریف آپکی ۱۳۳ سال ہے۔ مرقد مبارک شہر بسطام۔ مادہ تاریخ وفات **نور احل** (۲۶۹ھ) ہی

۳۰ ذکر مبارک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - عاشق صادق عارف حق امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم آپ مشائخین میں مقتدا ہیں اور عارفین کاملین میں پیشوا تھے۔ آپکی کنیت ابو عبداللہ اور ابو اسمٰعیل اور لقب آپکا صادق ہے فیض باطنی آپ کو دو طرف سے حاصل ہے۔ ایک تو امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے۔ دوم امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم سے۔ ولادت آپکی ۸۳ھ ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ ہے۔ وفات آپکی ۱۵ ماہ رجب بروز دوشنبہ ۱۴۹ھ ہے۔ عمر شریف آپ کی ۶۰ برس اور کچھ ماہ ہیں۔ مرقد مبارک آپکا مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔ اور مادۂ تاریخ حق طلب (۱۴۹ھ) ہے۔

۳۱ ذکر مبارک حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

فائدہ - حدیث میں آیا ہے اِذَا سَئَلْتُمْ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْفِرْدَوْسَ یعنے خدا سے ہمیشہ جنت فردوس مانگا کرو فیض باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ آپ کبار تابعین اور فقہاء سبعہ مدینہ سے ہیں جملہ علم شریعت و طریقت میں بے نظیر ہیں۔ وفات شریف آپکی ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۱ھ ہے عمر شریف بقول اہل تحقیق ۷۰ سال ہے اور مزار شریف مدینہ طیبہ میں ہیں۔ مادۂ تاریخ حق (۱۰۸ھ) ہے۔

۳۲ ذکر مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

فائدہ - آپکا اسم شریف سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور اصل وطن آبائی صفہان ہے

آپ شاہزادۂ فارس ہیں۔ اپنے باپ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنکر مدتوں سفر کرتے کرتے مدینہ منورہ پہونچے اور اسلام قبول کیا۔ آپ کی زبان فارسی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سلمان کے منہ میں ڈالدیا تو آپ کی زبان عربی ہوگئی یعنے عربی سمجھنے لگ گئے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہایت خلوص و محبت تھا۔ یہانتک فرمایا حضور علیہ السلام نے سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ۔ مَنْ اَحَبَّ السَّلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ یعنے سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہلبیت سے ہے جو شخص اُسکو دوست رکھے اُس نے مجھے دوست رکھا۔ اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسے علیہ السلام کے وصی زریت بن برثملا کی ملاقات کی ہے۔ حضرات القدس میں ہے کہ ۳۵۰ برس آپ کی عمر تھی۔ شہر مدائن میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی رات کو مدائن جاکر خود سلمان کو غسل دیا۔ بقول صحیح ۱۰ ماہ رجب ۳۶ھ یا ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ مقبرہ آپکا شہر مدائن۔ عمر آپکی بقول صحیح ۲۵۰ رہی ہے۔ مادہ تاریخ پاکباز (۳۳ھ) ہے۔ فیض باطنی سلمانؓ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔

ذکر مبارک حضرت رفیق برتر امامنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۳۳

فائدہ۔ یہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ خلیفہ اول وزیر اعلی امام الصادقین رفیق برتر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شروع ہے۔ آپکو جو مراتب و مدارج خدا نے عنایت فرمائے ہیں دوسرے صحابہ کرام کو بہت ہی کم عطا ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک تو آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے۔ دوسرا آپ کی بیٹی حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا منکوحہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسرا آپ خلیفہ اول ہیں۔ علاوہ ازیں صدہا آیات و احادیث آپکی افضلیت پر دال ہیں۔ چنانچہ فرمایا آپنے

حدیث۔ ابوبکر منی وانا منہ وابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مَیں روحانی طور سے واحد ہیں اور ابوبکر میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث۔ انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی (عن ابیھریرۃ) یعنے پہلا وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے میری امت سے۔

حدیث۔ ماصحب النبیین والمرسلین اجمعین ولاصاحب آیس افضل من ابوبکرؓ یعنے تمام انبیا اور مرسلین کے اصحاب اور حضور علیہ السلام کے کل اصحاب ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔

حدیث۔ ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکر الصدیق فی الارض۔ یعنے خدا کو پسند نہیں کہ صدیق اکبر سے کوئی خطا ہو۔

حدیث عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیھا اسمی مکتوبًا محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی۔ یعنے آسمان پر جب مجھے بلایا گیا تو ہر ایک آسمان پر لکھا تھا کہ ایک محمد رسول اللہ اور ایک ابوبکر الصدیق۔

حدیث۔ ان ابابکر خیر من طلعت علیہ الشمس ولاغربت علی احد یعنے تحقیق ابوبکرؓ کل جہان سے افضل ہے۔

حدیث۔ حُب ابی بکر وشکرہا واجب امتی۔ یعنے حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور شکریہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

حدیث۔ ماطلعت شمس ولاغربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر۔ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہے تمام مخلوقات سے بعد الانبیاء والمرسلین کے۔

حدیث۔ یاعلی سألت اللہ ان یقدمک ثلاثا فابی علیّ الاان یقدم ابابکر

یعنے خدا سے میں نے سوال کیا کہ خدا علی کو تینوں پر فضیلت بخشے مگر خدا نے انکار کیا اور صدیق اکبر کو ہی خدا نے مقدم و افضل کر دیا (کنز العمال جلد ۶۔ مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حدیث۔ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح۔ یعنے اگر حضرت ابوبکر کا ایمان تمام امت محمدیہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر ہی کا ایمان غالب ہوگا۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث لکھی ہے ان اللہ تعالیٰ ثلثمائۃ وستین خلقا من لقیہ بخلق منہا مع التوحید دخل الجنۃ قال ابوبکر ھل فیّ منہا قال کلہا فیک یا ابابکر واحبہا السخاء الی اللہ۔ یعنے خدا کے اخلاق عظیمہ تین سو ساٹھ ہیں جس مومن میں ایک خلق اُن اخلاق میں سے ہوگا وہ داخل جنت ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خلق ان اخلاق میں سے موجود ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر تجھ میں تو سب اخلاق اللہ ہیں۔ واخرج ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق وابن عساکر من طریق صدقۃ بن میمون القرشی عن شعبان بن دینار قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلث مائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ لعبد خیرا جعل فیہ خصلۃ منہا یدخل الجنۃ بہا قال ابوبکر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افیّ منہا شیئ قال نعم جمعا من کل۔ واخرج ابن عساکر من طریق اخری عن صدقۃ القرشی عن رجل قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلثمائۃ وستون خصلۃ الحدیث۔ یعنے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک اور بہتر تین سو ساٹھ (۳۶۰) خصلتیں ہیں جس وقت پاک پروردگار کسی شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے یعنے اُسکو بہتر بنانا چاہتا ہے تو اُن تین سو ساٹھ خصلتوں میں سے ایک خصلت اُس بندہ میں پیدا کر ڈالتا ہے۔ پس اُس خصلت کے سبب اُسکو داخل جنت کر دیتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا مجھ میں بھی

کوئی خصلت ہے یا نہیں تو فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھ میں تو سب خصائل نیک موجود ہیں۔ حضرت شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنے عوارف شریف میں یہ حدیث لکھی ہے ماصبّ اللہ فی صدری شیئاً الاوقد صببتُ فی صدر ابی بکرؓ یعنے جو فیض ونور خدا نے میرے سینہ میں ڈالدیا ہے میں نے حضرت ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈالدیا ہے ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو باب الصلوٰۃ پر سے پکارینگے اسطرف آؤ غازی کو باب الجہاد پر سے پکارینگے ادہر آؤ۔ زکوٰۃ خیرات والے کو باب الصدقہ پر سے آواز دینگے روزہ دار کو باب الصیام پر سے بلا دینگے۔ غرضکہ ہر ایک نیکی کا دروازہ جدا جدا ہوگا تو اسپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جسکو سب دروازوں سے آواز دینگے کہ ادہر آؤ ادہر آؤ۔ تو فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم وارجوان تکون منھم یا ابابکر (رواہ البخاری) یعنے ہاں ایسے بھی لوگ ہونگے اور میں امید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا اے ابوبکرؓ۔ ایک حدیث میں یوں ہے لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہٗ (رواہ الترمذی) یعنے کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ ابوبکر کی موجودگی میں کسی اور شخص کو امام بنا دے سوائے ابوبکرؓ کے۔ بلکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی شرف امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا ہے نہ کسی غیر کو یعنے جسوقت حضور علیہ السلام سخت علیل ہوئے اور امامت میں قیام کی طاقت نہ تھی تو لوگونکو فرمایا۔ مروا ابابکر فلیصل بالناس (رواہ الترمذی) یعنے ابوبکر کو کہو میری جگہ جماعت کرائے پس ثابت ہوا کہ آپ جمیع صحابہ کرام میں سے افضل واکمل واعلیٰ ہیں۔ لہذا آپکا طریقہ بھی افضل الطرق واقرب الی اللہ ہے خدا سب کو یہی طریقہ نصیب کرے۔ آمین۔

وفات شریف آپکی شب سہ شنبہ ۲۲۔ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مقدس ہے۔ اور مزار شریف آپکا مدینہ منورہ۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال۔ مادہ تاریخ وفات احل (۱۳ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سرور کائنات خلاصۂ موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول رب الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام

فائدہ ۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کا توریت میں **محمد** نام اور انجیل میں **احمد** ہے ۔ اور زمین پر آپ محمدؐ کے نام سے مشہور اور آسمانوں میں احمد کے نام سے معروف ہیں ۔ کنیت مبارک جناب کی ابوالقاسم ہے ۔ تمام انبیاء کرام کے آپ سردار و امام ہیں ۔ خدا نے آپکو اپنا حبیب بنایا ۔ اسمیں ایک عمدہ رمز یا اشارہ ہے ۔ وہ یہ کہ محب اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کو بہر حال بہتر و مقدم سمجھتا ہے ۔ اور محبوب کو اپنے محب کے کل اشیاء پر تصرف و اختیار ہوتا ہے مگر مودۃً و محبتہً نہ جبراً و قہراً ۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حضرت کلیم اللہ کے نام سے کوئی خلیل اللہ کے لقب سے کوئی صاحب روح اللہ کے عرف سے مشہور ہوئے ۔ لیکن حبیب اللہ کا لقب سوائے ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے اور کسیکو نہ ملا ۔ یہی وجہ ہے کہ کل موجودات مخلوقات حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوئی چنانچہ اسکی بحث رسالہ ھدیہ خیریہ میں ہم نے درج کی ہے ۔ آپ تمام مخلوقات میں اکرم و اشرف و احسن ہیں ۔ پہلے سب سے آپ ہی قبر سے تشریف لاوینگے اور آپ ہی شفاعت فرماوینگے ۔ اور آپ ہی دروازہ جنت کا کھلواوینگے اور ہر ایک خلق حسن و صفت جمیلہ سے آپ ہی موصوف ہیں آپ ابتدا ہی سے عرب میں امین کے لقب اور صادق کی صفت سے ضرب المثل تھے ۔ آپ پہلے پہل کوہ حرا کی غار میں مشغول بحق رہتے تھے ۔ بعد از چالیس برس آپ کو نبوت عطا ہوئی اور نبوت بھی ایسی کہ آپ کی نبوت کے بعد کسی قسم کی نہ نبوت رہی نہ کسی قسم کا نبی و رسول ہوگا ۔ اگر کسیکو آپ کے بعد دعویٰ نبوت ہے تو وہ دجال کا خلیفہ ہے ۔ آپ ہی کا دین قیامت تک رہیگا ۔

آپ ہی کے دین کی نیابت و خدمت کے لئے حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام جیسے مقدس بزرگ آوینگے۔ آپ ہی کے دین میں جہاد دینی سب عبادتوں سے افضل و اعلیٰ عبادت ہے۔ آپ ہی کی اولاد امجاد قیامت تک رہیگی۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ ہی کی اولاد سے ہونگے۔ بموجب اقوال کثیرہ معتبرہ آپ ہی کو خدا نے بجسدہ العنصری آسمانوں کی سیر کرائی۔ بموجب ارشادات اہل علم آپکو ۲۷ یا ۳۴ معراج ہوئے جنمیں سے ایک تو ۲۷ رات ماہ رجب کو آپ اسی جسم اقدس واطہر کے ساتھہ آسمان پر تشریف لیگئے۔ اور باقی معراج روحانی ہوئے۔ معجزات آپ سے جو وقوع میں آئے اُنکی گنتی تو ہزاروں سے بڑھکر ہے مگر مختصر طور پر کتاب کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین میں درج ہیں۔ غرضکہ شجرۂ طیبہ آپ سے شروع ہے۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال اور وفات شریف ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ روضہ مطہر مدینہ منورہ میں دیکھو۔ مادہ تاریخ ھو ۱۱ھ ہے۔

ذکر اللہ جل شانہٗ

واضح رہے کہ جسقدر انوار و برکات لوگوں کو حاصل ہیں یا آیندہ حاصل ہونگے اُن سب کا منبع ذات واحد مطلق ہے اور جس وجود موجود کو فیض ولایت ملتا ہے اُسی وجود اقدس سے ملتا ہے۔ کوئی ذی روح بلا فیض فیاض حقیقی عارف بن ہی نہیں سکتا۔ لہذا ہر ایک انسان عقلمند پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے جامع جمیع صفات کمالیہ ذاتیہ ازلیہ ہے مکان و زمان و جہت و استقرار بر عرش سے منزہ اور امکان و اتصاف کذب و جہل و خلاف وعدہ سے مبرا ہے۔ اور حلول و اتحاد سے مقدس۔ اور نافع و ضار و موثر حقیقی صرف وہی ہے حی و قدیر و علیم و مرید و مکون و سمیع و بصیر و متکلم ہے اُسکے ذاتیہ صفات کی حد نہیں اُسکی ذات جیسی کسیکی ذات نہیں۔ ضد و ند و کفو سے پاک ہے۔ قائم بالذات ہے اور حقیقی غیب دان

وہی ہے اور جملہ نقائص و عیوب سے منزہ ہے۔ پس بعد اس عقیدہ کے ہر اک ایماندار پر اُسکا ذکر کرنا فرض ہے۔ ذکر خفی ہو یا جلی۔ قلبی ہو یا لسانی ہر اک ذکر مامور ہے اسجگہ ہم صرف وہی حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ذکر کے متعلق ہیں۔

پس زہے نصیب اُسکے جو رات دن ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف ہے اور کم از کم اگر خود انسان کچھ غافل ہو تو ذاکر کی خدمت میں ہی حاضر ہوتا ہے تاکہ بقول حضرت مولنا وہ بھی شامل جماعت حق ہو جائے۔

یک زمانے صحبتِ با اَولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور ایمانداروں کو خدا نے فرمایا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا یعنے بہت ذکر کرو خدائے تعالٰے کا۔ اور منافقوں کے حق میں فرمایا لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے منافق خدا کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔ اب انصاف کا مقام ہے کہ ذکر قلیل تو منافقوں کی صفت بیان کیگئی ہے۔ پھر جو شخص بالکل ہی غافل ہو اُسکا کیا حال ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْقَسْوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ۔ ذکر دو قسم پر ہے ایک تو ذکر موقوف و محدود و معدود جیساکہ نماز و درود و روزہ و حج وغیرہ۔ دوسرا دائمی غیر محدود و غیر معدود۔ یہ قسم افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی ذکر کے باعث انسان فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے یہ ذکر حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ جبتک انسان پیر مرشد کسیکو نہ بنائے تب تک کچھ لذت لطف نہیں آتا۔ بلکہ بے پیر کی عبادت طعام بے نمک ہے اسکی لذت اسیکو معلوم ہے جو کہ ذاکر ہے اَور کو کیا معلوم۔ شعر۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اب صرف وہ احادیث نقل کیجاتی ہیں جو ذکر کی تائید۔ تاکید اور افضلیت میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) حدیث قدسی۔ قال اللّٰہ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ رواہ ابوہریرۃ وغیرہ۔ یعنے میں اپنے ذاکر بندہ کے پاس ہمنشین ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے

ف اسکی تفصیل در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۵۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۷۹ و تفسیر معالم وغیرہ میں خوب مرقوم ہے۔۔

۲۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ اے یقال للذاکر ھذا مجنون۔ ہذا حدیث حسن اخرج احمد بن یونس۔ یعنے اسقدر ذکر کیا کرو کہ لوگ تمکو پاگل کہا کریں مراد کثرت ہے۔ شعر۔

تو دو روگم شو وصال این ست و بس تو مباش اصلا کمال این است و بس

۳۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ۔ متفق علیہ۔ یعنے خدا کا ذکر ہر ایک پتھر اور درخت کے پاس کیا کرو۔ مراد یہ ہے کہ ہر وقت ذکر خدا کرو خواہ سبزی ہو خواہ خشکی وغیرہ۔

۴۔ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ۔ رواہ الترمذی۔ یعنے خدا کے ذکر کے سوا زیادہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو۔ کیونکہ زیادہ بک بک کرنیوالے کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جسکا دل سخت ہو وہ خدا سے بہت ہی دور ہو جاتا ہے۔ یعنے خدا کی رحمت و برکت و نورانیت سے دور رہتا ہے۔

۵۔ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ متفق علیہ۔ یعنے ذاکر اور غافل کی مثال مردہ و زندہ کی مثال ہے۔ یعنے زندہ وہی سمجھو جو ذاکر حق ہو اور جو غافل ہو وہ مردہ ہے۔

۶۔ حدیث قدسی۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْ مَلَائِہٖ وفی روایۃ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا شَآءَ وفی روایۃ اِنْ ظَنَّ بِیْ خَیْرًا فَلَہٗ وَاِنْ ظَنَّ بِیْ شَرًّا فَلَہٗ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم و ابونعیم وغیرہ۔ یعنے خدا تعالٰی فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے یقین اور گمان کے پاس ہوتا ہوں جسطرح میرے ساتھ عقیدہ اور یقین رکھیگا اسیطرح اسکے واسطے نتیجہ ہوگا۔ پس جو چاہے یقین رکھے بد اعتقاد ہوگا تو اسکے واسطے بد ہوگا نیک یقین رکھیگا تو نیک ہوگا۔ اگر میرا ذکر خفی کریگا تو میں بھی اسکو مخفی یاد کرونگا اگر مجلس میں میرا ذکر کریگا تو میں بھی ایسی مجلس میں اسکو یاد کروں گا کہ وہ بہتر مجلس ہے۔ یعنے ارواح انبیاء و اولیاء میں اسکا ذکر خدا کرتا ہے۔

۷۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَدَّ هَا هُدِمَتْ لَهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ مِّنَ الذُّنُوْبِ وَمَدُّ صَوْتَهٗ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ دَارَ الْجَلَالِ وَيَرْزُقُهُ النَّظْرَ اِلٰى وَجْهِهٖ رواہ مسلم۔ یعنے جو شخص باواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ الخ پڑہے اُسکے چار ہزار گناہ معاف ہونگے اور دیدار خدا ہوگا۔ اور جنت خاص میں جگہ ملیگی مگر خالص دل و محبت سے شرط ہے۔ ۸۔ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ قَالَ ابْنُ الْاَكْوَعِ اِنْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَجُلٍ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مُرَائِيًا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَلٰكِنَّهٗ اَوَّاهٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالذِّكْرِ فَقَالَ لَوْ اَنَّ هٰذَا خَفَضَ مِنْ صَوْتِهٖ بِالذِّكْرِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ اَوَّاهٌ وَفِيْ دُرِّ الْمَعَانِيْ الْاَوَّاهُ الَّذِيْ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالذِّكْرِ وَاللّٰهُ عَا۔ یعنے ایک شخص ذکر جہر کرتا تھا ایک صحابی نے کہا کہ شاید یہ ریا کار ہے۔ کاشکے آواز اپنی آہستہ کرتا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں یہ اواہ ہے۔ یعنے اسکی عادت میں ذکر جہر داخل ہے۔ ریا کار ہرگز نہیں البتہ جس جگہ کسی نمازی کو یا خوابیدہ کو یا وظائف خوان کو ضرر و نقصان پہونچے وہاں پر آہستہ افضل ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تحقیق شامی شریف جلد اول صفحہ ۱۲۵ اور تفسیر اتقان صفحہ ۱۲۵ اور میزان الکبریٰ امام شعرانی اور فتاوی عالمگیریہ اور احیاء العلوم صفحہ ۱۵۷ جلد اول وغیرہ میں ملاحظہ فرمادیں۔

۹۔ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ جامع الصغیر یعنے ذکر وہ بہتر ہے جو پوشیدہ اور مخفی کیا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسپر تائید فرمائی ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ یعنے ذکر اپنے رب کا دلمیں

۱۰۔ عَلَيْكُمْ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ اِبْلِيْسَ قَالَ اَهْلَكْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ وَاَهْلَكُوْنِيْ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِسْتِغْفَارِ۔ ینابیع الملفا۔ یعنے تمپر لازم ہے کلمہ کا ذکر اور استغفار کرنا کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں لوگوں کو ہلاک و تباہ کرتا ہوں بسبب گناہ

کرائینگے اور لوگ مجھکو ہلاک وتباہ کرتے ہیں کلمہ پڑھنے اور استغفار کرنے سے۔ (۱۱) اخرج الحاکم عن شداد بن اوسٍ قال وانا عند النبی صلے اللہ علیہ سلم ارفعوا اصواتکم وقولوا لا الٰہ الا اللہ ففعلنا فقال علیہ السلام اللھم بعثتنی بھذہ الکلمۃ و وعدتنی بھا الجنۃ یعنے صحابہ کرام نے بآواز بلند کلمہ پڑھا تو آپنے دعا مانگی کہ اے خدا مجھے اسی پر قیامت میں اُٹھا الخ (۱۲) عن ابن مسعودٍ قال سألت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اذا ذکرت خفیۃ یغلبنی الشیطان بالوسواس فقال علیہ السلام فاجھر بہ لان امرنی بہ بقولہ تعالی سبح اسم ربک الاعلی کذا فی تحفۃ المتکلمین التسبیح رفیع الصوت کذا فی اللباب۔ یعنے ابن مسعود نے عرض کی کہ آہستہ ذکر کرنے سے شیطان مجھے وسوسہ ڈالتا ہے آپنے فرمایا کہ بآواز بلند ذکر کر کیونکہ ذکر بلند سے شیطانوں کے دماغ پھٹ جاتے ہیں اور ظلمت وغفلت دور ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ بیان تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۷۹ اور خزانۃ الجلالی میں مفصل مذکور ہے (۱۳) اخرج البیہقی عن عبد اللہ ابن مغفل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من قومٍ یجتمعون یذکرون اللہ الا نادی منادٍ من السماء قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاتکم حسنات یعنے جو قوم جمع ہو کر ذکر خدا کرتی ہے آسمان سے ایک فرشتہ آواز کرتا ہے کہ اُٹھو کھڑے ہو جاؤ تم بخشے گئے ہو۔ اور تمہاری بدیاں بھی ثواب بنگئی ہیں چنانچہ آجکل ذکر کے حلقے وختمات کی مجلسیں بھی اسی میں داخل وشامل ہیں (۱۴) عن ثابتٍ قال کان سلیمان فی عصابۃٍ یذکرون اللہ فمر بھم رسول اللہ صلعم فکفوا فقال انی رأیت الرحمۃ تنزل علیکم فاجبت ان اشارکم رواہ احمد ابن حنبل فی کتاب الزہد۔ یعنے ایک جماعت ذکر کرتی تھی تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ تم پر رحمت نازل ہوتی ہے پس مجھکو پیارا معلوم ہوا کہ تمہاری

شرکت اختیار کروں ذکر میں۔ یعنے جسطرح حضرات صوفیہ مجالس حلقہ ذکر و حلقہ ختمات کرتی ہیں اسیطرح صحابہ کرام بھی کرتے تھے (۱۵) اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ تَنَادَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ عَبْدُ اللّٰہِ مَاتَ فَیَبْکِی عَلَیْہِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوَاتُ فَیَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ مَا یُبْکِیْکُمَا فَیَقُوْلَانِ رَبَّنَا لَمْ یَمْشِ فِیْ نَاحِیَۃٍ مِّنَّا قَطُّ اِلَّا وَھُوَ یَذْکُرُکَ رواہ ابن ابی الدنیا۔ یعنے جسوقت بندہ مومن فوت ہوجاتا تو مشہور ہوجاتا ہے تمام روئے زمین میں اور زمین و آسمان اُسپر روتے ہیں۔ خدا تعالیٰ پوچھتا ہے کہ تم کیوں روتے ہو وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے وہ ہر وقت تیرا ذکر کرتا تھا (۱۶) اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَاءُوْنَ رواہ البیہقی مرسلا مرفوعًا۔ یعنے اسقدر ذکر کرو کہ منافق (لامذہب) تمکو دیکھکر کہیں کہ ریاکار ہیں دیوانے ہیں۔

(۱۷) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ رِجَالٌ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْشٰی بَیَاضُ وُجُوْھِھِمْ نَظَرَ النَّاظِرِیْنَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ بِمَقْعَدِھِمْ وَقُرْبِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ جِمَاعٌ مِّنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الطبرانی یعنے قیامت میں یا اسوقت بھی خدا کے داہنے طرف کچھ آدمی ہیں جنکے چہرے چاند سے زیادہ روشن ہیں انبیاء اور شہداء کو انکو دیکھکر اس مرتبہ کی خواہش ہوتی ہے صحابہ نے پوچھا کہ یہ مرتبہ کسکا ہے تو فرمایا آپنے وہ مختلف لوگ ہیں جو ذکر حق کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

(۱۸) مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ رَفَعَ صَوْتَہٗ کَتَبَ اللّٰہُ رِضْوَانَہُ الْاَکْبَرَ وَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَکَانَ مِمَّنْ یَنْظُرُ اِلٰی رَبِّہٖ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا۔ کذا فی روضۃ العلماء یعنے ذاکرین کو خدا نبیوں کے ساتھ رکھیگا اور صبح شام دیدار خدا کرینگے اور مقام رضامندی میں اسکا نام لکھا جاویگا

(۱۹) وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الحدیث یعنے ایک شخص نے عرض کی کہ مجھپر شرائع اسلام یعنے احکام شرعیہ غالب ہیں کوئی خاص چیز ارشاد فرمائیں اور ایسا عمل

جو خدا کو زیادہ پیارا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ مرنے تک تیری زبان خدا کے ذکر سے تر و تازہ رہے

(ف) جسطرح صوفیہ کرام تعلیم فرماتے ہیں۔ (۲۰) ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ فِی الْفَارِّیْنَ

رواہ الطبرانی۔ یعنے جسطرح جہاد سے بھاگنے والوں میں مجاہد اور غازی افضل ہے ویسا ہی

غافلوں میں ذاکر افضل ہے (۲۱) لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ قَوْمٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَۃِ

یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّۃَ الْعُلٰی رواہ ابو یعلی۔ یعنے جو لوگ عمدہ عمدہ فرشوں اور بستروں پر ذکر خدا کرتے

ہیں وہ خاص جنت میں جائینگے (فائدہ) یہ حدیث دنیا داروں کے حق میں ہے۔

(۲۲) اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَۃً مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَهُمْ

یَضْحَکُوْنَ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ یعنے جو لوگ ہر وقت ذکر کرتے ہیں وہ جنت میں ہنستے جائینگے

(۲۳) مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ رواہ الطبرانی۔ یعنے جو شخص

جنت کے باغوں کی میوہ خوری چاہے تو چاہیئے کہ ذکر خدا بہت کرتا رہے (۲۴) لَا یَتَحَسَّرُ

اَهْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَّرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْهَا رواہ الطبرانی۔ یعنے جنتی

لوگوں کو کبھی یہ حسرت پیدا ہوگی کہ فلاں ساعت ذکر سے کیوں غافل رہے (۲۵) اَلْمُسْتَهْتَرُوْنَ

فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ خِفَافًا رواہ الترمذی۔ یعنے جو لوگ

جوش خروش سے ذکر کرتے ہیں ان سے گناہوں کا بوجھ اُٹھایا جائیگا پس قیامت کو نہایت ہلکے آئینگے

یہ حدیث مسلم میں اور لفظ سے بھی آئی ہے (۲۶) اِنَّ الْجَبَلَ یُنَادِی الْجَبَلَ بِاسْمِهٖ اَیْ فُلَانُ

هَلْ مَرَّ بِكَ اَحَدٌ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اِسْتَبْشَرَ الحدیث رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک

پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لیکر پکارتا ہے کہ کیا کوئی شخص تجپر ذاکر خدا گذرا ہے پس اگر وہ کہتا

ہے کہ ہاں تو یہ پہاڑ اس پہاڑ کو خوشخبری اور مبارکبادی دیتا ہے (۲۷) مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا

اَنْجٰی مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اَنْ یَّضْرِبَ

بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ قَالَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رواہ الطبرانی۔ یعنے کوئی عمل خدا کے عذاب سے زیادہ بچانے چھڑانے والا نہیں سوا ذکر کے صحابہ نے عرض کی کہ کیا جہاد بھی نہیں زیادہ بچانیوالا۔ فرمایا آپ نے نہیں جہاد بھی نہیں مگر جو جہاد کرتا کرتا ختم ہو جائے (فائدہ) جہاد چونکہ خاص وقتی عبادت ہے اور ذکر دائمی عبادت ہے لہذا وہ جہاد جسمیں خاتمہ ہو وہ بہتر ہے۔ (۲۸) لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاھِمُ یَقْسِمُھَا وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ کَانَ ذَاکِرُ اللّٰہِ اَفْضَلَ رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک شخص لاکھا روپیہ خیرات کرتا ہے دوسرا شخص ذکر میں مشغول ہے تو یہ ذاکر اُس سخی سے بہت بہتر ہے (۲۹) سَیَعْلَمُ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ قِیْلَ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ قَالَ اَھْلُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ فِی الْمَسَاجِدِ رواہ ابن حبان۔ یعنے قیامت کو معلوم ہوگا کہ لوگ ہیں اکرام وبزرگی والے۔ صحابہ نے پوچھا کون ہیں اکرام وبزرگی والے فرمایا حضور علیہ السلام نے تو مسجدوں میں ذکر کرنیوالے (فائدہ) اگر خوف ریا یا خوف فتنہ نہ ہو تو مسجدیں بہتر ہیں۔ ورنہ گھر میں افضل ہے (۳۰) مَا مِنْ اٰدَمِیٍّ اِلَّا لِقَلْبِہٖ بَیْتَانِ فِیْ اَحَدِھِمَا الْمَلَکُ وَفِی الْاٰخَرِ الشَّیْطَانُ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ (خَنَسَ) وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ وَضَعَ مِنْقَارَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ وَوَسْوَسَ لَہٗ رواہ ابن ابی شیبۃ۔ یعنے ہر ایک آدمی کے اندر دل میں دو خانے ہیں ایک میں فرشتہ ہے دوسرے میں شیطان جسوقت انسان ذکر کرتا ہے تو فرشتہ اسکی مدد کرتا ہے تو وہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے جسوقت انسان ذکر سے غافل ہوا تو شیطان اپنی چونچ اسکے دل میں ڈالتا ہے اور وہ غفلت اور وسوسوں میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے (ف) شیطان کو بزرگوں نے بصورت مچھر بھی دیکھا ہے (۳۱) اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی

قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رواہ ابن ماجۃ واحمد۔ یعنے کیا نہ بتاؤں تمکو وہ عمل جو سب سے بہتر بھی ہو زیادہ پاک کرنیوالا بھی ہو اور زیادہ درجات بلند کرنیوالا بھی ہو اور سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور جہاد کامل سے بہتر ہو صحابہ کرام نے عرض کی ہاں فرمایئے۔ فرمایا سب چیزوں سے بہتر ذکر اللہ ہے

(۳۲) اَلْعَبْدُ لَا یُحْرِزُ نَفْسَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الترمذی والحاکم۔ یعنے انسان کبھی اپنے نفس کو شیطان سے نہیں بچا سکتا جبتک کہ ذکر اللہ میں پناہ نہ پکڑے (ف) یہ حدیث بہت طویل ہے اسجگہ صرف یہی فقرہ کافی ہے۔ باقی حصن حصین وغیرہ میں دیکھو۔

(۳۳) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَاَنْ اَذْکُرَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ اِلٰی حِیْنِ تَطْلُعُ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ عَلٰی مُتُوْنِ الْخَیْلِ اُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکَذَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔[له] یعنے بعد از نماز صبح طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر غروب تک ذکر کرنا زیادہ محبوب ہے جہاد فی سبیل اللہ سے حضور علیہ السلام کے نزدیک (۳۴) لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِّنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ الحدیث رواہ ابوداؤد۔ یعنے بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب اور بعد از نماز عصر تا مغرب ملکر ذکر کرنا بہتر ہے اس سے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار آدمی قید سے رہائی دلاکر آزاد کیئے جاویں (ف) یہ دونو وقت صوفیہ کرام کے نزدیک بہت ہی قابل قدر ہیں اکثر ذکر مراقبہ حلقہ وغیرہ انہی دو وقتوں میں کیا جاتا ہے سبحان اللہ صوفیہ کرام بھی کیسے حدیث کے پابند ہیں (۳۵) اِنَّ خِیَارَ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ وَالظِّلَّ لِذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الحاکم۔ یعنے بہتر بندے خدا کے وہ ہیں جو چاند سورج ستاروں سائے کی رعایت و حفاظت کرتے ہیں ذکر کے واسطے (ف) جسطرح حضرات صوفیہ کرام صبح و شام

له یہ حدیث بالفاظ دیگر تفسیر درمنثور میں بھی آئی ہے۔

ونصف رات وچاشت واشراق وغیرہ کو ذکر کے واسطے مقرر کرتے ہیں۔ (۳۶) اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ رواہ البیہقی یعنی جب تم جنت کے باغوں پر گذرو تو میوہ چنو یا کھاؤ۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا کہ ذکر کا حلقہ (۳۷) اِنَّ لِلّٰهِ سَیَّارَةً مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ یَطْلُبُوْنَ حِلَقَ الذِّکْرِ فَاِذَا اَتَوْا عَلٰی حِلَقِهِمْ حَفُّوْا بِهِمْ الحدیث رواہ البزار والسیوطی۔ یعنی خدا کے واسطے فرشتے سیر کرتے ہیں اور ذکر کے حلقے تلاش کرتے ہیں جس وقت حلقہ ذکر پا لیتے ہیں تو بس اسکو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (ف) سبحان اللہ صوفیہ کرام کیا ہی بزرگ جماعت ہے جو ہمیشہ ذکر کے حلقے کرتے رہتے ہیں (۳۸) لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ۔ یعنی جو قوم ذکر خدا کے واسطے بیٹھتی ہے اسکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور انپر سکینہ نازل ہوتا ہے اور خدا اسی جماعت کو اپنے مقربین ملائکہ یا ارواح انبیاء میں یاد فرماتا ہے بطور فخر کے (۳۹) مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَتَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا کَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَکَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد والحاکم وغیرہ۔ یعنی جو قوم ملکر بیٹھکر علیحدہ ہو جائے اور ذکر خدا سے وہ قوم وہ مجلس غافل رہے تو گویا وہ قوم جدا ہوئی گدھے کے مردا سے اور یہ مجلس بغیر ذکر اسپر حسرت ہوگی قیامت میں (ف) خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجلس میں ذکر خدا نہ کیا جائے وہ مجلس بدبودار گدھے کی مانند ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسی قوم سے جدا رہنا بہتر ہے (۴۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدٰنَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا فَقَالَ اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ قَالُوْا اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا

اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ رواہ مسلم۔ یعنے حضور علیہ السلام کے اصحاب ایک دن حلقہ ذکر کرتے تھے تو حضور علیہ السلام تشریف لائے تو خوش ہوکر فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں میں فخر کررہا ہے (۱۸) عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیْ یُكْثِرُ اَنْ یَّرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِیْرِ حَتّٰی مَعَ الصِّبْیَانِ یَقُوْلُ اُذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰی یَرَی الْجَاهِلُ اَنَّكُمْ مِّنَ الْمَجَانِیْنَ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔ یعنے خدا کا ذکر اسقدر کرو کہ جاہل تمکو دیکھکر دیوانہ سمجھیں یہی وجہ ہے کہ بعض فقراء و صوفیاء کی ظاہری حالت دیوانہ پنی کی سی ہوتی ہے۔

(۲۸) مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ یُذَكِّرُ مَعَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمُ الْمَلَاُ الَّذِیْ اَمَرَنِیَ اللّٰهُ اَنْ اَصْبِرَ مَعَكُمْ ثُمَّ تَلٰی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الآیۃ۔ رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک صحابی کو آپنے ذکر کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تم تو وہی جماعت ہو جنکے ساتھ خدا نے مجھے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔

(۳۸) ابن ابی شیبہ از ابی ہریرہ آوردہ است کہ ذاکرین در نظر اہل آسمان چناں درخشاں مے نمایند کہ ستارہا در نظر اہل زمین۔ تفسیر عزیزی (۴۸) جَدِّدُوْا اِیْمَانَكُمْ قِیْلَ كَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ احمد والحاکم۔ یعنے آپنے فرمایا تازہ کرو اپنے ایمانوں کو۔ عرض کیگئی کسطرح تازہ کریں آپنے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنا زیادہ کرو۔

(۵۸) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ [illegible] یعنے زیادہ نیک بخت تو میری شفاعت سے قیامت میں وہ ہے جسنے بخلوص دل لا الٰہ الا اللہ کہا۔

(۶۸) اَكْثِرُوْا وَبَشِّرُوْا مَنْ وَّرَاءَكُمْ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ رواہ فی الجامع الصغیر۔ یعنے جسنے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا تو داخل جنت ہوا۔

(۴۷) مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ متفق علیہ ۔ یعنے جس نے کلمہ پڑھتے ہی جان دی پس داخل جنت ہوا ۔ (۴۸) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِیَ الْاِشْتِغَالُ بِیْ جَعَلْتُ نَعِیْمَهٗ وَلَذَّتَهٗ فِیْ ذِکْرِیْ فَعَشِقَنِیْ وَعَشِقْتُهٗ فَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ وَصَیَّرْتُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ مَعَالِمًا لَا یَسْهُوْا اِذَا سَهَی النَّاسُ اُولٰٓئِكَ الْاَبْدَالُ حَقًّا وَّاُولٰٓئِكَ کَلَامُهُمْ کَلَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اِذَا اَرَدْتُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ عُقُوْبَةٍ وَّعَذَابٍ ذَکَرْتُهُمْ فَصَرَفْتُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ ۔ یعنے جب ذاکر کو میرا ذکر مغلوب کرے تو اُسکے لئے سب نعمتیں ولذتیں اپنے ذکر میں رکھدیتا ہوں پس وہ میرا عاشق میں اُسکا عاشق بنجاتا ہوں جدائی کا پردہ دور ہوجاتا ہے اسکی آنکھوں میں ایسے معلومات رکھہ دیتا ہوں کہ وہ بھول چوک نہیں کرتا ۔ پس یہی ذاکرین ابدال ہیں انہی کی کلام انبیا کی کلام ہے ۔ جب میں ساکنین زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں تو ان ذاکرین کو یاد کرکے عذاب واپس کرلیتا ہوں ۔ (۴۹) اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَعَالِمٌ وَّمُتَعَلِّمٌ وَّمَا وَالَاهُ ۔ یعنے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر ذکر خدا اور عالم اور طالب علم اور اُسکا دوست (۵۰) سَبْعَةٌ یُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مِنْهَا رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ ۔ متفق علیہ ۔ یعنے قیامت کے دن سات قسم کے لوگ عرش کے سایہ میں ہونگے جنمیں وہ لوگ بھی جو خلوت میں ذکر کرکے گریہ میں مشغول رہتے ہیں ہونگے ۔ (۵۱) خَیْرُ الْاَعْمَالِ ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی (جامع اصول الاولیاء مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲) یعنے فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ سب سے بہتر اللہ کا ذکر ہے ۔ (۵۲) لَذِکْرُ اللّٰهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سَحًّا (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۱۴) یعنے سخاوت کرنے اور جہاد میں رہنے سے ذکر خدا افضل ہے

(۵۳) اَلذِّکْرُ خَیْرٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَامِنْ صَدَقَةٍ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ
یعنے صدقہ وخیرات سے ذکر ہی افضل ہے (جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۳۰) (۵۴) اَلذِّکْرُ یُضْعِفُ
فَوْقَ النَّفَقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَبْعَمِائَةٍ (جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۳۲) یعنے جسقدر صدقات وخیرات
خدا کے واسطے دئے جاتے ہیں اُن سے سات سو درجہ بڑھکر ذکر افضل ہے (۵۵) قَالَ اللّٰہُ یَا ابْنَ
اٰدَمَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۳۷) یعنے اے بنی آدم
جسوقت تونے ذکر کیا توبیشک تونے شکر کیا جب تونے غفلت کی توبیشک تونے کفران کیا ۵

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است	دراں دم کافر است امّا نہان است
اگر آں غافلی پیوستہ بودے	درِ اسلام بروے بستہ بودے

(۵۶) غَنِیْمَةُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ الْجَنَّةُ اخرجہ احمد والطبرانی (جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۳۰) وفی روایۃ
اَلذِّکْرُ نِعْمَةٌ مِّنَ اللّٰہِ فَاَدُّوْا شُکْرَھَا اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس (جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۲۹)
یعنے ذکر کی مجلس غنیمت ہے اور خدا کی نعمت ہے اسکا شکر ادا کرو۔ (۵۷) لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی
اَحَدٍ یَقُوْلُ اللّٰہُ اللّٰہُ وفی روایۃ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اللّٰہُ اللّٰہُ رواہ مسلم
(رسالہ قیشریہ صفحہ ۱۳) یعنے قیامت نہ آئیگی جبتک زمین پر اللہ اللہ کا ذکر کیا جائیگا۔ (۵۸) ذَاکِرُ اللّٰہِ
فِی الْغَافِلِیْنَ کَالشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسَطِ الْھَشِیْمِ (احیا صفحہ ۲۱ وابونعیم وغیرہ) یعنے ذکر کرنیوالا
غافلوں میں ایسا ہے جیسا سوکھے درختوں میں سبز درخت ہے۔ (۵۹) یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ
لِمَلَائِکَتِہٖ قَرِّبُوْا مِنِّیْ اَھْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمْ (جامع اصول الاولیا) یعنے خدا فرماتا ہے
کہ اے فرشتو میرے نزدیک کرو انکو جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں کیونکہ میں انکو دوست رکھتا ہوں (۶۰) اِذَا
قَالَ الْعَبْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
اِشْھَدُوْا یَا مَلٰئِکَتِیْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ بِصِدْقٍ وَمَا قَالَ مَا تَقَدَّمَ ذَنْبُہٗ (مکتوب صفحہ ۱۳ یحیی منیری)

یعنے کلمہ طیبہ اور خدا میں کچھ پردہ نہیں جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے تو خدا کہتا ہے اے فرشتو گواہ رہو تحقیق جس نے کلمہ پڑھا میں نے اسے بخش دیا

(۶۲) اَلذِّكْرُ الَّذِىْ لَا تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيْدُ عَلَى الذِّكْرِ الَّذِىْ تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا اخرجه البیہقی عن عائشہ

(جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۲) یعنے ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے ذکر جہر سے (۶۳) مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِىْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ تعالٰی

حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ (روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۲۶) یعنے جو شخص

صبح کی نماز پڑھکر طلوع آفتاب تک ذکر میں مشغول ہو اور بعد از طلوع اشراق پڑھے تو اُسے حج و عمرہ کا ثواب ملیگا

(۶۴) يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُذْكُرْنِىْ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ سَاعَةً اَكْفِكَ مَا بَيْنَهُمَا (در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)

یعنے فرماتا ہے خدا کہ فجر و عصر کے بعد میرا ذکر کر تجھکو کفایت کریگا۔

آجکل دیکھنا چاہیے کہ ان حدیثوں پر عمل کرنا سوائے صوفیہ کرام کے کسیکو بھی نصیب نہیں ہیں دعا مانگو کہ پاک پروردگار اپنے ذاکرین مقربین کے ساتھ حشر میں اُٹھائے اور انکی شفاعت نصیب فرماوے۔ آمین۔

آداب پیر خود

انسان جب کسی کے ساتھ نسبت غلامی اور رشتہ خادمی قائم کرتا ہے تو اپنے آقا اور مخدوم کے آداب بجالانے میں از حد ساعی اور کوشاں رہتا ہے کیونکہ ہر اک ترقی اور بہتری اپنے مولا کی خوشی اور رضامندی پر موقوف ہے اور آداب سے مقصود ہی صرف رضامندی پیر ہے۔ اور انسان روحانی ترقی اور خزانہ باطنی تب ہی حاصل کرتا ہے جب اُسکا نفس ذلیل و خوار ہو اور یہ ذلت اُسکو تب ہی ہوتی ہے جب انسان ہر اک کام کو اپنے پیر کے ماتحت رکھے اور حتی الامکان پیر کے خلاف نہ کرے اگر شامت نفس سے پیر کا خلاف ہو جائے تو معافی مانگے اور توبہ کرے

آداب پیر اگرچہ سب کتب تصوف میں مرقوم ہیں مگر میں صرف حضرت امام ربانی قطب یزدانی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے چند آداب نقل کرتا ہوں۔ جلد اول مکتوب ۶۱ وغیرہ۔

۱۔ تفویض مرادات خود با پیر خود و در رنگ میت شدن پیش از دست غسال ۲۔ خود را تمام باو سپارد و خود را در مرضیات او فنا سازد

و دلِ خود را از جملہ جہات گرداند بہ پیر خود سازد ۳۔ باوجود پیر بے اذن او بنوافل مشغول نشود بلکہ از کار ہم نپرداز د۔ ۴۔ در حضور او بغیر او التفات نماید و بکلیہ خود متوجہ باو نشیند حتیٰ بذکر ہم مشغول نشود تا آنکہ امر ے کند۔ ۵۔ حتی الوسع در جائے نہ ایستد کہ سایۂ او بر جامۂ پیر یا بر پیر او فتد۔ ۶۔ و بر مصلے او پا ننہد و جائیکہ پیر وضو کند در انجا طہارت نکند و در غیبت یار خود را بسوئے پیر خود دراز نکند۔ ۷۔ ظروف خاص استعمال پیر خود را استعمال نکند۔ در حضور او با کسے متوجہ نشود ۸۔ در حضور پیر آب و طعام نہ خورد و نہ باکسے سخن کند و نہ بجانب پیر بزاق و بینی اندازد۔ ۹۔ ہر چہ از پیر صادر شود آنرا صواب داند و اگر در الہامش خطا راہ یابد در رنگ خطائے اجتہاد لیست۔ ۱۰۔ در امور جزئی و کلی اقتدا بہ پیر کند چہ در خوردن و نوشیدن چہ در خفتن و طاعت کردن۔ ۱۱۔ نماز را بطور او ادا نماید و فقہ را از عمل او اخذ باید نمود ۱۲۔ بے سعادت ترین جملہ خلائق عیب بین این طائفہ عالیہ است ۱۳۔ از پیر خود طلب کرامات و خوارق نکند اگر شبہ پیدا گردد بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر نفس خود نہد ۱۴۔ از ہر واقعہ پیر را اطلاع دہد و تعبیر خواب نیز ازو طلب کند و ہر چہ بر طالب منکشف گردد آں ہم بر پیر عرض کند و صواب و خطا از وجوید۔ ۱۵۔ بر کشوف خود اعتماد نماید۔ بے ضرورت بے اذن پیر جدا نشود۔ ۱۶۔ آواز خود را بر آواز پیر بلند نکند و ہر فیضے و فتوحے کہ بامرید رسد از پیر خود بداند۔ و حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ فرماید ۱۷۔ پیر محبوب است او محبت باو درست کنند و در جہان وسیلہ درگاہ حق سازند و دل را باو ارتباط کلی واقع شود۔ ۱۸۔ در نفیسہ زبدۃ الابرار حضرت ناصر الدین خواجہ عبید اللہ احرار نوشتہ۔ زنہار ہزار بار کہ از مصاحبت و ہمنشینی بد پیر ہزرکن و از جاعتیکہ غیر ازیں باشند اجتناب نمایند (ف) طالب کو مرید ہونے سے پہلے پہل پیر کے اندر وہ باتیں دیکھ لینی شرط ہیں جو مشیخت اور پیری کو لازم و ضروری ہیں۔ وہ تمام باتیں احیاء اور عوارف شریف اور نفحات جامی اور رشحات اور قول الجمیل اور غنیۃ الطالبین وغیرہ میں مفصل مرقوم ہیں۔ مگر ان میں سے چند علامات پیر تحریر کر کے ناظرین کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر اک کے مرید نہ بنیں بلکہ علامات پیر مسطور الذیل کا وجود بھی پہلے تلاش کیا کریں۔

اول- تو پیر و مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بے علم فقیر کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اندھا گھوڑے پر سوار جیسا اندھا گھوڑے کو قابو تو کر لیتا ہے مگر راستہ و رفتار کا علم اسکو نہیں۔ بلکہ گھوڑا کسی وقت چاہیے تو گرا دے یا جدھر چاہے ہے لیجائے۔ اسیطرح فقیر بے علم نفس اپنے پر قابو تو پالیتا ہے مگر شیطان کے بگاڑنے کے راستوں کا علم ہونا اشد ضروری ہے۔ علم سے مراد فلسفہ و منطق و ریاضی نہیں بلکہ صرف علوم ضروریہ و ما یتعلق بالتصوف کا ماہر و عالم ہو۔

دوم یہ کہ عقیدہ اہلسنت والجماعت سے اُسکا قول و فعل باہر نہ ہو۔

سوم یہ کہ دنیا و حب جاہ و مال میں سرگرم نہ ہو بلکہ ہدایت خلق اللہ مقصود ہو۔

چہارم- خودی و تکبر و انانیت کے الفاظ عمداً زبان سے نہ نکالے۔

پنجم- کسی قسم کی بدعت سیئہ کا موجد و مرتکب نہ ہو۔

ششم- احکام ظاہریہ شرعیہ کا اس حد تک اہتمام کرے کہ ادنی ادنی مکروہ و مشکوک چیزوں سے احتیاط اور حتی الوسع مستحب بھی ترک نہ کرے۔

ہفتم یہ کہ وہ اپنے مریدوں کو خلاف عقائد حقہ اہلسنت تعلیم و تلقین نہ کرے۔

ہشتم- بے پیر بے مرشد نہ ہو اپنے پیران طریقت کا شجرہ شائع کرے ع کہ شود بے شیر سگہ کے شود بے پیر"

نہم سلف صالحین و علما دین پر بدظن نہ ہو۔ بدگو نہ ہو۔

دہم- ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ امیر غریب کے ساتھ اخلاق و سلوک حسنہ سے برابر پیش آوے۔ ریا کا اسمیں دخل نہ ہو۔

بالفعل تو یہی علامات کافی ہیں۔ زیادہ ضرورت ہو تو مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور قوت القلوب ابو طالب مکی اور ملفوظات خواجگان کا مطالعہ فرماویں۔ پس اگر ایسا پیر جو صفات مذکورہ سے متصف ہو ملجائے تو فوراً مرید ہو جاؤ دیر نہ کرو۔ ایسا نہ ہو من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان۔ (بے پیر کا پیر شیطان ہے) اب رہی یہ بات کہ کس طریقہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ یہ بات

قابل تذکرہ نہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے سب سلسلے خدا تک پہونچتے ہیں البتہ جو سلسلہ جس صحابی سے شروع ہے اسمیں اُس صحابی کی قدر و منزلت کے مطابق فضیلت ہے۔ مقصود تو یہ ہے کہ شیخ کامل و مکمل ہو نقشبندی ہو یا قادری ہو یا چشتی ہو یا سہروردی ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب ایک سلسلہ میں داخل ہو گئے تو اُس سلسلہ کو حقیر سمجھکر ترک کر دینا اور دوسرے سلسلہ میں داخل ہونیکی خواہش کرنا محرومی کی علامت ہے مگر یہ احتیاط بیعت کرنے سے پہلے چاہئے۔ فی الاصل اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ طریقت و بیعت شاخ شجر توحید و معرفت کی یا اُس نور الانوار نور مطلق کا قرب حاصل کرنیکا راستہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو فرمایا فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنے آدم علیہ السلام زمین میں بارگاہ حق کا خلیفہ ہے پھر داؤد ع کو فرمایا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً یعنے ہم نے تجھ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اسیطرح سب انبیاء کرام علیہم السلام بھی وہی کام کرتے رہے جو خلیفوں کا ہے خلیفہ یعنے نائب یا نگہبان ہے گویا خدا نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اسلئے ارسال فرمایا کہ خلق کو راہ حق بتا دیجائے اور انکے حالات کی نگرانی کرے کسی کے حق میں بشیر ہوں کسی کے حق میں نذیر۔ اسیطرح نبیوں نے بھی بامر خدا اپنا اپنا خلیفہ مقرر فرمایا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارونؑ کو اپنا خاص خلیفہ مقرر فرمایا۔ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ۔ صحابہؓ بھی خلافت و امامت کی دعا خدا سے مانگا کرتے تھے وَجَعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اسیطرح حضرت سید نا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے جانشین چھوڑ گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اسی طرح فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرو جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو تو اور کوئی امامت کا حقدار نہیں۔ اور یہی خلفا ہوئے اور مہدی علیہ السلام بھی خلیفہ ہی ہونگے۔ پس یہ جو حضرات مشائخین اپنے خلفاء مقرر کرتے ہیں تو گویا سنت الٰہیہ و سنت نبویہ کے مطابق ہے۔ لہذا ایماندار کو ہر وقت یہ دعا خدا سے مانگنی چاہئیے۔ وَجَعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

(اسکے بعد صفحہ ۹۹ سے مسلسل پڑھیں!)

ہاں آجکل کے جہال نے جو طریقہ ملحدانہ بدعت روش پیری مریدی کا نکالا ہے یہ سراسر شرع شریف کے مخالف ہے جیسا بنگ بوز نہ نماز نہ روزہ چرس۔ پوست کا استعمال۔ ذکر فکر سے محض بے خبر۔ تماشا و رنگ راگ کا شوق۔ تصویر پرستی انکی عبادت ہے گانا بجانا مقام روح ہے ایسے ایسے خلفار شیطان ہیں ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا چاہیے قران وحدیث واقوال علمار کی اسی پر شہادت ہے۔ بے پیروں بے مرشدوں سے بچو! بچو!! بچو!!!

اے بسا ابلیس آدم روے ہست | پس بہر دستے نباید داد دست
دور شو از اختلاط یارِ بد | یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند | یارِ بد بر جان و بر ایماں زند
مارِ بد جانت ستاند اے سلیم | یارِ بد آرد سوئے نارِ جحیم
یک زمانے صحبتِ با اشقیا | بدتر از صد مارِ افعی جاں گزا

اور صلحا کی صحبت و بیعت سے صدہا بیماریاں دور ہوتی ہیں کیونکہ یہی لوگ تو اطبا و حکما اہل ایمان ہیں ؎

چند چند از حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں
علم گر بر تن زنی مارے بود | علم گر بر دل زنی یارے بود
صد کتاب و صد ورق در نار کن | جان و دل را جانبِ دلدار کن

اگر ان سے شفا نہ ہو تو پھر شفا کہاں؟ یہ تو ایسے حکیم و طبیب ہیں کہ دوا بھی مفت علاج بھی مفت غذا بھی مفت صرف مریض کا صدق و اخلاص سے حاضر ہونا شرط ہے۔ اور صدق و اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حکیم کو دوست خیر خواہ جان کر جس سے پرہیز کا حکم کرے اُس سے بچے۔ علاوہ ازیں یہ لوگ اہل اللہ حضوری میں رہتے ہیں جو شخص انکے ساتھ تعلق رکھے وہ بھی ضرور بالضرور خدا کے دربار میں پہونچ جاتا ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا | گو نشیند در حضورِ اولیار
صحبتِ ایشاں اگر باشد نصیب | دولتِ جاوید یابی اے حبیب
برتر انداز عرش و کرسی علا | ساکنانِ مقعدِ صدق و صفا
آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست | فانی است و گفتِ او گفتِ خدا ست
یک زمانے صحبتِ با اولیار | بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

پس جب یہ لوگ درباری و حضوری ہوئے تو انکی خدمت مقدس میں خلوص و مانہ و مؤدبانہ مخلصانہ طور پیش آنا چاہیے۔

کیونکہ یہ لوگ ظاہر کیطرف بہت کم نظر رکھتے ہیں اور باطن پر زیادہ خیال رکھتے ہیں الطریقۃ کلہ ادب ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از لطفِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشتن بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد | تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد

اصل میں انکے راضی کرنیکا عمدہ طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنا جان و مال اہل و عیال ان پر قربان کرے سو ہم سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ؎

جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند | ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند
کاں دہی از بہرِ او کانے بری | جاں دہی از بہرِ او جانے بری

شجرۂ طیبہ منظوم اردو

حمد ہے سب خالق ارض و سما کیواسطے	۱	اور ہو صلوٰۃ بحد مصطفےٰ کے واسطے
فضل و رحمت کے بھروسہ پر تیرے مولا کریم	۲	ہاتھ اپنا میں اُٹھاتا ہوں دعا کے واسطے
دل سیاہ لیکے ہوں حاضر میں تیری درگاہ میں	۳	کر منور نور سے ذاتِ بقا کے واسطے
تیری رحمت سے تو کم ہیں میرے عصیاں اے غفور	۴	بخشدے حضرت محمد مصطفےٰ کے واسطے
ہو عطا باغ صداقت سے مجھے بوئے یقیں	۵	حضرت صدیق اکبر باصفا کے واسطے
آفت دارین سے محفوظ و سالم رکھ مجھے	۶	فارسی سلمان دافع ہر بلا کے واسطے
کر میری قسمت میں یارب نعمتیں فردوس کی	۷	قاسم عرفاں ولی صاحب ضیا کے واسطے
مثل آئینہ ہو سینہ نور وحدت سے تیری	۸	جعفر صادق امام اصفیا کے واسطے

جامِ عشقِ احمدی سے کر مجھے مدہوش و مست ۹ بایزید شاہِ مستاں بے ریا کے واسطے

اٰتنا حسنات فی الدارین اے ربِّ قدیر ۱۰ بوالحسن شیخ زمن بیرِ ہدیٰ کے واسطے

آرزو ہر دم یہی ہے درد ہو مجھکو عطا ۱۱ بو علی کامل ولی و حق نما کے واسطے

شربتِ عشقِ نبیؐ سے دردِ عصیاں دور ہو ۱۲ یوسفِ صادق خلیل باسخا کے واسطے

بہرِ عبدِ خالق کل شاخِ ایماں سبز ہو ۱۳ عارفِ راہِ حقیقت رہنما کے واسطے

فی الحقیقت پاک اور محمود تیری ذات ہے ۱۴ فیض بخشِ اہلِ درد و بینوا کے واسطے

عزت و عظمت عطا ہو دین و دنیا کی مجھے ۱۵ آں عزیزانِ علی مشکلکشا کے واسطے

بلبلِ باغِ طریقت قمری سروِ بہشت ۱۶ حضرت بابا سماسی پارسا کے واسطے

ماہیِ بحرِ حقیقت واقفِ اسرارِ حق ۱۷ سیدِ میر کلال بادشاہ کے واسطے

داغ عشقِ مصطفےٰ کی مُہر ہو دل پر میرے ۱۸ نقشبندِ فیضِ عالم پیشوا کے واسطے

شاہ بازِ لامکان و طائرِ باغِ وصال ۱۹ یعنے عطار علاؤالدین ہما کے واسطے

آتشِ کبر و عداوت بخل سے دیجو نجات ۲۰ خواجہ یعقوب ذی جود و سخا کے واسطے

مالکِ ملکِ عبادت عاشقِ معبودِ حق ۲۱ آں عبیداللہ شاہِ اولیا کے واسطے

اور لباسِ زہد و تقویٰ بخش اے ربِّ قدیر ۲۲ خواجہ زاہد محمد پارسا کے واسطے

عجز و مسکینی و درویشی و دلسوزی بہم ۲۳ ہو عطا درویش حق مردِ خدا کے واسطے

خازنِ انوار احمد گنج بخش خاص و عام ۲۴ شافعِ محشر محمد مقتدا کے واسطے

دائمی حاصل بقا ہو عالمِ فانی ہو دور ۲۵ حضرت باقی باللہ باخدا کے واسطے

بہرِ سلطانِ طریقت تیرہ باطن صاف ہو ۲۶ شیخ احمد شمسِ دین بدر الدجیٰ کے واسطے

عفت و عصمت طہارت پارسائی اتقا ۲۷ کر عطا معصوم از سہو و خطا کے واسطے

خاتمہ بالخیر و باایمان میرا کیجیو !	۲۸	حجۃ اللہ آل امامِ اتقیا کے واسطے
کون ہے تجھ بن میرا جیسا ہوں ویسا ہوں ترا	۲۹	رحم کر مجھ پر زبیر اولیا کے واسطے
روئے انور خوئے والا حبذا صد مرحبا	۳۰	خواجہ قطب الدین اشرف لقا کے واسطے
دل کی حسرت ہے یہی اور التجا میری یہی	۳۱	ہو جمال اللہ کا حاصل گدا کے واسطے
مرض دل بڑھتا گیا ہے اب دوائے عیسیٰ میرے	۳۲	کر روا ہو وے شفا طالب شفا کے واسطے
شیخ عالم قطب اعظم غوث و فیاض زماں	۳۳	فیض اَبعد فیض وہ شاہ گدا کے واسطے
معدنِ علم و ہدایت مظہرِ نورِ خدا	۳۴	خواجہ نورِ محمد باصفا کے واسطے
زبدۂ ابدالِ دوراں تاجِ فقراءِ جہاں	۳۵	اُس فقیر محمد و صاحب ہدیٰ کے واسطے
حاجی گل از گلستانِ رسولِ کردگار		واقفِ سرِ علا قدر و قضا کے واسطے
حضرت شاہ جماعت علی ہوں میرے شفیع	۳۶	مصدر فیض و کرم نجم الہدیٰ کے واسطے
سید و حاجی و عالم حافظ و کامل فقیر		منبع حلم و حیا نور و ضیا کے واسطے
وہ بہارستان احمد کے جو تازہ پھول ہیں		ہو فدا یہ جان و دل اُس خوش لقا کے واسطے

اس ولی کے زیرِ سایہ رکھیو کونین میں

نورِ چشمِ سیدہ خیر النساء کے واسطے

بخشدے ماں باپ میرے اور محب و اقربا	۳۷	جملہ شہدائے حسنین و کربلا کے واسطے

عاجزِ مسکیں کو یارب دے جزا خیر تو

خیرِ دنیا خیرِ دیں خیر الوریٰ کے واسطے

عربی شجرہ نمبر اول

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فَضْلاً عَظِیْمًا وَّ عَفْوًا کَرِیْمًا وَّ نَصْرًا عَزِیْزًا وَّ فَتْحًا مُّبِیْنًا بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ مُصْطَفٰی
اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ فِی الدَّارَیْنِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا حَضْرَتْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا عَلَی الْاِیْمَانِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا حَضْرَتْ قَاسِمْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا جَعْفَرِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ بِحُرْمَۃِ حَضْرَۃِ سُلْطَانِ الْعَارِفِیْنَ بَایَزِیْدِ بسطامی رحمۃ اللّٰہ علیہ
اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ اَبُوالْحَسَنْ خَرْقَانِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَاجَاتِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ اَبُوْ عَلِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ اَبُوْ یُوْسُفْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عُیُوْبَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ عَبْدِ الْخَالِقْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ مُحَمَّدْ عَارِفْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ مَحْمُوْدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ عَزِیْزَانْ عَلِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ بَابَا سَمَاسِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ مِیْر کُلَال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَ لَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتْ
خَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَھَاؤُ الدِّیْنِ نَقْشْبَنْدْ بُخَارِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا فِیْ مُھِمَّاتِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ عَلَاؤُ الدِّیْنِ عَطَّار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ یَعْقُوْب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَۃِ عُبَیْدِ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ زَاھِدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اَحْلِلْ مُشْکِلَاتِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ دَرْوِیْش مُحَمَّدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ مُقْتَدِیٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ سَھِّلْ عَلَیْنَا عَسِیْرَنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ عَبْدُ الْبَاقِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ رُوْحِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَیْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ
نُوْرًا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ شَیْخ اَحْمَدْ مُجَدِّدْ اَلْفِ ثَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ مَعْصُوْم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ حُجَّۃُ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ زُبَیْر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا عِنْدَکَ عَزِیْزًا مَّنْصُوْرًا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ قُطْبُ الدِّیْن رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا عَلَی الْاِسْلَامِ وَاَمِتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ خَوَاجَہ جَمَالُ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ عِیْسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ مُحَمَّدْ فَیْضُ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّاٰتِنَا بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ نُوْر مُحَمَّدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ حَبِیْبِکَ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِ فَقِیْر مُحَمَّدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا بِحُرْمَۃِ ھَادِیْنَا وَمُرْشِدِنَا وَمَخْدُوْمِنَا

حضرت سیدنا حافظ حاجی جماعت علی شاہ علیپوری ادام اللہ ظلالہ علی المسترشدین و فیضانہ علی المسلمین۔ آمین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ط

عربی شجرہ نمبر دوم

اللّٰھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا ابوبکر صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا سلمان صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا قاسم صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا جعفر الصادق صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا بایزید صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا ابوالحسن صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا ابوعلی صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا ابو یوسف صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا عبدالخالق صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد عارف صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمود صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا عزیزان علی صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا بابا سماسی صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا علاؤالدین صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا یعقوب صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا عبیداللہ صاحب۔

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا زاہد صاحب۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا درویش محمد صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد مقتدیٰ صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا عبدالباقی صاحب۔

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا شیخ احمد فاروقی صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد معصوم صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد حجۃ اللہ صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد زبیر صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا قطب الدین صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا حافظ جمال اللہ صاحب

اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا محمد عیسیٰ صاحب اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا فیض اللہ صاحب

۳ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد وسیدنا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ سَیِّدِنَا بَابَا نُوْرِ مُحَمَّد صَاحِبْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ سَیِّدِنَا فَقِیْر مُحَمَّد صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدِنَا وَمَخْدُوْمِنَا
حَافِظْ سَیِّدْ حَاجِیْ جَمَاعَتْ عَلِیْشَاہْ صَاحِبْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَخَلِیْلِکَ وَنَبِیِّکَ وَ
رَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُدَّامِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ وَاَھْلِ
طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

طریقہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد

اس طریقہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ ہے۔ اور سلسلہ ذہبیہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہکر اپنی عبدیت وعبودیت کا اقرار واظہار وثبوت روحانی وجسمانی طریق سے بیان کرے اور اسکی حالت تمدن پر بھی زد نہ آوے اور حقوق خالق ومخلوق کو ایسی صورت سے ادا کرے کہ جس سے شریعت محمدیہ وسنت احمدیہ کی توہین وتحقیر نہ ہو۔ کیونکہ کفار کو بھی ایک قسم کا دعوی تصوف کا ہے۔ جیسا رہبان عیسائیوں اور یہودیوں میں اور جوگی گوسائیں ہندوؤں میں۔ مگر ہمارے حضرات اہل تصوف میں اور ان مخالفین حق میں مابہ الامتیاز والتفریق صرف یہی ہے کہ ہمارے سلف صالحین پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے متبع ومنقاد ہیں اور فریق ثانی حضور علیہ السلام کا مخالف ونافرمان ہے۔ تصوف نے دنیا میں آکر سب سے بڑھکر پہلا یہی نقص انسانی دور کیا کہ انسان کے اندر بوجہ وساوس وخطرات یا باغوائے شیطان ونفس بہت سی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور روح میں ایک طرح کی پژمردگی اور غفلت

پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت و خواہش و حرص زیادہ ہوتی ہے اور اخلاق حسنہ کم ہوتے
جاتے ہیں اور دل کے روزن پر ایک پردۂ غفلت پڑجاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان
اپنے سچے رہبر صادق مشفق اصدق امام المرسلین محبوب رب العالمین شفیع محشر پیارے ہادی
صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سونہہ پھیرتا اور عبادت حق سے دل چراتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات
کمی محرمات مثل شراب و زنا و مال حرام و بدعات سیئہ و بھنگ و افیون وغیرہ کو اپنے اوپر
حلال بلکہ اسی کو تصوف خیال کرلیتا ہے حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس
کمی کو اس طرح دور کیا کہ جسوقت انسان درگاہ حق سے دور اور دربار محمدی سے بہت علیحدہ ہوجائے
تو اسکو قرب حق و محبت پیغمبر کی حاصل کرنیکے واسطے ایسی ایسی تجویزیں اور تدبیریں بتائی جائیں
جنسے اسکا آئینہ قلب صاف اور سینہ پاک ہو اور اسکے دل میں سے حب دنیا کم ہو اور مرضیات
الٰہیہ کی طلب و تحصیل زیادہ ہو اور حق اللہ و حق الخلق کو بآسانی ادا کرے جو کہ اسلام کا مقصد
اعظم ہے تو اسکے لئے معیار صداقت یہ ہے کہ انسان کا تصوف و تزہد و تعبد و تمدن اگر پیغمبر
برحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق ہے تو بیشک صوفی اصلی ہے ورنہ
نقلی۔ میرے اس بیان کے شاہد و مؤید ایک دو یا دس بیس نہیں بلکہ ہزار در ہزار اولیا کرام ہیں
اگر زیادہ ضرورت ہو تو حضرت سلطان الاولیا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
وارضاہ عنا کی کتاب غنیۃ الطالبین اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیا سعادت اور امام ربانی
غوث صمدانی قطب یزدانی محبوب سبحانی شیخ العالم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہندی
کے مکتوبات شریف کا مطالعہ فرماویں۔ سچی بات تو یہی ہے کہ جسکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے
قدموں میں فیوض و برکات اور انوار و حقائق حاصل نہ ہوں اور جو شخص حضور علیہ السلام کے
ارشاد خیر نہاد پر عمل کرنے سے بھی صوفی حق نہو تو اسکو سمجھنا چاہیئے کہ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَنْ تَجِدَ

لہٰ ولیًا مُرشدًا کے روسے کبھی صوفی حق نہ ہو گا۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید۔ کہ ہرگز نخواہد بہ منزل رسید

چنانچہ فرمایا حضرت امام الشریعت والطریقت مخزنِ اسرارِ حقیقت معدن انوار معرفت شہنشاہ مشکلکشا خواجۂ خواجگان محمد بہاؤ الدین المعروف بہ شاہ نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ نے :۔
بناءِ طریقۂ ما بر تتبع احادیث و آثار است (از ہمعات شاہ ولی اللہ) اور فرمایا مقصود ما آں ست کہ سلوک ما بر جادۂ مصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل متمیز گردد۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ طریقۂ ما از نوادر و عروۃ الوثقیٰ است درین طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است۔ اما رعایت سنت کاریست بزرگتر (از انیس الطالبین) اور فرمایا امام العارفین تاج الواصلین حضرت امیر حمزہ ابن حضرت سید میر کلال رضی اللہ عنہ نے۔ ہرکہ از شریعت بر حقیقت آید اورا بباز ارید و بفروشید کہ از وے چیزے نیاید۔ تا از درِ مصطفےٰ نہ آئی۔ ہرگز بسرِ صفانہ آئی اور ایک جگہ فرمایا حضرت منبع الجود والاحسان مصدر النور والفیضان قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین سید امیر کلال رضی اللہ عنہ نے۔ اے یاران شمارا وصیت میکنم بہ طلب علم و متابعت شریعت کہ ہمہ سعادتہا و دولتہا بواسطہ ہمین است (از رفیق السالکین) ایک جگہ فرمایا۔ بدانکہ تصوف پاکیزہ داشتن دل است از غیر خدا و آراستن است بفرضہائے خدا و سنتہائے خاتم پیغمبر الخ۔ اور فرمایا۔ مذہب آنانکہ برحق اند آنست کہ متابعت کنند سنت رسول علیہ السلام را و صحبت با اہل سنت والجماعۃ وارند الخ۔ اور فرمایا حضرت ممدوح الشان نے۔ خاصانِ خدا کسانے اند کہ متابعت شریعت حضرت رسول علیہ السلام کنند و بر مذہب اہلسنت والجماعۃ زندگانی کنند الخ۔ یہی حضرت ممدوح الصدر اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اگر در عبادت پشت خمیدہ شود و تن شما چون زہ شود در ریاضت

باریک شود مگر تا وقتیکہ لقمہ و خرقہ خود را پاک ندارید و پیروی شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکنید ہرگز بمقصود نہ رسید زیرا کہ اصل ہمہ کارہا بریں است۔ اور نیز آگے چلکر صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے۔ بدانکہ خانوادۂ خواجگان را بر سایر خانوادہا فضل بسیار است الخ (از رفیق السالکین) اور حضرت سلطان الاولیا برہان الاصفیا مرشد عالم شیخ اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۲۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس ہر طریقیکہ ملتزم متابعت سنت سنیہ باشد و اوفق باتیان احکام شرعیہ از برائے اختیار اولیٰ و انسب بود و آں طریق طریق اکابر نقشبندیہ است چہ این بزرگواران درین طریق التزام سنت نمودہ اند و از بدعت اجتناب فرمودند۔ احوال و مواجید را تابع شرع ساختہ اند و آن تجلی ذاتی کہ دیگر انرا کالبرق است نقشبندیہ را دائمی است۔ بہر ذالک طریق ایشان اقرب طرق و البتہ موصل است و نہایت دیگران در بدایۂ این بزرگواران مندرج است و نسبت ایشان کہ بحضرت صدیق اکبر است فوق نسبتہا مشائخ است اما فہم ہر کس بہ مذاق این اکابر نرسد۔ و حضرت خواجہ احرار فرمودند کہ خواجگان این سلسلہ بہر زراقی و رقاصی نسبت ندارند کار خانۂ ایشان بلند است۔ اگر وفاتر در بیان خصائص و کمالات این برگزیدگان تحریر کردہ شود حکم قطرہ باشد از دریا ملخصاً۔ مکتوب ۲۲۱ میں فرماتے ہیں درین طریق پیری و مریدی بہ تعلیم و تعلم است نہ بکلاہ و شجرہ۔ درین طریق ریاضات و مجاہدات بالنفس امارہ باتیان احکام شرعیہ است و التزام متابعت سنت سنیہ۔ این طریق از سائر طرق مشائخ بوجوہ امتیاز دارد۔ و سر حلقہ این طریقہ سنیہ حضرت صدیق اکبر است کہ بہ تحقیق افضل از جمیع بنی آدم است بعد از انبیاء علیہم السلام و بہ ہمین اعتبار در عبارات اکابر این طریقہ واقع شدہ کہ نسبت ما فوق ہمہ نسبتہا است۔ الخ۔

نہ زنا وغیرہ کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ اس آیت میں پہلے یہ فقرہ ہے:۔
اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یعنے جسوقت مومن عورتیں آپکے پاس آئیں۔ اسجگہ ثابت ہوا کہ مومنات
کو بھی بیعت کیضرورت ہے، اور یہ بیعت بغرض اجتناب از معاصی ہے کیونکہ بعد از اسلام وایمان
بیعت توبہ ہے نہ کہ بیعت اسلام وغیرہ۔ آخر میں ہے فَبَايِعْهُنَّ پس بیعت لے اُنسے
پس اب یہ بات غور طلب ہے کہ عورتوں کا خودبخود آنا تین حال سے خالی نہیں (۱) یا تو
حضور علیہ السلام نے خود عورتوں کو کسی وجہ سے بیعت کی تحریص وترغیب دلائی ہوگی تب وہ
آئیں (۲) یا عورتوں کو پہلے ہی سے مرید ہونے اور بیعت کرنیکی رسم یاد تھی تو وہ حسب عادت
قدیم آپکے پاس آئیں (۳) یا خود بخود اُنکے دل میں اشتیاق بیعت پیدا ہوا تھا تو وہ آئیں
بہرحال خدا نے حکم دیا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ عورتوں سے بیعت لیں۔ اب یہ ثابت
ہونا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت کی تعمیل فرمائی ہے یا نہیں۔ سو بیشک
آپنے فرمائی ہے چنانچہ پہلا طریق عورتوں کی بیعت کا یہ ہے۔

حدیث اول۔ اخرج ابن سعد وعبد ابن حمید وابوداؤد وابویعلی والطبرانی
وابن مردویہ والبیہقی عن ام عطیہ قالت لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم المدینۃ جمع النساء الانصار فی بیت فارسل الیھن عمر ابن الخطاب۔ فقام
علے الباب فسلم فقال انا رسول اللہ الیکن نبایعن علے ان لا تشرکن باللہ شیئا
ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمدّ یدہ من خارج البیت مد دنا ایدینا من
داخل البیت۔ کذا فی در المنثور۔ قلت اخرجہ ابن جریر وتابعہ ابن کثیر الخ
یعنے ام عطیہ فرماتی ہیں کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے
تو آپنے انصار کی عورتوں کو بلاکر ایک مکان میں جمع کیا اور انکیطرف عمر رضی اللہ عنہ کو

روانہ فرمایا اور حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام کرکے فرمایا کہ مجھے خدائے پاک کے رسولؐ نے بھیجا ہے کیا تم بیعت کروگی اسپر کہ نہ شرک کرو خدا کے ساتھ اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو تو سب عورتوں نے کہا کہ ہاں پس فاروق اعظم نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور سب عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ لمبے کئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کی مجلس جدا تھی اور حضرت عمرؓ اکیلے وہاں پر تشریف لیگئے تھے اور عورتوں نے ہاتھ سے بیعت کی پس ایک طریق یہ بھی بیعت کا ہوا۔

حدیث دوم۔ اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال نزلت هذه الاٰية يوم الفتح فبايع رسول الله صلے الله عليه وسلم الرجال على الصفاء و عمر يبايع النساء تحتها عن رسول الله صلے الله عليه وسلم و اخرج نحوه ابن جرير و ابن مردويه عن ابن عباس یعنے بروز فتح مکہ کوہ صفا پر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مردوں سے بیعت لیتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسی پہاڑ کے نیچے علیحدہ عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ امام رازی نے تو کلبی کی روایت بلفظ قیل بیان کی ہے جس سے ثابت کیا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ بھی کیا گیا ہے۔ مگر شاید وہ روایت چنداں معتبر نہیں۔

حدیث سیوم۔ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال كان رسول الله صلے الله عليه وسلم اذا بايع النساء دعا بقدح ماء فغمس يده فيه ثم يغمسن ايديهن فيه یعنے جس وقت بیعت لیتے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں سے تو منگواتے پانی کا ایک پیالہ اور اُس میں آپ اپنے ہاتھ مبارک ڈالتے پھر وہ عورتیں بھی اپنے اپنے ہاتھ ڈالتیں"۔

روایت کیا اسکو ابن سعد و ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی میں

پس یہ دوسرا طریق ہوا عورتوں کو بیعت کرلینے کا۔

حدیث چہارم عن الشعبی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یبایع النسأ ووضع علی یدہ ثوبۃ اخرجہ سعد ابن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق یعنے امام شعبی سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو اپنے ہاتہہ مبارک پر کپڑا رکھ لیتے تھے پس یہ تیسرا طریق ثابت ہوا عورتوں کی بیعت کا۔ ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں وظاہرہ انہ کان مبایعۃ للنساء بالید ایضاً الخ۔ اور امام ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں مفصل لکھا ہے اور امام بخاری نے جو حضرت ام عطیہ کا تذکرہ بیعت لکھا ہو دا ہپر یہ فقرہ بھی جو دے۔ فقبضت امرأۃ یدھا الحدیث۔

حدیث پنجم۔ عن ام عطیۃ قالت بایعنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقرأ علینا اٰیۃ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ونہانا عن النیاحۃ الخ متفق علیہ۔ یعنے ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم سے بیعت لی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور شرک ونوحہ (بین) سے منع فرمایا۔

حدیث ششم ان ہندا بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعك حتی تغیر کفیك فکا نہا کف اسبع رواہ ابو داؤد۔ یعنے ہندہ عتبہ کی بیٹی نے عرض کی کہ یا نبی مجھے بیعت کرائیں آپنے فرمایا میں بیعت نہ کراؤں گا جبتک تو دونوں ہاتھوں کا رنگ نہ بدلے۔ ف شاید اُس عورتنے ہاتھوں کو مہندی نہ لگائی ہوگی اور ابتدا میں عورتوں کو مہندی منع تہی۔ بعد ازاں رخصت ہوگئی تہی۔

حدیث ہفتم عن عائشۃ اومت امرأۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری

ایدٍ رجل ام یدا مرأۃ الحدیث۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ یعنے ایک عورت نے پردہ میں اپنے ہاتھ نکالے بیعت کے واسطے اور ہاتھ میں ایک چٹھی تھی بطرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپنے اپنے ہاتھ مبارک پیچھے کھینچکر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا (ف) وہ عورت خود تو پردہ میں تھی پھر ہاتھ مبارک آنحضرتؐ کا بوجہ نہ پہچاننے کے ہٹا لینا اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس بی بی کا روبرو آنا ضروری تھا یا عورتوں کا روبرو ہونا لازم تھا تاکہ اُنکے حسب حال ہدایت کیجاتی۔

حدیث ہشتم۔ عن امیمۃ بنت رقیقۃ انہا قالت اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نسوۃ بایعنہ علی الاسلام فقلنا یارسول اللہ نبایعک علی ان لانشرک باللہ ولانسرق ولانزنی ولانقتل اولادنا ولاناتی ببھتان نفترینہ بین ایدینا وارجلنا ولانعصیک فی معروف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما استطعن واطقتن فقالت فقلن اللہ ورسولہ ارحم بنا من انفسنا ھلم نبایعک واصافحک فقال انی لا اصافح النساء الحدیث رواہ الموطا والحاکم یعنے جناب کیخدمت میں عورتیں آئیں اور بیعت کرکے مصافحہ کا سوال کیا آپنے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا (ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف قولی بیعت تھی مصافحہ نہ تھا۔ اور بالا روایتوں سے ہاتھ ملانا بھی ثابت ہے۔ پس علی سبیل الجواز ملانا بھی ثابت ہوا اور عمل براحتیاط ناجائز بھی ہوا۔ اور سب سے بہتر اسوقت وہ طریق ہے جو ہمارے سید و مولا حاجی حرمین الشریفین حافظ کلام رب المشرقین واقف علوم کونین زبدۃ العارفین قدوۃ الزاہدین تاج الذاکرین عمدۃ العابدین حضرت مولانا صوفی مولوی سید جماعت علیشاہ صاحب علیپوری ادام اللہ فیضانہم علینا وعلی المسلمین نے اختیار فرمایا ہے یعنے صرف ایک کپڑا پکڑکر بیعت فرماتے ہیں نہ مصافحہ کرتے ہیں نہ ہاتھ ملاتے ہیں بلکہ ہاتھ پاؤں وسب بدن چادر سے مستور کیا جاتا ہے اور تلقین وتذکیر فرماکر رخصت کیا جاتا ہے غرضکہ بہرحال بیعت عورتوں کی سنت ہے خواہ کسی قسم کی سنت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ بیعت کرانیوالا نہایت ہی

صالح و عالم و متقی ہو اور احکام شرعیہ کا عامل ہو اور ادنیٰ ادنیٰ مکروہات سے محترز ہو اور مستحبات پر بھی عامل ہو اور ہر وقت ذکر و فکر و مراقبہ میں مصروف ہو۔ مال و جاہ کا طالب نہ ہو خلاف عقاید مقلّدین اُسکا کوئی قول و فعل نہ ہو۔ اور اہلسنت پر بدظن نہ ہو بدبین نہ ہو اور غرور و تکبر و انانیت و شیخی وغیرہ صفات ذمیمہ سے آلودہ نہ ہو زاہد خشک نہ ہو۔ اس مسئلہ کی بحث ہم نے رسالہ انوار الصوفیہ لاہور جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۵ میں درج کی ہے ملاحظہ فرماویں۔ اور بیعت مستورات کی نسبت یہ بھی یاد رہے کہ صرف بیٹھنا عورتوں میں منع ہے ورنہ وعظ و ہدایت کرنا یا حکیم کا نبض وغیرہ دیکھنا یا سبق پڑھنا۔ یا گواہی لینا یا اور بعض مواقع مستثنےٰ ہیں بوجہ ضرورت کے الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ امام بخاری نے بروایت ابوسعید خدری حدیث لکھی ہے قال جاءت امرأة الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ذھب الرجال بحدیثك فجعل من نفسك یومًا ناتیك فیہ تعلمنا ما علمك اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلمن الحدیث یعنی ایک دن عورتیں آئیں بخدمت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور عرض کرنے لگیں کہ آدمی تو آپکی حدیثیں سنکر جاتے ہیں پس ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرمایا کریں تاکہ ہم بھی وہ حاصل کریں آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دن اور فلاں فلاں مکان پر تم جمع ہو کر آؤ۔ پس وہ جمع ہو کر آئیں اور آپ اُنکو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف عورتوں ہی کا علیحدہ مکان میں جمع ہو کر آنا اور آپ کا اُن میں تعلیم کے لئے جانا اور کسی مرد کا موجود نہ ہونا محض ضرورت کیوجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے۔ اسیطرح خاص خاص اہل اللہ کیواسطے حسب ضرورت جائز ہے۔ ہر ایک بدباطن اعمیٰ اپنے اوپر خاصان خدا کو قیاس نہ کرے۔ اب دانشمند نیک طینت کے واسطے تو یہی کافی ہے اور ملحد سیرت کے لئے تو ختم اللہ وارد ہے زیادہ ضرورت ہو تو کتب صحاح میں ملاحظہ کریں۔

صلوٰۃ اللیل

ارباب تصوف و سلوک پر یہ بات روشن تر ہے کہ عبادات نافلہ میں سے جو بزرگی و فضیلت نماز تہجد کو ہے وہ شاید کسی اور عبادت کو حاصل ہو۔ خدا کو یہ عبادت ایسی پیاری ہے کہ خاص اپنے محبوب اعظم کو اسکی تحریص و ترغیب فرمائی ہے قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ۔ اور اسکی تشریح احادیث میں یوں ہے اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃٌ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ۔ رواہ احمد۔ یعنے بعد فرائض کے نماز تہجد افضل العبادات ہے۔ قِیْلَ اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ رواہ الترمذی۔ یعنے آدہی رات کی دعا مقبول ہے یُحْشَرُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ فَیَقُوْلُ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانَتْ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ الخ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنے قیامت کے دن ایک آوازہ دیا جائیگا کہ کہاں ہیں تہجد گذار جو آرامگاہ اپنی اپنی چھوڑ کر شب بیدار تھے پس تھوڑے لوگ کھڑے ہونگے اور بلا حساب داخل جنت ہونگے۔ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلَی الرَّجُلِ اِذَا قَامَ بِاللَّیْلِ یُصَلِّیْ وَالْقَوْمُ نِیَامٌ الحدیث۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ یعنی خدا اُس شخص کیطرف دیکھکر ہنستا ہے جو شخص تہجد گذار ہے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَہٗ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ ذَالِکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنِہٖ متفق علیہ۔ یعنے ایک شخص کا ذکر پیغمبر علیہ السلام کے پاس کیا گیا کہ صبح کی نماز تک سورہتا ہے تو فرمایا حضور علیہ السلام نے اُس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کردیا ہے اسواسطے صبح تک سورہتا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَقُرْبَۃٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَۃٌ لِّذُنُوْبِکُمْ وَمَنْھَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ

رواہ الترمذی۔ یعنے رات کی نماز کو لازم سمجھو کیونکہ تم سے پہلے انبیاء و اہل اللہ کا یہی طریق ہے
اور گناہ کی دوری اور برائیوں سے بچنے کیصورت اور قرب حق کا باعث یہی قیام لیل ہے۔ پس زہے
قسمت اُس شخص کی جسکو خدا شب بیداری کی توفیق بخشے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ ہ
ہر اک شیخ طریقت کا جدا جدا ارشاد ہے۔ مگر ہمارے باباجی نیر اہی کے خاندان کا ایک خاص طریق ہے
وہ یہ ہے۔ اول وضو کرتے ہی دو نفل بہ نیت تحیۃ الوضو مانند دیگر نوافل کے پڑہے۔ بعد ازاں
۱۲ نفل دو دو رکعت کی نیت کر کے چھ سلام سے ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
پڑہے اور ایک ایک قل ہو اللہ ہر رکعت میں زیادہ کرتا جائے۔ مثلاً پہلی میں ایک بار پھر دو بار پھر تین بار
علی ہذا القیاس آخری میں ۱۲ مرتبہ قل ہو اللہ پڑہے۔ بعد ازاں درود ہزارہ ۳۱۳ بار پڑہے وہ یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ
اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ **تہجد** کا وقت عمدہ آدہی رات سے صبح صادق کے پہلے تک ہے
اگر اتفاقاً وقت کم ہو تو چار ہی نفل پڑہے۔ اگر بالکل ہی کم ہے تو دو رکعت تحیۃ الوضو ہی پڑھ لے۔
و فی العالمگیری وَاَقَلُّہٗ رَکْعَتَانِ کذا فی فتح القدیر ناقلاً عن المبسوط۔ اور جسکے تہجد فوت ہو جائیں
تو وہ بوقت چاشت چند رکعت پڑہے تاکہ نقصان پورا ہو جائے۔ اور مستحب ہے کہ تہجد پڑہکر قدرے
لیٹ کر آذان سے پہلے اُٹھکر نماز صبح کی باجماعت پڑہے۔ بعض نادان تہجد پڑہکر سو جاتے ہیں۔
اور صبح کی نماز جماعت سے نہیں پڑہتے۔ افسوس ہے اُنپر انکو معلوم نہیں کہ نماز باجماعت پڑہنا صدہا
نفلوں سے بہتر ہے۔ خاصکر صبح کی نماز۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی جماعت سے فارغ ہو کر فرمایا کہ فلاں صحابی غیر حاضر
ہے کیسی اور صاحب نے عرض کی کہ وہ ساری رات جاگتا تھا۔ آپنے فرمایا افسوس ہے اُسکے واسطے
کہ صبح کی جماعت سے محروم رہا۔ اُسکے واسطے نفلوں سے بہتر تھا کہ جماعت سے ملکر نماز پڑہتا۔ اگر کسی صاحب کو

ہمیشہ تہجد کی عادت ہو اور برابر وقت پر جاگنے کا یقین ہو تو وہ صاحب بعد از نماز تہجد وتر پڑھا کرے کیونکہ وتر پر نماز کو ختم کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے اجعلوا اٰخر صلوٰتکم باللیل وترًا۔ اگر جاگ کھُلنے کا بھروسہ نہیں تو عشا کے ساتھ ہی وتر پڑھ لیوے اگر تہجد کا وقت بالکل ہی کم ہو تو پھر صرف وتر ہی پڑھے تاکہ وتر فوت نہ ہوں۔ اگر اکیلا ہے تو نماز تہجد ایسے طریق سے پڑھے کہ شور و شر نہ ہو غوغا نہ مچ جائے تاکہ ریا کاروں میں داخل نہ ہو۔ بلکہ اگر کسی موذی جانور وغیرہ کا خوف نہ ہو تو تہجد اندھیرے میں پڑھنا بہتر ہے۔ اگر اُسکے اہل و عیال تہجد کے وقت اُٹھنا پسند کریں تو بہتر ورنہ ناحق اُن کو تنگ نہ کرے۔ اور جبراً نہ ستاوے۔ ہاں عادت ڈالنے کیواسطے جگانا بہتر ہے اگر نیند غلبہ کرے تو ذکر خوب زور سے کرے تاکہ شیطان بھاگ جائے مگر آہستہ ذکر بلند ہو نہ قبر کے اندھیرے کو دور کرنیکے لئے نماز تہجد کا تاریکی میں پڑھنا بہتر ہے اور ذکر و مراقبہ کرنا نہایت ہی اکسیر اعظم ہے (تفسیر عزیزی) چونکہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے اور حضرت شاہصاحب قبلہ کی بھی از حد تاکید ہے لہذا ہر اک صاحبدل پر لازم ہے کہ اُسوقت شجرہ طیبہ ضرور پڑھا کرے خواہ نثر خواہ نظم عربی یا اردو ضرور پڑھے۔

حقہ نوشی اور چرٹ وغیرہ کے نقصانات اور ممانعت

یہ بات اہل علم پر واضح ہے کہ حرمت و حلت کیواسطے تو دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے مگر درمیان حلت و حرمت کے کئی امور ایسے ہیں جنکو شارع علیہ السلام نے مشتبہات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ۔ پس اشیاء مشکوکہ و مشتبہہ سے بچنا بھی شارع علیہ السلام نے تحریصًا و ترغیبًا ارشاد بیان فرمایا ہے فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ۔ متفق علیہ۔ یعنے جو شخص پرہیز کرے

اشیاء مشتبہ سے پس اُس نے بچا لیا اپنے دین کو۔ آپ صاحبان کو جب مشتبہ چیزوں سے نفرت ہو گی تو حرام سے خود ہی کراہت پیدا ہو گی جو لوگ احتیاط کرنیکی نیت رکھتے ہیں اُنکے واسطے یہی دلیل کافی ہے۔ جبکہ پیاز و لہسن (جو فی نفسہ حلال ہے) کھا کر مسجد کے اندر آنے سے حضور علیہ السلام نے منع کر دیا اور علت اسکی یہ بیان فرمائی کہ اس بدبو سے لوگوں کو ایذا پہونچتی ہے پھر حقہ یا چرٹ کی بدبو جو تمام بدبوؤں سے بدتر ہے اسکے پینے سے ملائکہ کو کسقدر ایذا و تکلیف ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بار بار مسواک کرنیکی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام ہمیشہ مسواک نہایت اہتمام و اشتیاق سے کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام سے بھی مسواک کبھی نہیں چھوٹی۔ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ مسواک کی اسقدر تاکید شدید اور تحریص بلیغ کرنیکی اس سے صرف مونہہ کی بدبو کا دفع کرنا مقصود تھا۔ پس جبکہ صرف بدبو کے دور کرنیکے واسطے شارع علیہ السلام نے اس حد تک مبالغہ کیا تو پھر کسقدر افسوس ہے اُس شخص پر جو کہ بجائے دفع بدبو کے اور ایک سخت بدبو حقہ یا چرٹ پینے سے اپنے منہ میں پیدا کرتا ہے۔ افسوس! افسوس!! افسوس!!! اب ہم چند مضامین تحقیقات جدیدہ سے نقل کر کے ناظرین کو حقہ یا چرٹ کے نقصانات بتلاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

تمباکو نوشی کا بد اثر

تمباکو پینے سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں جنمیں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً دھڑکنا دل کا۔ ڈیپسیا۔ بھوک کی کمی۔ حافظہ کی کمزوری۔ ضعف نظر۔ کھانسی۔ قلت اولاد۔ جسم کی کمزوری۔ ڈاکٹر ڈبلیو ہیبور روبس کی رائے ہے کہ مرض سرطان جو اکثر مردوں کی زبان و لب و دہن و رخسارہ پر پیدا ہوتا ہے اسکا باعث تمباکو نوشی ہے۔ پس جب کسیکے ان اعضا میں جلن پیدا ہو تو اُسے تمباکو ترک کر دینا چاہیئے۔ امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے یہ قاعدہ جاری

کیا ہے کہ جو لڑکا چرٹ پیتا ہو اور اس علت کے چھوڑنے سے انکار کرے تو اُسے خارج از قوم کیا جائے کیونکہ اکثر تجربہ سے دریافت ہوا ہے کہ ایسے لڑکے بالکل کاہل اور کوڑھ مغز ہوتے ہیں۔

کوپر صاحب فرماتے ہیں کہ تمباکو ایک مضر گھاس ہے جسکی بدبو نازک مزاج لوگ برداشت نہیں کرسکتے۔ تمباکو تو درحقیقت ایک زہر ہے۔

جیمس صاحب اول کا قول ہے کہ تمباکو نوشی آنکھوں کے لئے مضر ہے۔ دماغ اور پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچاتا ہے۔ (ماخوذ از رسالہ العزیز جلد اول نمبر ۱۔ ماہ جون ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۱۲)۔

اسیطرح ایک اور مضمون ٹمپرنس گائیڈ امرتسر نے بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

شراب اور تمباکو نوشی کے بدیہی نقصانات

تمباکو اور شراب کے نقصانات دریافت کرنیکے واسطے انگلستان میں ایک سرکاری طور پر کمیشن مقرر ہوئی جنہوں نے یوں فیصلہ کیا۔

اس تنزل کا اصلی اور سب سے بڑا باعث شراب اور تمباکو ہے چونکہ لڑکوں کے درمیان سگرٹ پینے کی عادت ترقی پر ہے جسکا بُرا اثر اُنکے مزاج پر پڑتا ہے اور اُسکے فروخت کرنیکی ممانعت کیجائے۔

مسٹر ڈگ ممبر پارلیمینٹ ہوس آف کامنز نے تمباکو نوشی کے انسداد کے متعلق ایک مسودہ پیش کیا جسکے رو سے اگر کوئی ۱۶ برس کا بچہ تمباکو پیتا ہو تو اسپر ۲ شلنگ جرمانہ ہوگا۔

فرانس کے مشہور ڈاکٹر ایم لال مونڈ نے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے کہ تمباکو اور شراب کے استعمال سے انسان کے اعضا رئیسہ کمزور ہوتے ہیں۔ اکثر ایسے مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جنکا علاج مشکل ہے۔

(ماخوذ از رسالہ ٹمپرنس گائیڈ جلد اول نمبر ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳)

تمباکو نوشی

(از ڈاکٹر جے۔ ایچ۔ کیلاگ۔ ایم۔ ڈی)

خون میں تمباکو کا اثر۔ خون معمول سے زیادہ پتلا ہو جاتا ہے اور زیادہ سخت حالتوں میں اسکی رنگت زردی مائل ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں خون کا ناقص رنگ تمام بدن میں پھیل جاتا ہے۔ اور خارجی سطح زردی مائل یا سفید یا دھوئیں کی رنگ کی ہو جاتی ہے لیکن خاص تبدیلی ان چھوٹے اجسام میں پیدا ہوتی ہے جنکی بیشمار تعداد خون میں اُڑا کرتی ہے اور جسکو انگریزی میں ریڈ کارپوسلس کہتے ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے دوائریا کروں کی صورت بالطبع ایک دوہری مجوف سطح ہوتی ہے اور انکے کنارے کامل طور سے مسطح اور ہموار ہوتے ہیں تمباکو کے گھونٹ کے جذب ہونے سے انمیں جلد جلد تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آلہ خوردبین سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی گولائی جاتی رہتی ہے۔ اور انکے سرے بیضاوی یا بے قاعدہ ہو جاتے ہیں اور باہمی کشش و اتفاق کے جو ایک حد تک انکی جسمانی تندرستی کی ایک اچھی علامت ہے، وہ بالکل منتشر اور پریشان رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک لائق مبصر پر اس سے یہ بات ہویدا ہو جاتی ہے اور اسطور سے ظاہر ہوتی ہے گویا انہوں نے خود اُن سے کہا کہ جس آدمی سے ہم نکلے گئے تھے وہ جسمانی طور سے شیفتہ ہے اور اسکی اعصابی و دماغی دونو قوتیں کمزور ہیں۔

اب یہ امر مسلم ہو گیا کہ اگر تمباکو بڑی مقدار میں استعمال کیا جائے تو زہر ورنہ اسکی ہر مقدار مضر اور نقصان رسان ضرور ہے۔ اس سے سالس میں داغ لگ جاتا ہے اور خون فاسد ہو جاتا ہے دماغ بھاری اور دل مضمحل ہو جاتا ہے رگ کے وہ پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں جگر کا فعل خراب ہو جاتا ہے بصارت کم ہو جاتی ہے۔ جلد میلی پڑ جاتی ہے اور ہر عضو اور ریشہ میں جس سے وہ جسم ملتا ہے چوٹ لگ جاتی ہے، اور اسکا انجام یہ ہے کہ وہ مادہ حیات کو بے حس اور عمر کا قصہ کوتاہ کرتا یعنی مار ڈالتا ہے۔

تمباکو سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ نظام جسم پر تمباکو کا ایسا مضرت رساں اثر پڑتا ہے کہ جسم میں مرض کے دیگر اسباب کی مدافعت و مقاومت کی قوت کم ہو جاتی ہے اور جب جسم میں امراض کے مقابلے کی قوت باقی نہ رہی تو صاف ظاہر ہے کہ تقریباً ہر قسم کے مرض لاحق ہونگے۔ اس دلیل کے ثبوت میں مندرجہ ذیل مشہور و معروف بزرگواروں کی رائیں درج کیجاتی ہیں۔

غیر تندرست اور مرطوب اضلاع کے باشندوں کا زرد چہرہ یا ناقص ریہان اور حقیر جسمانی قوت ملاحظہ کیجئے اِن لوگوں میں زندگی کے باقاعدہ نصف اوصاف بھی نہیں ہیں۔ یہی کیفیت عادی تمباکو نوش کی ہے (مسٹر سوئی فیلو رائل کالج آف سرجنس) مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں ہے۔ اگر دو جنسوں کی ایک جماعت کو جسکے آباؤ اجداد بڑے خوش قطع اور طاقتور لوگ تھے شروع سے تمباکو نوشی کی تعلیم دیجائے اور اگر شادی کا احاطہ صرف تمباکو نوشوں میں محدود کر دیا جائے تو مرد اور عورتوں کی ایک صریح نئی اور جسمانی طور سے کمزور نسل کھڑی ہو جائے (ڈاکٹر بی۔ ڈبلیو۔ رچرڈسن) ہندوستان کے ایک برٹش افسر نے بیان کیا کہ گیارہ افسروں میں جو ایک مہم کو بھیجے گئے تھے صرف دو شخص تندرست تھے اور یہ لوگ تمباکو نوش نہ تھے۔ تمباکو کے خلاف ڈاکٹر ایڈورڈ واسمتھ ایک مشہور ماہر علم الصحت کا بیان ہے کہ تمباکو کے فعل کا سوا رجحان بیماری کی جانب ہے اور یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ انسان کی بہتری کا کتنا بڑا دشمن ہے۔

خشکی اور خراش۔ تمباکو نوش کے منہ اور گلے کی خراش اور خشکی اس زہریلے تیزی کی اس گرم گرم دھوئیں کا نتیجہ ہے جو حقہ یا سگار کے ساتھ کھینچا جاتا ہے بعض لوگ گلے کی خراش دور کرنیکے لئے تمباکو پیتے ہیں لیکن اکثر صورتوں میں یہ عذر بھی محض ہے۔ تمباکو سے گلے کی خراش کبھی دور نہیں ہوسکتی۔

تمباکو اور دق۔ ناپاک ہوا کو پھیپھڑے کے امراض سے ایک ایسا تعلق ہے جسکو سب لوگ مانتے ہیں یہ بات بہت صاف اور صریح طور سے معلوم ہے کہ ناپاک ہوا کے پینے سے مرض دق لاحق ہوتا ہے کیونکہ اسکو زہریلے

عنصر خون اور پھیپھڑوں کو خراب کر دیتے ہیں۔ حتی کہ وہ نجاستیں جو خود خون سے جمع ہوئی ہیں ان میں
موجود رہتی ہیں جو ہم ایک مرتبہ پی چکے ہیں اور اس کثرت سے موجود رہتی ہیں کہ انکو دوبارہ پینے سے
تندرستی محفوظ نہیں رہ سکتی جب یہ بات ہے تو یہ صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ پھیپھڑوں کو تمباکو کے زہردار
اور گرم دھوئیں سے دن میں کئی گھنٹے تک بھرنا پھیپھڑے کا مرض ضرور پیدا کریگا۔ علاوہ بریں تجربے سے بھی بات
ظاہر ہے۔ ڈاکٹر سی۔ آر ڈرائیڈیل طبیب خاص میٹروپالیٹن فری اسپتال لندن نے رسالہ حفظان
صحت میں بیان کیا ہے کہ کم سنی میں تمباکو پینا مرض دق کا ایک معمولی سبب ہے۔

تمباکو بانی مرض دل۔ دل پر تمباکو نوشی کا جو اثر پڑتا ہے وہ نبض سے ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ نبض
دل کی حالت کا ایک نہایت ہی سچا آئینہ بردار ہے۔ تمباکو نوش کی نبض نہایت صاف لفظوں میں
لکھتی ہے کہ اسکا دل جزوی طور پر مفلوج ہے اور اسکا زور اور جوش گھٹ گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ
زہرناک ہے۔ دیرینہ تمباکو نوش اور اکثر وہ لوگ جو چند برس سے تمباکو پیتے ہیں اختلاج قلب اور نبض کا
ٹھہر ٹھہر کر حرکت کرنا اور اس مفید عضو کی خرابی کے دیگر آثار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اصل میں تمباکو
نوش کے دل کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ اطبائے فرنگ نے اس مرض کا نام ہی طب کی اصطلاح
میں "ٹوبیکو نزم آف دی ہارٹ" یعنی سمیت دل قرار دیا ہے۔ طبی نقشہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر چار
تمباکو نوشوں میں ایک شخص کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اس یقین کی کامل وجوہ ہیں کہ تمباکو کے استعمال
سے دل کے نہ صرف فعلی بلکہ اعصابی مرض پیدا ہو سکتے ہیں۔

تمباکو اور ضعف معدہ۔ حالانکہ تمباکو ضعف معدہ کا ایک حکمی علاج بیان کیا جاتا ہے لیکن ڈاکٹروں کے
مبصرانہ تجربوں سے یہ امر پایۂ تحقیق کو پہونچ گیا ہے کہ اس سے ضعف معدہ کو کبھی فائدہ نہیں پہونچتا بلکہ اکثر صورتوں میں
ضعف معدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نارکاٹک یعنی زہر ہے۔ کل سمیات کا بالعموم یہ اثر ہے کہ وہ ہاضمہ کو کم
کرتے اور معدہ کی قوت کو گھٹاتے ہیں۔ تمباکو میں یہ ایک خاصہ موجود ہے کہ اگر ایک شخص بھوکا اور تمباکو کا عادی ہے

تو وہ اپنی بھوک تمباکو کے استعمال سے فرو کر سکتا ہے اسیطرح وجگر سمیات سے بھوک مٹائی جا سکتی ہے
حالانکہ معدہ خالی رہتا ہے لیکن اشتہا جاتی رہتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تمباکو معدے کو بگاڑ کر کمزور کر دیتا ہے نا ر
سونگھنے سے ناک کی اسفنجی جھلی میں خراش ہوتی ہے جو بہمدردی معدہ کے باعث معدہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔
تمباکو باعث ناسور ہے۔ ہمیں برائے نام شک نہیں کہ یہ مرض مہلک اکثر تمباکو کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔
کل نامی گرامی ڈاکٹروں کا مشاہدہ ہے کہ ہم نے اکثر مریض دیکھے ہیں جو لب اور زبان کے اس ناسور میں مبتلا
پائے گئے اور جو تمباکو نوشی سے پیدا ہو گیا ہے اس مرض کے بہت سے لوگ خود ہمارے مشاہدہ میں آئے
اور ہمکو اصلاً شبہہ نہیں کہ لب اور زبان کے اکثر ناسور اسی ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں۔
اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ لندن کے عظیم الشان ہسپتال ناسور میں جہاں
اس عارضہ کے دس ہزار سے زیادہ مریضوں کا علاج ہو چکا ہے ان مردونکی تعداد جو لب اور زبان کے
ناسور میں مبتلا تھے اسی مرض کی عورتوں سے زیادہ تھی۔ حالانکہ ناسور میں عورتوں کی تعداد مردوں سے
زیادہ ہوتی ہے۔ یعنے پانچ اور ایک کی نسبت ہے۔
تمباکو سے سکتہ۔ گذشتہ تیس برس سے ایک خاص قسم کے سکتہ کی وہ شدت ہے کہ الاماں معلوم ہوتا
ہی کہ اسکا اثر خصوصاً ان ریشوں پر ہوتا ہے جنسے پٹھے بنتے ہیں اور جو رفتہ رفتہ انسان کی عصابی قوت
کو ضائع اور کم کر دیتا ہے اسکا خاص باعث تمباکو کا استعمال ہی کیونکہ یہ مرض اکثر تمباکو نوشونکو ہوتا ہی۔
ایک قسم کا فالج آنکھوں پر گرتا ہے جس سے انسان اندھا ہو جاتا ہے اور جسکو کحال بخوبی پہچانتے ہیں ایسے مرض
بالعموم تمباکو ترک کر دینے سے اچھے ہو جاتے ہیں لیکن جبتک تمباکو کا استعمال رہتا ہے۔ مرض قایم رہتا ہے۔
آنکھوں کا اندھاپن۔ یہ مرض بڑی شدت سے بڑھتا جاتا ہے خصوصاً بلجیم اور جرمنی میں جہاں تمباکو
نوشی کی کثرت بڑھتی جاتی ہے اس مرض کو دن دونی ترقی ہے اور اسکی خاص وجہ تمباکو کے استعمال
کی بیان کی جاتی ہے سب سے پہلے بلجیم کے ایک نامی حکیم نے اس امر کا اعلان کیا اور گورنمنٹ بلجیم کی درخواست پر

اس علم کی نسبت جو تحقیقات کی

تمباکو اور خوف۔ تمباکو کے استعمال کرنیوالے بڑی شدت سے خوف کے عارضہ میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ خوف مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی شخص بہت جلد گھبرا اُٹھتا ہے۔ کوئی شخص حد سے زیادہ چڑچڑا اور خشمگین اور بدمزاج ہوجاتا ہے۔ کسی شخص کو رات بھر نیند نہیں آتی۔ کسی کا ہاتھ کانپا کرتا ہے جس سے اُسکو لکھنے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ ہم نے سیکڑوں مریضوں کو تمباکو کا استعمال ترک کرنے پر ان علامات سے بری پایا۔ تمباکو سے عارضی طور پر رگوں میں طاقت اور مستعدی پیدا ہوجاتی ہے لیکن یہ عارضی قوت دہوکے کی ٹٹی ہے یہ بالکل مصنوعی ہے اور اسکا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس مشکل کے دفیعہ کے لئے تمباکو استعمال کیا گیا تھا وہ دِقت اَور بڑہتی جاتی ہے۔

ہم نے بیویوں اور بچوں کو اعضاء رئیسہ کے ان مختلف عوارض میں بشدت مبتلا پایا ہے جو انکے نازک جسموں میں محض تمباکو کے اس زہریلے دہوئیں کے اثر سے پیدا ہو گئے تھے جو اُنہوں نے اپنے تمباکو نوش شوہروں اور والدوں کی زہرناک کششوں سے حاصل کیا تھا۔

تمباکو کا موروثی اثر۔ ایسا کوئی عیب یا عادت نہیں جسکا اثر تمباکو سے زیادہ اولاد میں یقینی طور سے منتقل ہوتا ہو۔ ایک طاقتور شخص تمام عمر تمباکو پیتا رہے اور اپنے دل میں سمجھتا رہے کہ ہمکو تمباکو کے استعمال سے کوئی مضرت نہیں پہونچی لیکن اس شخص کے بچے جنکو توانا اور تندرست ہونا چاہئے بجائے موروثی طاقت اور توانائی حاصل کرنے کے کمزور پیدا ہوتے ہونگے اور انکے نظام جسمانی کو ہمیشہ بیماری کا کھٹکا رہیگا اور بہت انکی قوت زائل ہو جائیگی۔ عادی اور کہنہ تمباکو نوش کی اولاد کبھی انکی طرح توانا نہ ہوگی اور یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ڈرپوک۔ کمزور اور مضمحل نہ ہو۔ ہم نے اس امر کی اس کثرت سے آزمائش کی ہے کہ ہم اسکی تائید کے لئے صدہا ہزارہا نظیریں پیش کرسکتے ہیں۔ ایک تجربہ کار انگریز طبیب ڈاکٹر ٹیڈک صاحب تمباکو کے اثر پر اپنے تجربے کو مندرجہ ذیل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اگر اسکا برا انجام اس شخص ہی پر محدود ہو جاس بری اور خطرناک عادت میں پڑکر اپنی خاص تندرستی

کھو بیٹھنا اور اپنی دماغی اور جسمانی قابلیتوں کو نقصان پہونچاتا ہے تو وہاں تک غنیمت ہے لیکن یہ بات نہیں ہے۔ باپ کا گناہ اُسکے بچے کی گردن پر اس شدت اور کسی عادت بری کے اختیار کرنیوالے پر نہیں ہے۔ ضعف۔ اختناق الرحم جسکو بعض لوگ غلطی سے آسیب کا خلل کہتے ہیں۔ بدصورتی۔ بونا پن۔ دق اور عادی تمباکو نوشوں کے بچوں کی مصیبت ناک زندگی اور قبل از وقت موت وغیرہ اس کمزوری اور نقاہت کی پورے طور سے شاہد ہیں جو اس بُری عادت کے باعث باپ سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے۔"

اِن عوارض کے علاوہ جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ہم اور بہت سی بیماریاں بتا سکتے ہیں جو تمباکو کے استعمال سے صراحتہً یا کنایۃً لاحق ہوتی ہیں۔ لیکن جو امور ہم نے بیان کئے ہیں ان سے بخوبی منتج ہوتا ہے کہ تمباکو کا استعمال نہایت ہی خراب عادت ہے اور بیماری پیدا کرنیکا ایک یقینی ذریعہ۔ لہذا نوجوان اور بچوں کو اس عادت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اور جو لوگ اس بُری عادت میں مبتلا ہیں انکو اسکے چھوڑنے کی ترغیب دلانے میں ثواب ہے۔

حالانکہ جان اور تندرستی کے خطرے اس ناپاک پتے کے استعمال سے بڑھتے اور ظاہر ہوتے جاتے ہیں لیکن اسکے مریدوں کی تعداد برابر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تمباکو کی عادت کو اخلاقی مرض سمجھنا اور ایسا سمجھکر ویسا ہی اُسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیئے۔ یہ وہ کیڑا ہے کہ انسان کو ذلیل وخوار کرنیکے لئے سوسائیٹی کو لگ گیا ہے۔ انسان کی عقل حقیقت میں کیسی اُلٹی ہے کہ وہ دیدہ دانستہ اپنے صانع کے نقش کو اسطرح بگاڑتا ہے کہ اسکی صنعت کی ہر علامت اس ٹھہری ہوئی پتی کے مارے مٹ جاتی ہے۔

کیونکر اصلاح ہو۔ تمباکو کا استعمال یک لخت موقوف کر دیجئے بہت کم شخص ایسے ہیں جنمیں انضباط نفس اور ارادہ کی پختگی ہو۔ بعض چیزوں کے ترک کرنے میں سخت نقصان متصور ہیں لیکن تمباکو وہ شے ہے کہ اگر اسکو یک لخت ترک کیا جائے تو سوا اسکے کہ تھوڑی سی بے چینی ہو کوئی برا نتیجہ لاحق نہیں ہوسکتا۔ چند روز کا صبر اچھا ثمرہ پیدا کریگا اور انسان کو اس مبتذل عادت کے

سنتم سے محفوظ رکھیگا۔

لنڈن کا برٹش میڈیکل جنرل رقمطراز ہے کہ "تمباکو نہ صرف جسمانی طور پر مضرت بخش ہے بلکہ طالبعلموں کی دماغی ترقی بھی روکتا ہے۔ امریکہ کی تمام یونیورسٹیوں نے طلبائے کالج کو تمباکو کے استعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ بوسٹن یونیورسٹی نے سرکلر جاری کیا ہے کہ جو طالب علم تمباکو کا پرہیز نہیں کر سکتے اُنکے نام کالجوں سے خارج کر دئے جائینگے۔ ییو یونیورسٹی اور چند دیگر دارالعلوموں نے بھی یہی قاعدہ جاری کر دیا ہے۔ ۱۹۰۸ء میں ایک سرکاری ڈاکٹر نے نہایت غور اور احتیاط کے ساتھ نقشہ جات تیار کئے تو ۱۸۷ انڈر گریجوایٹ طلبا میں سے ۷۷ ویسے تھے جو تمباکو سے محترز تھے اور ۷۰ استعمال کرتے تھے۔ اول الذکر اپنے دوسرے ہم سبقوں پر چار سال کے اندر ہر ایک بات میں سبقت لیگئے تھے۔ ۱۰ فیصدی وزن میں اور ۲۴ فیصدی بلندی میں اور ۲۶ فیصدی سینے کی کشادگی میں ۷۷ فیصدی پھیپھڑوں کے نشو و نما میں ترقی کر گئے تھے علاوہ ایک پروفیسر کالج نے لیاقت کی حیثیت سے اپنے شاگردوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا۔ بعد میں تحقیقات کیگئی جو طلبا اول میں شامل کئے گئے تھے ان میں سے کوئی تمباکو استعمال کرنیوالا نہ تھا۔ اور جو سب سے پیچھے درجے میں شمار کئے گئے تھے وہ تقریباً سب ہی تمباکو پینے والے تھے۔ غرضکہ یہ امر بہمہ وجوہ پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے

اور اس میں کسی تمباکو نوش کو بھی شبہہ نہیں کہ تمباکو استعمال نہ کرنا تمباکو استعمال کرنے سے بہتر ہے۔ عام آدمی اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ بڑے بڑے عالی دماغ اور جادو رقم ہکسلے جیسے مصنف صبح سے شام تک تمباکو سے ایک دم مفارقت نہیں کرتے۔ لیکن اگر تحقیقات کیجائے تو ثابت ہو جائیگا کہ اگر وہ اس سے محترز رہتے تو اور بھی عمدہ کام کر سکتے۔

ولایت میں چرٹ پینے کی کثرت کو دیکھکر ڈاکٹر فنکلن صاحب ایم۔ ڈی نے ۸ ہ لڑکے نو سال کی عمر کے لیکر دس سال تک ایک جگہ جمع کئے اور انکی صحت جسمانی کی بہت احتیاط کی دس کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا

کہ حُرِیٹ نے ان کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ ۲۲ لڑکوں کے تو ہاضمے خراب ہو گئے تھے اور چھاتی پر ایک قسم کا دھڑ کا پیدا ہو گیا تھا اور ان کی نیند بھی کم ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا قول ہے کہ:۔

تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے۔ وہ کفایت شعاری اور صفائی کا سخت دشمن ہے۔ سانس کو ہمیشہ کے لئے کثیف کر دیتا ہے ہاضمے کو بگاڑتا ہے اور ذہن کو خراب کرتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات عمر کو بھی کم کر دیتا ہے۔

جو لوگ سگار پینے کے عاشق ہیں وہ اسکو غور سے پڑھیں۔ امریکہ کے ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اسمیں پانچ چیزیں ایسی مخلوط ہوتی ہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ اول تمباکو کا تیل۔ دوسرا اُس کاغذ کا عرق جو اسکے اوپر لپیٹا ہوا ہوتا ہے تیسرا سنکھیا جو اس غرض سے ملایا جاتا ہے کہ دھواں سفید نکلے۔ چوتھا شورہ جس سے یہ مد نظر ہوتا ہے کہ تمباکو گر نہ پڑے۔ پانچویں افیون تاکہ پینے کے ساتھ ہی دماغ میں اثر پہونچ جائے۔ کیا اب بھی اسبات میں شبہہ ہے کہ **تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے۔**

تمباکو پر انگلینڈ کے مشہور ڈاکٹر سر بی۔ ڈبلیو رچرڈسن کی رائے بھی عالمانہ ہے وہ لکھتے ہیں

تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے،

۱۔ یہ خون میں کثافت پیدا کرتا ہے۔

۲۔ معدے کو کمزور بنا کر قوت ہاضمہ کو بگاڑ دیتا ہے۔

۳۔ دل کی آرگن یعنے فتور پیدا کرتا ہے۔

۴۔ حواس خمسہ کو آہستہ آہستہ ناکارہ کر دیتا ہے۔

۵۔ دماغ میں بہت سے ردی مادے پیدا کر دیتا ہے جو مضر ہوتے ہیں۔

۶۔ رگوں اور پٹھوں پر برا اثر کرتا ہے۔

۷ - حلق اور نتھنوں میں خشکی اور گرمی جمع کر دیتا ہے۔

۸ - پھیپھڑوں میں ایسے ابخرے پیدا کر دیتا ہے جنسے دائمی بلغم کا اندیشہ ہے۔

اپنے نوجوان دوستوں کے سامنے لائق ڈاکٹروں کے خیالات پیش کر کے میں باادب ملتمس ہوں کہ وہ سطور بالا پر کافی غور فرماویں۔ (رسالہ الرفیق جلد دوم نمبر اول۔ ماہ جنوری ۱۹۰۶ء)

ہم نے یہ بعض حوالے صرف اس غرض سے لکھے ہیں کہ لوگوں کو تمباکو نوشی کے دینی و دنیاوی نقصانات کا علم ہو اور اسکے ترک کرنیکی نہایت کوشش کریں ورنہ ہمکو تو حضرات صوفیہ صافیہ رحمہ کی ممانعت کافی دلیل ہے۔ چونکہ ہمارے خاندان عالیہ نقشبندیہ میں اسکی سخت ممانعت ہے لہذا سب احباب اسکے ترک کرنے کی ضرور کوشش کریں۔

بعض اہل اللہ نے خواب کے ذریعہ معلوم کیا کہ حقہ و چرٹ پینے والے کو مجلس دربار نبویؐ میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوئی کیونکہ حضور علیہ السّلام کو بدبو سے سخت نفرت و کراہت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلال کرنا سنت اور مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور کچّا پیاز و تھوم کھانے سے ممانعت کی گئی۔

ہم اس مضمون کو طول دیکر معرض بحث میں لانا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک قسم کا اتّقا یا احتیاط ہے۔ اور یہ اُنہی کو منظور ہوتا ہے جنکو خوف خدا اور عشق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پاس ہو۔ اور جنکو رات دن بیخوارہی و افیون خوری بمنزلہ غذا ہو اُنکے لئے یہ حروف شاید مفید پڑیں یا مضر۔ فقط۔ والسّلام۔

تمّت بالخیر

مؤلف ھذا فقیر محبوب احمد۔ المعروف عاجز خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی نوری امرتسری عفی عنہ

سفرِ محبوب

یعنی

ضمیمہ رسالہ ہذا

ناظرین اہل دین پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قدرت حق جسطرح گوناگون تغیرات وحادثات میں لگی رہتی ہے اُسیطرح اُسکے اسباب وعلل بھی ساتھ ساتھ پیدا کرتی چلی جاتی ہے کیونکہ ضدوند وکفوو شرکت وہمسری ودیگر نقائص سے منزّہ ومبرّا ہونا صرف ذات واحد مطلق کا خاصہ ہے نہ دیگر کسی مخلوق کا بلکہ اُسکی مخلوق کے لئے یہ سب سامان ضروری اور لازمی ہے۔ اگر آدم علیہ السلام ہے تو اُسکا مدّمقابل ابلیس بھی ہے اگر ابراہیم علیہ السلام ہے تو سامنے نمرود بھی ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام ہے تو فرعون بھی ساتھ ہی ہو۔ اگر سید المرسلین رحمۃ للعالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو ابوجہل ابولہب بھی روبرو حاضر ہے۔ علیٰ ہذا اسی سنّت آلہیّہ کے مطابق اکثر اہل اللہ کے ساتھہ ایسی کئی صورتیں درپیش آئیں اور آتی رہینگی۔ چنانچہ فی الحال اسی سنت اللہ کے موافق ایک واقعہ ملک کرناٹک علاقہ جنوبی ہند میں پیش آیا مختصر کیفیت اُسکی یوں ہے کہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی۔ نقشبندی قادری امرتسری پنجاب کیطرف سے دورہ کرتے ہوئے کوہ نیلگڑی علاقہ مدراس میں پہونچے وہاں مسجد جامع میں مدت دراز رہے اس عرصہ قیام میں آپکے وعظ وتوجہ سے لوگوں کے دلوں کو کشش الہیّہ نے خوب کھینچا اور لوگ سلسلہ رسولیّہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہونے لگے۔ ہاں یہ لطیفہ بھی قابل غور ہے کہ جو ایماندار طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوتا تو بعض جاہل اسکیطرف اسطرح دیکھنے جسطرح کسی نو عیسائی کیطرف دیکھا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک ناپاک روح نے یوں لکھدیا ہے۔

"پادری سے بچگئے اور ہو گئے انکا شکار ہر طرح ہونیکو ہے ایمان رخصت آجکل"

ایک اور ملحد صاحب یوں فرماتے ہیں۔

"خدا محفوظ رکھے اسکی زد سے یہ وہ گولہ ہے   نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو"

جس دن کوئی خوش نصیب طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو جاتا تو فوراً ایک غوغا مچ جاتا۔ مگر خدا نے
حسب وعدہ خود واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون بوستان صدیقیت کا شجر طیبہ نہایت مضبوطی
و ثباتی سے لگانا تھا سو لگا دیا اور دشمن صدیق اکبر روتے ہی رہ گئے۔ نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ لوگ
نمازیں پڑھنے لگے ذکر و فکر و مراقبہ سے مسجدیں آباد ہو گئیں بعض نیک کردار تہجد گذار بھی بنگئے ختمات
قرآن اور مجلس میلاد شریف اور محفل گیارھویں شریف ہونے لگیں اور لوگ افعال قبیحہ سے تائب ہو گئے
شراب فروش بادہ نوش پیر رونے لگے اور بھنگ و افیون خوار چڑنے لگے اور ایماندار لوگ ہندوؤنکو
چھوڑ کر مسلمانوں کی دوکانوں سے سودا خریدنے شروع ہو گئے اور ہر طرح کی اصلاح جب ہونے لگی اور
دینداری کا دور دورہ زور پکڑ گیا تو وہی سنت الٰہیہ کا وقت آگیا۔ یعنی بعض دین کے دشمنوں نے کسی پیر زادہ
حیدر شاہ سیاہ صاحب کو حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے مدمقابل کھڑا کیا۔ یہ پیر حیدر شاہ خود تو
بے علم ہے مگر فتنہ پردازی اور مفسدہ اندازی میں ایسا بے نظیر ہے کہ کوئی مرتد صوفی بھی اسکے برابر نہ ہوگا اور اسکو
اسلئے مدمقابل کیا کہ یہ اپنے باپ دادا کے مریدوں سے ہزارہا روپیہ لوٹ کر عیش و عشرت کرتا تھا انکی خوشامد
یا آئندہ برسی صدقات وصول کرنیکے واسطے اپنی کم فہمی سے مخالفت پر کمربستہ تیار ہو جاتا ہے اختلاف تو
کچھ نہ تھا۔ پیر حیدر شاہ صاحب اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب دونوں حنفی دونوں مقلد دونوں صوفی دونوں
پیر دونوں سنی العقیدہ مگر یاروں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا بلکہ اس جگہ پر وہ مثل صادق آتی ہے جو مشہور ہے کہ
جب منصور عباسی بادشاہ نے لاکھہا سادات کو قتل کیا تو ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے ایک مچھر یا پسو مر گیا فوراً
علماء سے فتویٰ طلب کیا اور حضرت سعید ابن المسیب کے پاس بھی گیا اور عرض کی کہ آج مجھسے سخت ظلم صادر ہوا ہے
اگر آپ للہ کوئی معافی کی تدبیر فرماویں تو ممنون احسان ہونگا۔ آپنے فرمایا وہ کونسا ایسا سخت گناہ ہے کہ جس سے تیرا جی

سنگدل کو بھی رقت ہوئی۔ اُس نے کہا کہ مجھ سے اتفاقاً ایک مچھر مر گیا اسکی کچھ تعزیر یا فدیہ ہے۔ آپنے ہنسکر فرمایا
کہ ارے ظالم لاکھا سادات قتل کر نیسے تیرے دل کو کچھ بھی صدمہ نہ ہوا اور ایک مچھر کا مرنا تجھے ناگوار گذرا افسوس
دور ہو۔ وہی حال ہے بعض ملکوں کے پیروں کا چنانچہ آئندہ واضح ہوگا۔ غرضکہ مریدوں کے اغواء اور اپنی
عیش وعشرت کے قائم رکھنے کیلئے پیر حیدر شاہ صاحب نے اسقدر مخالفت پر کمر باندھی کہ اگر پیر خیر شاہ صاحب کہتے
ہیں کہ خدا ایک ہی ہے تو حیدر شاہ صاحب اسکی ضرور نفی کرینگے یہ مخالفت اس حد تک ترقی کر گئی کہ جنوبی ہند
میں دو جماعتیں (ایک بڑا گروہ تو سنی العقیدہ مولوی خیر شاہ کا طرفدار ہو گیا اور چند اشخاص بازاری لوگ
پیر حیدر شاہ کا حمایتی بنگیا۔) تیار ہو گئیں جب پیر حیدر شاہ صاحب نے دیکھا کہ اسطرح تو دال نہ گلی تو لوگوں
سے مضامین لکھوا کر رسالے چھپوانے شروع کئے جنکا اصلی مضمون تو یہ ہے کہ نقشبندیوں کو دل کھولکر گالیاں
دیجائیں اور انہی دنوں میں ایک تازہ رحمت حق کا ظہور ہوا وہ یہ کہ قدرت الٰہی نے اہل ایمان کے دلوں میں ایک
ولی اللہ مرد خدا نمونہ سادات حق ہادی وقت کی محبت ڈالدی۔ وہ کون یعنے برگزیدہ بارگاہ حقایق آگاہ
رہبر حق جناب حافظ حاجی صوفی حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری
محدث علیپوری مدظلہ۔ اس واقعہ کا تذکرہ اخبار وکیل جلد ۱۳ نمبر ۲۶ صفحہ ۶ اور اخبار وطن جلد ۲۴ نمبر ۳۰ صفحہ ۱۷
اور اخبار اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۲۰ اور جلد ۲ نمبر ۳۰ صفحہ ۵ اور رسالہ انوار الصوفیہ جلد ۴ نمبر ۱ و ۲ اور
پیسہ اخبار اور المجدد وغیرہ میں ہوتا رہا۔ غرض اہل ایمان نے حضرت قبلہ ممدوح کو مورخہ ۱۲ مئی بذریعہ تار بار بار مدعو کیا
آپنے نہایت ہی نظر لطف فرماکر دعوت قبول فرمائی اور علیپور شریف سے ۱۹ مئی مذکور کو روانہ ہوکر راستہ میں
لاہور و قصور و دہلی و بھوپال و بمبئی و پونا وغیرہ مقامات سے سیر کرتے کرتے ۲۰ جون ۱۹۰۶ء کو رونق افروز
بنگلور ہوئے۔ وہاں کے اہل ایمان نے نہایت ہی استقبال و احترام سے آپکی قدمبوسی حاصل کی اور کئی
اسٹیشنوں تک استقبال کو حاضر ہوئے اگرچہ آپکی تشریف آوری سے پہلو اکثر ایماندار آپکے خادم دلی
ہو چکے تھے مگر اور چند احباب مثلاً خان بہادر سیٹھ عبد الرحمن صاحب رئیس اعظم اور سیٹھ صدیق صاحب رئیس

اور سیٹھ محمد قاسم بن خان بہادر سیٹھ عبدالرحمن صاحب اور سیٹھ عبدالستار صاحب کلاتھ مرچنٹ اور دیگر کئی حضرات طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے حضرت قبلہ شاہصاحب وہانپر دو ماہ تک مقیم رہے اور آپکے ساتھ حضرت مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور بھی تھے جنہوں نے بذریعہ وعظ و ہدایات نیلگڑی کے اہل اسلام کی بہت خدمت کی چونکہ سیٹھ عبدالستار صاحب مذکور کا بار بار تقاضا تھا کہ کنور تشریف لیچلیں تو جناب شاہصاحب قبلہ نیلگڑی سے روانہ ہو کر راستہ میں بنگلہ سیٹھ ستار صاحب میں تین روز مقیم رہے اُسوقت تک پیر حیدر شاہ صاحب عرصہ چھ ماہ سے وہاں پر ہی اپنے باپ دادا کے مریدوں کے ہاں ہر طرح سے عیش و آرام میں مست تھے مگر اسقدر مرعوب و وحشت زدہ تھے کہ دہلیز سے باہر تک نہ نکلے۔ نہ مباحثہ کا شوق نہ گفتگو کا خیال نہ مناظرہ کی دعوت بلکہ گویا زندہ ہی نہ تھے۔ کیونکہ وہانپر کوئی سادہ لوح سادہ مزاج سادہ عقل نہ تھا جب حضرت قبلہ کنور سے روانہ ہوئے تو آپنے مدراس اور حیدر آباد کا ارادہ پختہ کر لیا تھا کیونکہ وہاں سے دعوت مع کرایہ وغیرہ آچکی تھی۔ آپنے بطور آرام ایک دن کے واسطے لشکر بنگلور بر دوکان خواجہ غلام نبی صدرالدین صاجان شال مرچنٹ قیام فرمایا۔ صبح کو آپکا ارادہ تھا کہ روانہ ہوں تو خدا نے مسلمانان میسور کے دلوں میں حضرت شاہصاحب کی محبت ایسی ڈالدی کہ یکایک سیٹھ فقیر محمد صالح محمد وغیرہ احباب نے تار دیکر حضرت قبلہ شاہصاحب کو صرف ایک دو روز کے وعدہ پر مدعو کیا اور بذریعہ تحریر عرض کی کہ میسور کے بہت ایماندار آپکے دیدار کے مشتاق ہیں حضرت شاہصاحب نے درخواست منظور فرما کر حکم دیا کہ اسباب سب باندھکر تیار رکھو کہ پرسوں صبح میسور آتے ہی حیدر آباد روانہ ہو جائینگے۔ جب میسور پہنچے تو وہاں کے معززین نے ہاتھ پاؤں جوڑ کر عرض کی کہ للہ فی اللہ آپ چند روز اسجگہ قیام فرما دیں تاکہ ہزار ہا لوگ جو مدت سے منتظر دیدار ہیں محروم نہ رہیں۔ یہ خبر جب حیدر شاہ کے کان تک پہونچی تو اسکے پیٹ میں سخت قرقراہٹ اور پیچش شروع ہوئی نہایت اضطراری و بیقراری کی حالت میں چند چھوکروں کو جمع کرکے اشتہار بنام "اعلان ضروری" ۳۰ اگست ۱۹۰۶ء کو نکالا حضرت قبلہ نے قالوا سلاما پر عمل کرکے جواب نہ دیا۔

پھر دو روز کے بعد ایک پرچہ بعنوان "جماعت علیشاہ کی آؤبھگت میسور میں" ۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کو نکالا۔ پھر چند روز کے بعد ایک پرچہ بنام "جماعت علیشاہ اور اوسکے خلیفہ خیر شاہ کی جہالت" شایع ہوا۔ پھر چند روز کے بعد ایک اور پرچہ "تعزیز المفترین" کی سرخی سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو تقسیم ہوا۔ ان پرچوں میں ایک سنت انبیاؑ بھی پوری ہوئی۔ وہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر گئے تو باوجود ہارون علیہ السلام کی موجودگی کے چند لوگ مرتد ہو گئے تھے اسیطرح ایک دو مرتد حیدر شاہ کے ساتھ ملکر نقشبندیوں کو خوب گالیاں دینے لگے۔ اگرچہ حیدر شاہ نے کئی رسالوں میں بیشمار گالیاں دیں۔ مگر ہم صرف اُنکے ایک ہی رسالہ بنام "چار مسئلوں کی تحقیق" سے چند عام فہم گالیاں نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ ثابت ہو کہ صرف حیدر شاہی قطار گالیوں میں ہوشیار نہیں بلکہ پیر حیدر شاہ بھی اُن سے نمبر اول ہے یا تو گالیاں ایران کے شیعہ کے پاس ہیں یا حیدر کے دل میں۔ وہ چند گالیاں یہ ہیں۔ کافر۔ اکفر۔ خبیث۔ اخبث۔ پلید۔ جادوگر۔ مسمریزم کنندہ۔ بدعقیدہ۔ بے ادب۔ گستاخ۔ منافق۔ ملحد۔ زندیق۔ معلم ملکوت۔ رافضی۔ تقیہ باز۔ دنیا پرست۔ ابلیس۔ خبیث النفس۔ بدباطن۔ جاہل۔ اجہل۔ فریبی۔ مکار۔ غدار۔ رہزن۔ مردود۔ وغیرہ وغیرہ۔ حیدر شاہ کے حنفی ہونیکی یہ بڑی علامت ہے۔ پھر چالاکی یہ کہ بقول "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" یہی حیدر شاہ اپنے ایک خط مورخہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت محدث علیپوری مدظلہ کیطرف لکھتا ہے کہ آپکے معتقدوں نے گالی گلوچ کیا۔ واہ حضرت آپکے اس سچ پر لاکھوں جھوٹ قربان۔ حالانکہ کسی عبدالمجید صاحب نامی ثالث نے ایک پرچہ جسکی سرخی یہ ہے۔ اشتہار صلح الآثار مطبوعہ مدراس میں نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ابتداءً گالی گلوچ اور ہر قسم کی بدزبانی اور بداخلاقی کی پیر حیدر شاہ صاحب کیطرف سے ہوئی اور یہی درست ہے۔ کیونکہ سلسلہ تحریرات کا ابتدائی نمبر حیدر شاہ کیطرف سے ایک رسالہ بنام "صمصام قادریہ علیٰ طائفۃ الزندیقیہ" نکلا تھا جسپر قاضی عبدالغفار صاحب بنگلوری کی بڑے زور شور سے دستخطی تقریظ ہے اس رسالہ میں فرقہ نقشبندیہ وغیرہ کو بلکہ سوائے قادریہ کے اور سب کو زندیق بنایا ہے اور فرقہ نقشبندیہ کی

سخت توہین وتحقیر کی ہے چنانچہ اُسکے مطالعہ سے عقلمندوں کو پتہ لگ جائیگا۔ پھر دوسرا نمبر ایک سادہ لوح حقہ بردار جھو کرے کے نام سے "اشتہار اعلان ضروری" نکالا۔ اب اہل عقل خوب قیاس کرسکتا ہے کہ جسکی تحریر میں اسقدر سلسلہ وار قافیہ وار گالیاں ہوں تو اسکی تقریر میں کسقدر غلاظت ہوگی۔ اور یہ باعث تعجب بھی نہیں کیونکہ جو کچھ وراثت وعنایت اُسکو اپنے بڑے سے ملی وہی اُسکے سینہ وقلب میں ہوگی۔ اور وہی اُسکے اعمال واقوال سے ٹپکتی رہیگی اور وہی طالبوں اور مطلوبوں کو تقسیم کریگا۔ یہ اُسکے بچپن کی ابتدائی عادت ہے نئی نہیں۔ غرض اس روش سے حیدرشاہ اور اُسکی پارٹی کی یہ نیت تھی کہ اس علاقہ جنوبی ہند میں طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ جاری وساری نہ ہو اور یہ پنجاب سے تین ہزار کوس کا فاصلہ طے کرکے یہاں آئے ہیں گالیوں سے ڈرکر بھاگ جائینگے۔ مگر اُن کو کہاں معلوم تھا ؎

همہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — آں سگے کیست کہ بگسلد ایں سلسلہ را

اُن کو خبر ہی نہ تھی کہ یہ آسمانی مشعل تو قوتیں سے روغن لیکر روشن ہے۔ اس کو کوئی خبیث بجھا نہیں سکتا ؎

چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد — اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

آخر الامر جب حیدرشاہ کی تعلیم یافتہ پارٹی نے سخت بدزبانی بذریعہ اشتہارات شروع کی تو اہل ایمان میسور نے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا حضرت قبلہ شاہ صاحب علیپوری ہمکو بھی اجازت ہو تو اشتہارات کا جواب دیا جائے۔ آپنے فرمایا ایسے لوگوں کا جواب دینا شرعاً مصلحت نہیں بار بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ کیونکہ اگر مشتہر یا مخاطب کوئی شریف وفہیم ہوتا تو ایسا اشتہار کاہے کو دیتا۔ ہم خود موجود تھے نیت نیک ہوتی تو خود ہم نیلگری وکنور وبنگلور تھے وہاں پر کسیکو جرأت نہ ہوئی اب یہ محض فتنہ اندازی ومفسدہ پردازی ہے اور کچھ نہیں۔ مگر سیٹھ جماعت اور دکھنی اور بھی جانتے

وغیرہ نے عرض کی کہ خواہ مشتہر رذیل ہو یا شریف ہم ضرور جواب دینگے۔ حضرت قبلہ خاموش ہو گئے۔ اب اہل ایمان میسور نے بھی ترکی بترکی جوابات دینے شروع کئے ادہر حضرت قبلہ شاہ صاحب کی توجہ وتصرف نے وہ رنگ الٰہی دکھایا کہ سبحان اللہ۔ ہر روز سینکڑوں علماؤ سادات۔ عہدہ دار۔ رسالدار۔ تاجر ملازم امرا پیشہ ور۔ فوجی لوگ مع مستورات طریقہ مقدسہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوئے ماسوائے اسکے گردنواح دیہات مثلاً چیند پٹن۔ منڈہ۔ مدہور۔ ہیرٹور۔ ننجن گڈہ۔ گگے سری۔ نوی پیٹ۔ پھکینشوان۔ صالح گرام۔ گنجام۔ سرینگ پٹن وغیرہ کے لوگوں کا اندازہ الگ ہے۔ حضرت قبلہ وہاں پر پانچ ماہ سے زاید مقیم رہے اس عرصہ میں آپنے تمام اسلامی اسکولوں کا معائنہ کیا۔ اور دیگر شاہی محلات اور پرانا شاہی اسلحہ خانہ اور مہارانی کا سکول اور بہت عجائبات ملاحظہ کئے۔ جب اشتہارات کی بے تمیزی اس حد تک بڑہی کہ حیدر شاہ کی گالیوں کا شافی جواب دیا گیا تو ایک پرچہ مطبوعہ مطبع صفدری ۱۶ ستمبر بعنوان "جواب استفسار" نکلا جسمیں اہل ایمان میسور نے لکھا کہ اگر کسی نے کچھ پوچھنا ہو تو بالمشافہ آؤ اور پوچھو۔ پھر مسلمانان میسور کیطرف سے ایک پرچہ بنام "نیاز نامہ" شایع ہوا جسمیں پیر حیدر شاہ کو مخاطب کرکے کہا کہ ۱۰ ستمبر کو میسور آئیے اور حضرت شاہ صاحب جلیپوری اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے روبرو آکر وہی باتیں کریں جو دور بیٹھکر کاغذوں میں لکھتے ہیں۔ اسکا جواب ایک چھوکرے نے یوں دیا کہ اگر تم میسوری مسلمان حیدر شاہ کو بلانا چاہتے ہو تو حیدر شاہ کے خرچی کا ذمہ لے لو۔ دیکھو پرچہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء بعنوان "جماعت علیشاہ کی آؤ بھگت میسور میں"۔ اسکے جواب میں کسی صاحب نے لشکر بنگلور سے یوں جواب دیا کہ لکھو حیدر شاہ کی خرچی کیا ہے ہم دینے کو تیار ہیں۔ دیکھو پرچہ "اظہار حق" مطبوعہ مطبع سلطان الاخبار۔ غرض کہ جب میسوری بہادروں نے حیدر شاہ کی خاطر خواہ دعوت کی اور عزت افزائی فرمائی تو اب پیرزادہ حیدر شاہ کو بھی عقل آئی اور کچھ عرصہ تک پرچے بند کئے اور میسوری مسلمان خصوصاً سیٹھ صاحبان حیدر شاہ سے سخت متنفر ہوئے۔ چونکہ حیدر شاہ کا یہ منتر بھی نہ چلا تو اب اُس نے اور رنگ بدلا۔ وہ یہ کہ مسلمانان میسور کو

لگے بد دعائیں دینے۔ میسوری بھی حضرت وہ یہ سمجھے کہ ان گیدڑ بھبکیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بد دعا لگے تو کسی متقی پرہیزگار کی نہ کہ حیدر شاہ کی جسکو میسور و بنگلور کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ جب یہ تیر بھی خالی گیا تو اب کل مخالفین کی چند پارٹیاں بنگئیں اور سب نے الگ الگ کام بانٹ لئے۔ ایک پارٹی نے جھوٹ بنانا۔ بہتان باندھنا۔ گالیاں دینا غیبیں چلانا ذمہ لیا۔ ایک پارٹی نے یہ کام لیا کہ نقشبندیوں کو بنگلو خصوصاً چھاونی میں آنے نہیں دینا۔ انکا سرغنہ ایک پیرزادہ سیاہ پوش تھا۔ ایک پارٹی نے حکام تک جھوٹی خبریں پہونچانا اور حکام کو بدظن کرنا ذمہ لیا۔ انکا سرپرست ایک سبزپوش تھا۔ ایک پارٹی نے دل سے نئے نئے مسئلے تجویز کر کے پوچھنا شروع کیا جنکے جوابات حضرات نقشبندیوں نے وعظوں میں مفصل بیان کر دیئے۔ خصوصاً ہمارے دوست بلبل ہزارداستان طوطی شیریں بیان حافظ مولوی ظفر علیصاحب پسروری کے وعظوں اور لکچروں اور تقریروں نے وہ ہلچل مچا دی کہ مخالفین کی زبانیں گنگ اور قلمیں شکست ہوگئیں۔ ایک پارٹی صرف دھمکیاں دینے اور ڈرانے پر مقرر ہوئی تھی۔ انکا یہ کام تھا کہ لوگوں کے گھر جا کر یا بلا کر کہتے کہ اگر علماء پنجاب یہاں بنگلور آگئے تو دیکھو کیا ہوگا۔ وہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ مسافر ڈر کر بھاگ جائینگے۔ انکو یہ خبر نہ تھی کہ یہ ترکی بہادر تو ریس منحوس کو وہ لحظہ میں ہزیمت دیدینگے اور بیچارے کیا چیز ہیں۔ آخرالامر بعد پانچ ماہ کے حضرت قبلہ شاہصاحب علیپوری نے ارادہ روانگی کا ظاہر فرمایا جبپر اہل ایمان میسور نے ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کو ایک رخصتی جلسہ عام بمقام ٹون ہال میسور مقرر کیا۔ چنانچہ بذریعہ اعلان سب کو اطلاع دیگئی۔ ہزارہا لوگ جمع ہوئے۔ ۲۶ صدر کو بعد مغرب ایڈریس پڑھا گیا۔ اور صبح کو باشان و شوکت روانہ ہوئے اور ساتھ ہزارہا لوگ وداع کرنیکو ہمرکاب چلے۔ اور وہاں پر جناب نواب میرصاحب نظام الدین علیخانصاحب رئیس اعظم میسور نے ایک گاڑی سیلون (جو خاص راجہ یا لاٹ کیواسطے مقرر ہے) اپنی طرف سے تجویز کر کے حضرت شاہصاحب کو مع خلفاء کرام کے سوار کیا۔ راستہ میں جسقدر اسٹیشن آتے گئے تو ہر اک جگہ احباب نے استقبال کیا چنانچہ اسکی مختصر کیفیت رسالہ

انوار الصوفیہ لاہور جلد ۸ نمبر ۱و۲ صفحہ ۶ وغیرہ۔ اور اخبار اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۵ میں مندرج ہے۔ غرضکہ حضرت قبلہ شاہصاحب ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کی عصر کے وقت اسٹیشن سٹی بنگلور پہونچے جہانپر کثرت سے اہل ایمان بغرض استقبال حاضر تھے حضرت قبلہ کو نہایت عزت و احترام سے میاں غلام دستگیر صاحب رسالدار کے بنگلہ متصل پرانی سوارلین میں مقیم کیا۔ یہ رسالدار نہایت مخلص اور محب صادق خدمتگار ہے قریباً ایک ماہ وہانپر آپنے قیام فرمایا حضرت شاہصاحب کی توجہ و تصرف نے وہ کام کیا کہ چھ چھ کوس بارہ بارہ کوس سے خلقت آئی اور بیعت کر کے چلی جاتی۔ اور سٹی بنگلور کے بہت لوگ آنکر داخل ہوئے۔ آخرالامر شہر بنگلور کے اہل اسلام نے استدعا کی کہ ہم کاروباری اور تاجر دو کاندار ہیں سوارلین تک آتے جاتے بہت ہرج ہوتا ہے علاوہ ازیں اتنی مسافت پر بوڑہے بچے اور مستورات کا آنا جانا نہایت ہی دشوار ہے لہذا حضرت قبلہ اگر شہر میں تشریف لیچلیں تو زہے قسمت ہماری۔ آپنے بنظر ترحم و تلطف سٹی جانیکا وعدہ فرمالیا۔ آپنے ایک ماہ کے بعد بنگلہ رسالدار صاحب سے تشریف لیجاکر سٹی محلہ ٹھلبند واڑی حویلی صوبیدار سید محمد صاحب میں قیام فرمایا۔ وہانپر ایک عباس خانصاحب ٹمبر مرچنٹ ہیں جو نہایت ہی لائق وفادار جان نثار رفیق دوست ہیں اور حکیم عبدالستار صاحب اور قاضی عبدالباسط صاحب بڑے خلیق الطبع سلیم اللسان ہیں ان احبابنے بہت اخلاصمندی سے خدمت کی اسی محلہ کی مسجد میں وعظ بھی روزانہ ہوتا تہا اور حضرت قبلہ وہاں ہی جمعہ پڑہاتے رہے اور بعد مغرب حویلی مذکور میں حلقہ ذکر و مراقبہ و وعظ نہایت زور و شور سے ہوتا رہا خلقت بیشمار سلسلہ مقدسہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ مسجد مذکور الصدر مخالفین کی کمیٹیوں کی ایک برانچ تہی اور عرصہ تیس ۳۰ سال سے مخالفین کا تعلق و تصرف تھا۔ ہمارے قبلہ کے خلاف وہانپر کئی تجویزیں ہوتی تہیں۔ اہل محلہ کو سخت تاکید سے کہا گیا تہا کہ خبردار! نقشبندی علما اور سادات اس مسجد میں نہ آویں نہ وعظ کریں نہ کچھ دخل دیں ایسا نہو کہ مسجد ناپاک ہو جائے اور تم لوگ کافر ہو جاؤ۔ اس مسجد میں ایک بزرگ سعید پاشا صاحب قادری سید ہے متولی

تھے اُنکو حاسدین نے نہایت ہی ور غلایا تھا بلکہ وہ اپنی بزرگی سادہ پن کیوجہ سے مخالفین کے دام تزویر میں
کچھ پھنس گئے تھے مگر جب حضرت شاہصاحب کی نورانی صورت پر نظر پڑی تو فوراً دل سے معتقد ودوست
بنگئے اور مخالفین کی بیہودہ گوئیوں سے سخت ناراض ہوگئے اور اُنکے حسد وضد پر افسوس ظاہر کیا
اور شاہ صاحب موصوف نے حضرت قبلہ کو دعوت پُرتکلف دی اور آثار شریف کی زیارت بھی آپکو کرائی۔
اور جب تک حضرت وہاں رہے وہ بزرگ ہمیشہ آتے رہے جس سے مخالفین کی کمریں ٹوٹ گئیں ادہر
چکرائے حواس باختہ ہوگئے اور یہ سمجھو کہ یہ شیر ببر (شاہصاحب) صدر چھاونی میں بھی دورہ اور قبضہ کریگا! ب
سبز پوش تو گھبرا کے گھبر پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار! دیکھنا کہ یہ نقشبندی جماعت کہیں صدر چھاونی
میں نہ آجائیں نہ اُنکو مسجدوں میں آنے دینا نہ اُنکا کہیں وعظ ہو۔ اِدہر حکام تک جھوٹی خبریں پہونچائیں
بعض لوگ صرف لوگوں کو بہکانے پر مقرر تھے بعض لوگ پانچ پانچسو روپیہ شرط باندہتے تھے کہ نقشبندی
صدر لشکر میں آہی نہیں سکتے۔ ادہر کالا پیر حیدر شاہ منتر پڑہکر حصار باندہتا اور قصیدہ غوثیہ پڑہکر میخوں پر
دم کرتا اور کئی چلے وظیفے کرتا تاکہ نقشبندی جماعت کہیں صدر لشکر میں نہ آجائے۔ مگر اُس دشمن عقل اور کور باطن
کو یہ خیال نہ آیا کہ اِن چیزوں کی تاثیر تو وہ پاتا ہے کہ جس نے صدق مقال ورا کل حلال اور نیت صاف
سے عمر گذاری ہو۔ پھر جس نے تمام عمر کبھی نہ سچ بولا نہ حلال کھایا نہ نیت صاف رکھی اُسکو ایسے عملیات سے
خاک فائدہ ہوگا اور بفرض محال اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو آفتاب کے مقابل کیا ہوگا۔ کانٹا لیکر شیر کو ڈرانا
سوزن لیکر جنگ کرنا کسقدر حماقت ہے اور بعض بدقسمت لوراندن یہی دعا مانگتے رہے۔ ؎

خدا محفوظ رکھے اسکی زد سے یہ وہ گولہ ہے — نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو

مگر اُنکی دعائیں بحکم وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ سب کی سب رائگاں گئیں اور یہ خدا کی ہیبت آمیز
اور اسلامی ڈانامیٹ کا گولہ مخالفین کے سروں پر پھٹ ہی گیا اور مخالفین کی صورتیں بھی مانند لباس کے
سیاہ ہوگئیں اور جگر تھام کر دل پر ہاتھ رکھکر یوں کہتے رہ گئے۔ ع۔ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔

غرضکہ حضرت شاہ صاحب مع ہر دو خلفاء کرام لشکر بنگلور میں رونق افروز ہوگئے۔ چونکہ یہاں پر خلقت مدت مدید سے
منتظر و مشتاق دیدار تھی اسلیئے آتے ہی لوگ سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔
اگرچہ مولوی حافظ ظفر علی صاحب پسروری کے لکچروں نے لوگوں کے خیالات کی بہت ہی اصلاح کردی تھی
اور لوگوں کے دلوں سے شکوک و اوہام کافور ہو چکے تھے مگر دوبارہ قند مکرر سمجھکر حضرت شاہ صاحب
قبلہ کا وعظ لال مسجد میں دس پندرہ روز متواتر ہوتا رہا پھر مسجد قصابان میں (جو قاضی بنگلوری کے زیر تحت
کارروائی کیا کرتے تھے۔) روزانہ ۱۱ دن تک وعظ ہوتا رہا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ آجتک ایسا متشرع
متقی متبع سنت پابند عقائد حقہ حنفیہ پکا خالص مخلص خیر خواہ اس علاقہ میں نہ آیا نہ دیکھا گیا تو انکی
آنکھیں کھلیں اور اصلی اور جعلی پیروں صوفیوں میں تمیز کرنے لگے۔ کیونکہ اس سے پہلے جسقدر پیر و مشائخ
آچکے تھے وہ اکثر حیدر شاہ کیطرح تھے اور انہی پیروں کو دیکھکر لوگ بد عقیدہ اور وہابی بنگئے تھے کیونکہ جب
اُنمیں کوئی علامت تصوف یا پیری کی نہ تھی تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ بیکار صوفی اور نقلی پیر ہیں اور وہ وہابی
بنگئے۔ مگر چونکہ خدا نے اُنکی اصلاح ایک ہادی من اللہ رہبر صادق کے ذریعہ کرنی تھی اسلیئے تمام عقلمندوں پر
یہ راز کھل گیا کہ رسولی طریقہ کیا ہے اور حیدر شاہی طریقہ کیا ہے۔ اور رسولی طریقہ چھوڑکر حیدر شاہی
طریقہ اختیار کرنا کس عقلمند دیندار کا کام ہے بعض احباب سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حیدر شاہ کے
مرید تو نہیں بنتے اور صرف منہ سے قبلہ قبلہ کہتے ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ مرید تو اسلیئے نہیں ہوتے کہ
اسکے حالات سے سب بخوبی بنگلوری واقف ہیں اور اسمیں پیری کی کوئی صفت ہی نہیں۔ اور قبلہ اسلیئے
کہتے ہیں کہ اسکے باپ دادا کا ادب ہمکو ملحوظ خاطر ہے۔ فی الواقع سب کا یہی خیال ہے۔ خیر جب ہزار ہا مرد و زن
اہل ایمان طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہوگئے تو وہ پارٹی جو غیبتیں چلانے پر مقرر تھی ٹھنڈی
ہوگئی۔ بلکہ اُن میں سے کئی لوگ داخل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئے اور وہی لوگ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ
پیر حیدر شاہ اور قاضی بنگلوری کی ایک بات بھی سچی نہ نکلی اور انکا سارا بیان تحریری تقریری بالکل غلط

اور جھوٹ ہی نکلا، افسوس صد افسوس۔ نہ پولیس نہ حکام کا دخل نہ کسی خبر کی شرارت چلی اسجگہ پر یہ
بات بھی قابل ذکر ہے کہ خان بہادر عبدالرحمن صاحب مجسٹریٹ درجہ سیکنڈ لشکر بنگلور کے احسانات کا
بھی شکریہ واجبات سے ہے جنکی توجہ سے پنجاب کے علماء کو کسی قسم کی امداد ملی۔ الحمد للہ علے احسانہ۔ ایسی
مخمصہ کیحالت میں حیدر شاہ نے ایک اور حرکت مذبوحی کی وہ یہ کہ ایک دو خط بذریعہ رجسٹری بنام جناب
قبلہ مومنین وکعبہ اہل دین حضرت شاہ صاحب علیپوری اور بنام مجاہد اکبر مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی
امرتسری روانہ کئے جنمیں حیدر شاہ صاحب نے کچھ مناظرہ کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اگرچہ اہل ایمان کو حیدر شاہ کا
مبلغ علم تو معلوم تھا سمجھے کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا"۔ یہ بیچارہ قابل مباحثہ کہاں۔ مگر تاہم جامع
علوم مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب پسروری نے وعظ میں علی الاعلان کہدیا کہ کاغذی جہاز وہ
اور اشتہاری گھوڑوں سے کچھ فایدہ نہیں نہ ہمکو پسند ہے۔ ہاں جس نے جو پوچھنا ہو آوے اور بر سر
عام مجمع اہل اسلام میں پوچھے۔ سائل کا کام ہے دروازہ پر آنکر خیرات مانگنا نہ یہ کہ گھر میں حکومت سے کہے کہ گھر والو
صدقہ خیرات بھیجو! اگر مناظرہ منظور ہے تو علمی امتحان وید ویاسند پیش کرو۔ ورنہ جاہلوں اور ضدیوں سے
مناظرہ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مختصر کیفیت اخبار برق سخن لشکر بنگلور جلد تین ۳ نمبر اول۔ ۱۵ مارچ صفحہ ۷ میں
مندرج ہے۔ غرض حضرت قبلہ مدظلہ اور مولویصاحب مذکور الصدر نے چند روز آیۂ وَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
پر عمل کیا اور چپ رہے۔ پھر چند روز کے بعد جناب نواب غلام محمد خانصاحب کولار اور ڈپٹی عزیز الدین
صاحب کولار اور میر حمزہ حسین صاحب جج کولار نے حضرت شاہ صاحب قبلہ مدظلہ کو مدعو کیا بلکہ جج صاحب
حضرت کے ساتھ ساتھ رہے۔ جناب حضرت شاہ صاحب قبلہ کولار پہونچے تو وہاں ڈپٹی صاحب مذکور الصدر
کے مکان پر مقیم رہے اور ڈپٹی صاحب نے بہت ہی خدمت کی حالانکہ حضرت قبلہ کے ساتھ کئی سوداگر پنجاب سے
تشریف لائے تھے مگر ڈپٹی صاحب نے نہایت فراخدلی سے کام لیا۔ حضرت وہاں تین روز مقیم رہے اور ہر روز
حلقہ ذکر و مراقبہ اور وعظ ہوتا رہا۔ اور لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے گئے پھر نواب صاحب ممدوح الذکر نے

حضرت قبلہ کو مع قافلہ کے خاص اپنے جیب سے مصارف ریل وغیرہ خرچ کرکے گولڈن فلیس (سونیکی کان) دکھانیکے واسطے حضرت قبلہ شاہصاحب کو ساتھہ لیکر گئے۔ اور اپنے خاص مکان مکلف میں مقیم رکھا۔ اور حضرت قبلہ کے علاوہ آپکے ہمراہیوں اور درویشونکی علی حسب قدرہ نہایت خاطر و تواضع کی۔ یہ نوابصاحب نہایت خلیق و حلیم الطبع سلیم اللسان اور بہمہ رو وسنی العقیدہ ثابت ہوئے ہیں کبر و نخوت انکے نزدیک بھی نہیں آیا۔ دوسرے روز نوابصاحب مذکور نے خاص گاڑیاں تیار کراکر حضرت قبلہ کو گولڈن فلیس کا کارخانہ مع احباب دکھایا۔ بعد ازاں واپس آنگرات کو مجلس میلاد شریف مقرر ہوئی جسمیں حضرت قبلہ مع احباب شریک تھے اور نواب صاحب نے خود بھی نہایت عمدگی سے نعت پڑھی اور صبح کو ناشتہ جلدی تیار کراکر عین گاڑی کے وقت پر حضرت قبلہ کو رخصت کیا اور پھر دوبارہ بھی واپسی اخراجات اپنی طرف سے دیئے۔ اور بورن پیٹ تک خود بھی ساتھہ ہی آئے اور حضرت قبلہ شاہصاحب نے جمعہ وہاں ہی پڑھا اور حافظ مولوی ظفر علیصاحب نے دیر تک وعظ کیا پھر مغرب کے بعد حلقہ ہوا۔ خدا کے فضل سے وہاں بھی کئی لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں شامل ہوئے۔ باوجودیکہ یہاں پر بھی نواب صاحب موصوف کا مکان نہایت وسیع اور فراخ تھا مگر وہ بھی کافی نہ ہوا۔ اسقدر ہجوم تہا۔ بعد از حلقہ ذکر و مراقبہ کے پھر اُسی مسجد مذکور میں مولانا پیر خیر شاہصاحب امرتسری نے بارہ بجے رات تک وعظ فرمایا جس سے سامعین پر ایک حالت وجد طاری ہوئی۔ صبح کے چار بجے اٹھکر ریل پر سوار ہوا اور سات بجے بنگلور پہونچے۔ چونکہ اہالیان میسور کو پانچ ماہ کے صدمۂ فراق نے سخت پریشان کر دیا تہا اسلئے اُنہوں نے نہایت عاجزانہ التماس کرکے دوبارہ جانیکا بارہا وعدہ کرالیا تہا لہذا حضرت قبلہ آتے ہی براہ راست سیدھا میسور اور منڈہ کو مع چند احباب ہمراہی پنجابی تشریف لیگئے اس عرصہ مذکورہ بالا میں احباب نیلگری نے بصد اصرار مولانا پیر خیر شاہصاحب امرتسری کو بتقریب عرس شریف جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ مدعو کیا تہا اور مولانا موصوف الصدر وہاں پر تشریف لیگئے ہوئے تہے تقریباً ایک ماہ رہکر جلسہ عرس شریف کو نہایت خوبی سے سرانجام دیکر واپس لوٹ آئے تھو

اور تبلیغ دی ہیں جو بعض منافقین نے یہ جہوٹی افواہ مشہور کی تہی کہ بہت مسلمان طریقۂ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مرتد ہو گئے وہ بالکل جہوٹے اور غلط ثابت ہوئے۔ اگرچہ پہلے بہی ایک اشتہار مورخہ ۱۷ شعبان ۱۳۲۵ھ کے ذریعہ خبر مذکور کی کامل تردید ہو چکی تہی مگر لوگوں کے حالات و بیانات سے اور بہی عمدگی سے مخالفین کی کذب بیانی ثابت ہوئی۔ جب حضرت قبلہ میسور سے دوبارہ تشریف لائے تو آپنے آتے ہی روانگی کی رائے مبارک ظاہر فرمائی۔ جسکے سننے سے بنگلور و لشکر وغیرہ کے صادق الایمان مسلمانوں کو سخت صدمہ پہونچنے کی پوری توقع ہو گئی۔ آخرش جوشیلے مسلمانوں نے حضور پرنور قبلہ کو ایڈریس دینے کی تجویز کی چنانچہ بنگلور کے خاص خاص احباب اہل ہمت خصوصاً عباس خاں صاحب ٹمبر مرچنٹ سکرٹری انجمن میسور اور حکیم عبد الستار صاحب و قاضی عبد الباسط صاحب وغیرہ نے کمال دلی خلوص اور جانفشانی سے جلسہ ہذا کو کل سامان (کرسیاں۔ قالین گیس۔ گلدستے وغیرہ) مہیا کئے اور ایک اشتہار کے ذریعہ خاص و عام اہل اسلام کو اطلاع دی کہ بتاریخ ۱۳ اپریل بروز اتوار بعد مغرب بمقام ٹوڈنا ہال بنگلور جلسہ الوداعی جناب فیضمآب عمدۃ السالکین قدوۃ الزاہدین تاج العابدین زبدۃ العارفین ہادی حق حضرت مولانا مولوی حاجی۔ حافظ۔ صوفی سید جماعت علیشاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری محدث علیپوری ادام اللہ برکاتہم علی العالمین قرار پایا ہے۔ اور ساتھہ ہی یہ تجویز بہی پاس ہوئی کہ صدر جلسہ ہذا جناب خان بہادر محمد عبد الرحمان صاحب مجسٹریٹ متعین ہوں۔ چنانچہ یہ رائے بالاتفاق پاس ہوئی اور دوسری بیرونی مقامات پر بعض نوابان و رؤسا عظام کو بذریعہ تار اطلاع دیگئی آخر الامر وہ دن مقررہ بہی آگیا۔ لوگ بیشمار ہر طرف سے آئے اور نماز مغرب کی جماعت اسی میدان میں مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری امرتسری نے کرائی جسکو دیکھکر مخالفین بہی رعب کہا رہے تھے۔ بعد نماز مذکورہ ہال میں حضرت شاہصاحب علیپوری تشریف فرما ہوئے اور ساتہہ وہ احباب ذی عزت جو پنجاب سے حضرت شاہصاحب کی قدمبوسی کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے کرسیو نپر جلوہ نما ہوئے۔ اور چند منٹ کے بعد صدر صاحب

ممدوح الصدر ہی تشریف لائے بعض حضرات نے بآواز بلند کہا کہ خان بہادر صاحب صدر جلسہ مقرر
ہوئے ہیں جسپر کئی احباب نے تائید کی اور اسکے بعد صدر صاحب نے مختصر تقریر فرماکر صدارت منظور فرمائی
باجازت صدر صاحب حسب تفصیل پروگرام کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے کسی صاحب نے کچھ قرآن شریف
پڑہا۔ پھر مولانا میر محمد حسین صاحب حنفی نقشبندی امام مسجد میمنان میسور نے نہایت تجوید و قرأۃ اور آواز دلکش
سے قرآن شریف پڑہا۔ بعدہٗ ایک دو صاحبوں نے خوشنما آواز سے نعت و قصائد پڑہے اسکے بعد توفیق
صاحب شاعر بنگلوری اور مولانا غلام محمود صاحب شاعر بنگلور مولانا مولوی عبداللہ حسین صاحب خلیل
ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ شنکر بنگلور نے کچھ چیدہ چیدہ غزلیں طبعزاد خود پڑہیں اور ایک مسدس محب رفیق
مولانا محمد عبداللہ شریف صاحب تصدیق مدرس دوم نے ایسے دردناک لہجہ اور سوز دل سے پڑہی
کہ ہزارہا آدمیوں کے دلوں کو ہلادیا۔ پھر ازاں بعد مولانا مولوی عبداللہ خلیل صاحب مذکور الصدر
اور مولانا مولوی واحد علیخانصاحب نے علیحدہ علیحدہ دو ایڈریس پڑہکر سنائے۔ اسکے بعد جوابی مضمون
منجانب حضرت شاہ صاحب قبلہ علیپوری مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور نے
پڑہکر سنایا۔ جسکے سننے سے حاضرین کے دلوں پر ایک خاص اثر محسوس ہوا۔ پھر اگرچہ وقت نہ تھا مگر باجازت
صدر صاحب جیسے سیٹھ میسوری نے ایک قصیدہ فراقیہ پڑہا۔ اختتام پر حضرت صدر جلسہ صاحب نے تقریر پڑہنا
شروع کی۔ تقریر کیا تہی گویا سمندر عشق کے موتی تھے ہر اک لفظ دلوں پر منقش و کندہ ہو رہا تہا۔ خدا جانے
صدر صاحب کے دل اور سینہ میں کیا ایسی قوت برقی چمک رہی تہی کہ انکے لفظوں کی تاثیر سامعین کے دلوں کو
حالت وجد میں لا رہی تہی۔ صدر صاحب کے اخلاص و محبت و عقیدت معنوی صورت خود انکے لفظوں سے
ظاہر ہو رہی تہی۔ اُس تقریر دلپذیر کا حظ و لطف نہ صرف خود صدر صاحب کو ہی آرہا تہا بلکہ کل ارباب جلسہ
کی آنکھوں سے اک عجیب آب روانی تہی۔ انکے ہر اک لفظ میں جداگانہ لذت تہی۔ ہم ناظرین کے خوش
کرنیکے لئے خلاصہ لکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے (۱) آج میں آپ صاحبان کے ساتھ بحیثیت صدارت ایک

نمونۂ انبیاء بنی اسرائیل (شاہ صاحب) کو رخصت کرنیکے لئے جلسہ میں شامل ہوں۔ (۲) جب سے میرے پیر و مرشد حضرت صاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں اس دن سے جنت کے باغوں کے نقشے ہر جگہ لگا دیئے ہیں اور آپ صاحبان کو انکی میوہ خوری کی تجویزیں کافی طور پر فرما دیں۔ (۳) آپ صلجبزادے نے ہر چند شاعرانہ یا ناشرانہ زور طبع دکھا کر قبلہ موصوف الصدر کی تعریف کی مگر میرے نزدیک مشتے نمونہ از خروارے بھی نہ ہوئی (۴) کیونکہ جن لوگوں کی تعریف خدا نے قرآن میں بیان فرمائی ہے حضرت شاہ صاحب علیپوری بھی انہی میں سے ہیں (۵) آپ عابد ہیں۔ حاجی ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ سید السادات ہیں (۶) آپ جیسے لوگوں کی مدح میں بارہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ خدا خود انپر سلام بھیجتا ہے سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ سے مراد ایسے ہی اصلی سادات ہیں (۷) اور ایسے لوگوں کی خدمت و ادب کرنا۔ انکی محبت رکھنا متابعت کرنا انہی کا کام ہے جنکو فلاح دارین اور خلاصی عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے (۸) خدا نہ کرے کہ کوئی شخص انکی مخالفت و عداوت میں پھنسکر اپنے ایمان و اسلام کو برباد کرے اور لوگوں کو بھی دین حق سے محروم رکھنے کی کوشش کرے۔ (۹) مجھے یقین نہیں کہ کوئی مسلمان کہلا کر ایسی بیجا حرکت کرے (۱۰) چونکہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میری طبیعت کچھ ناساز ہے اسلئے آپکی مغز خراشی یا تضییع اوقات میرا مقصد نہیں (۱۱) میں ایک رباعی پڑھکر ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ — کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و داماں آل رسولؐ

(۱۲) اس رباعی کو پڑھکر صدر صاحب سخت دردناک رنگ میں روئے اور اپنے دونو ہاتھوں سے حضرت شاہ صاحب کا پیراہن پکڑ لیا اور تین بار مذکورہ بالا رباعی پڑھی اور ہر بار روئے۔ ساتھ ہی ساری مجلس کے دل بھڑک اٹھے اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا۔ اسلئے حضرت شاہ صاحب نے صدر صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا اور دعا کیواسطے کھڑے ہوئے۔ اور اسی ضمن میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ

مجھے ہر چند ناحق ستایا گیا اور ہر طرح سے بدزبانی گالی گلوچ سے یاد کیا مگر تم گواہ رہو کہ میں نے سب کو معاف کر دیا کیونکہ میرے آباؤ اجداد کا یہی طریقہ حسنہ تھا اور میں بھی سب دوستوں کو اسی بات کی تاکید کرتا ہوں اسکے بعد حضور قبلہ شاہ صاحب نے اسیوقت بر سر عام تین بزرگوں کو دستار خلافت عطا فرمائی اور بیعت لینے کی اجازت بخشی۔ ایک تو مولوی سید عبد اللطیف صاحب کابلی حال وارد میسور۔ دوسرے مولانا مولوی غلام محمد صاحب صفی سرہنگ ہٹی تیسرے مولانا عبد اللہ حسین صاحب خلیل مدرس اول لشکر بنگلور۔ یہ ہر سہ صاحبان نہایت شریف اور مخلص متواضع سلیم الطبع اور اہل علم ہیں۔ بعد از اعطائے خلافت طریقہ نقشبندیہ کے حضرت شاہ صاحب نے چند پند سودمند زبان شیرین بیان سے فرمائے۔ بالخصوص خلفاء ثلاثہ موجودہ جدیدہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے صاحبان! رازق حقیقی اُسیکو جانو جو تمہارا مالک و خالق ہے۔ عبادت بپا کرو تاکہ اُسکا اجر معبود سے تمکو ملے۔ حق گوئی پر ہر وقت کمربستہ رہو۔ اپنے مولا کو کسی حال میں نہ بھولو۔ سوائے جبار و قہار کے اور کسی سے نہ ڈرو۔ اور خلق اللہ کے نفع و نقصان کو اپنے ذاتی نفع و نقصان پر مقدم سمجھو۔ جہانتک ہو سکے مخلوق کی ہمدردی و خیر خواہی لازم پکڑو۔ فقط۔

چونکہ قبل از روانگی تین دن پہلے اطلاع دیگئی تھی کہ حضرت صاحب فلاں روز روانہ ہوں گے لہٰذا حسب اطلاع بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء بروز چہارشنبہ ٹھیک پانچ بجے دن کے ہزارہا اہل اسلام خاص و عام از قسم علمائے سادات و فقراء و تجار و دوکانداران ہر قوم میمن و لبّی و دکھنی وغیرہ خصوصاً نواب صاحب میسور میر نظام الدین علیخانصاحب اور نواب میر حسام الدین علیخانصاحب اور نواب کولار جناب غلام محمد خانصاحب اور خان بہادر عبد الرحمان خانصاحب مجسٹریٹ لشکر بنگلور اور ملٹری کے دوست رسالدار و صوبیدار و جمعدار وغیرہ بھی حاضر خدمت تھے۔ جسوقت حضرت قبلہ کی سواری نکلی تو احباب مذکور الصدر آپکے یمین و یسار سوار و پیادہ تھے ایک عجیب و غریب شاندار جلوس نظر آتا تھا اس جلوس کے دیکھنے کو بیشمار دیگر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے بلکہ مخالفین کے جگر دیکھ دیکھکر پاش پاش ہو رہے تھے

جب سواری اسٹیشن پر پہونچگئی تو صدہا یوروپین اور دیگر اقوام کے لوگ دیکھکر حیران تھے کہ خدایا یہ تیرا محبوب کہاں سے آیا۔ حاضرین اہل اسلام کی حالت ایک قیامت کا نمونہ تھا۔

ہزارہا آوازیں گریہ وزاری کی آرہی ہیں اور جدائی کے صدمہ سے جگر پھٹ رہے ہیں۔ آنکھوں سے اشک جاری۔ دلوں کو بیقراری۔ ہر اک اپنے اپنے درد سے مضطرب و بے چین۔ کوئی حسرت زدہ حالت پژمردہ۔ ایک سخت شور برپا تھا۔ آنکھیں سرخ رنگ زرد آہ سرد۔ کوئی قصائید مدحیہ پڑھ رہا ہے کوئی وعدہ لے رہا ہے کوئی پتہ لکھہ رہا ہے۔ کوئی دعائیں منگوا رہا ہے کوئی وظیفہ طلب کر رہا ہے۔ کوئی خاموش دم بند ہے۔ اتنے میں سیٹی ریل بجی اور ریل چلی۔ پھر احباب کی حالت کا خدا ہی نگہبان۔ کئی لوگ تو اُسیوقت غش کہا کر گر گئے۔ ناظرین نے احباب حاضرین کا نقشہ تو غالباً دیکھ لیا ہے مگر ساتھہ ہی آپ اسکا بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جبکہ ہزارہا لوگوں کی فرداً فرداً یہ حالت تھی تو جس ذات مقدس کے صرف ایک تنہا وجود پر ان تمام حالتوں کا اثر پڑا ہوگا اُسکا کیا حال ہوگا۔ یعنے حضرت شاہصاحب کی طبیعت کو ہزارہا دوستوں کی جدائی کا صدمہ پہونچنے سے جو حالت ہوگی اُسکا اندازہ ہم نہیں کر سکتے بلکہ حضرت قبلہ کو ہی معلوم ہے۔ الغرض وہاں سے سوار ہوکر بروز جمعہ بمبئی پہونچے وہاں سے ایک روز احمد آباد رہے دو روز دہلی دو روز رہتک علی ہذا القیاس قصور و لاہور و امرتسر و سیالکوٹ وغیرہ دورہ کرتے کرتے خاص علیپور شریف پہونچے۔ بنگلور سے تا سیالکوٹ جسقدر اسٹیشن بڑے گذرے سب احبابنے نہایت جوش و محبت سے استقبال کیا اور سبنے اپنے اپنے صدق و اخلاص کا پورا پورا ثبوت دیا۔ بعد ازاں علیپور شریف سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ لاہور کا بتاریخ ۹ و ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء حسب دستور سالگذشتہ مقرر تھا جسمیں بڑے بڑے علما نامدار و صوفیا کرام وغیرہ بکثرت شامل ہوئے حضرت شاہصاحب کیطرف سے حاضرین کو عمدہ دعوت دیگئی اور ختمات شریف اور مولود شریف اور وعظ کے بعد سب کو آثار شریف کی زیارت کرائی گئی اور کھڑے ہوکر سلام پڑھا گیا۔ بعد از اختتام حضرت شاہصاحب نے

فاتحہ اور دعائے خیر فرمائی اور جلسہ مبارک کا انجام بخیر ہوا۔ حضرت شاہصاحب نے جب بنگلور سے روانگی کا قصد ظاہر فرمایا تو پہلے دن بنام منشی جلال الدین صاحب شریف ایک اشتہار عام دیا گیا جسمیں مخالفین حق کو تین روز کی مہلت دیکر اجازت دیدیگئی تھی کہ جس صاحب کو جس قسم کا شک وشبہہ ہو یا کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو آنکر دریافت کرے۔ مگر افسوس کہ کوئی صاحب حرف پوچھنے کی جرأت نہ کرسکا بعدہ کوئی نیک نیت حاضر ہوا۔ اب ہم مخالفین حق کے سوالات کا جواب بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ صورت اختلاف بھی ناظرین کے ملحوظ خاطر رہے اور حقیقت کھل جائے۔

سوال مخالفین حق۔ مولوی خیر شاہ صاحب نے جو شجرہ شریف تالیف کیا ہے اُسمیں لکھا ہے حضرت ابوبکر صاحب اور رضی اللہ عنہ نہیں لکھا تو یہ علامت روافض کی ہے۔ **الجواب**۔ ان کو دو آیتوں سے ثابت کردیا گیا کہ خدا نے حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر لفظ صاحب استعمال کیا ہے۔ دیکھو مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی یعنے تمہارا صاحب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نہ تو گمراہ ہے نہ ٹیڑھی راہ پر ہے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ یعنے جسوقت کہا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب (صدیق اکبرؓ) کو مت ڈر۔ جاہلوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ الفاظ صاحب۔ صحابی۔ صحابہ۔ صحبت۔ مصاحبت باہم ایک ہی مادہ رکھتے ہیں پھر کونسا کفر ہوگیا۔ **سوال**۔ مولوی خیر شاہصاحب میلاد وقیام وغیرہ کے منکر ہیں۔ **الجواب**۔ اُنکو کہا گیا کہ مولوی خیر شاہ صاحب نے دس برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں ایک رسالہ الفرقان لکھا ہے جسپر علمائے کانپور کی تائید بھی بعدہٗ علیحدہ چھپی تھی۔ اُسمیں میلاد شریف اور قیام وغیرہ کی خوب مفصل تائید مرقوم ہے ہر اک بات پر آیت یا حدیث لائی گئی ہے۔ اسکا جواب ایک خناس نے یوں دیا کہ ہاں پہلے تو بیشک قائل تھے اب منکر ہیں۔ خدا کی شان دیکھئے کہ اُس کذاب کی تکذیب کیواسطے ایک اتفاقی صورت یوں پیش آئی کہ ۱۰ شعبان ۱۳۲۵ھ کو حضرت شاہ قبلہ کی والدہ مکرمہ کا عرس شریف آیا تو بیوپاریان فخر الدین گورہ تجویز مجلس مقرر کرکے بذریعہ اشتہار

ؔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا اَبِی بَکْرٍ صَاحِبٖ۔

عام اطلاع دیگئی جسمیں ہزارہا اہل اسلام رؤساء و مشائخین عظام و علمائے کرام وغیرہ کو مدعو کیا گیا چنانچہ
حسب اعلان سب حضرات تشریف لائے اور مجلس عظیم الشان منعقد ہوئی۔ پہلے قرآن شریف ختم کیا گیا۔
پھر نعت خوانی ہوئی۔ پھر مولانا پیر خیر شاہ صاحب نے خود کھڑے ہو کر سلام پڑہا۔ بعدہٗ طعام تقسیم کیا گیا
دوسری صورت کذاب کی تکذیب کی یہ ہوئی کہ ۹ محرم ۱۳۲۵ھ کو محفل عرس شریف جناب بابا جی
نیراہی رحمۃ اللہ علیہ چھاونی بنگلور مسجد بیپاریان میں منعقد ہوئی۔ جسمیں علاوہ خاص و عام کے جناب
حاجی پاشا صاحب سیٹھی بنگلور اور سجادہ نشین صاحبزادہ خانقاہ متصل لال باغ بنگلور اور دیگر اہل علم
اور نواب میر نظام الدین علی خانصاحب میسور اور خان بہادر عبدالرحمان صاحب مجسٹریٹ بنگلور
وغیرہ احباب بھی شامل تھے۔ وہاں بھی حسب دستور سابق بعد از ختم قرآن شریف مولوی خیر شاہ
صاحب نے قیام وسلام ایسے لہجہ سے پڑہا کہ سامعین پر ایک حالت وجد نمودار ہوئی۔ تیسری صورت
یہ پیش آئی کہ احباب نیلگڑہی نے مولوی پیر خیر شاہ صاحب کو بغرض عرس شریف جناب بابا جی نیراہی مدعو
کیا۔ اور مولویصاحب موصوف وہانپر تشریف لیگئے۔ ۹ ماہ صفر کو مجلس عرس مبارک مسجد جامع بروز جمعہ
نہایت جوش وخروش سے منعقد ہوئی جسمیں سب احباب میمن اور دکھنی اور لبسبی وغیرہ علماء و امراء
خاص وعام شامل جلسہ ہوئے اور پھر خود پیر خیر شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر سلام اردو و عربی پڑہا۔ ان تین مجلسوں کے
علاوہ بھی پیر خیر شاہ صاحب ہمیشہ نیلگڑہی وغیرہ میں سلام پڑہا کرتے تھے۔ بلکہ اسکے جواز پر بحث کرتے
جب مخالفین نے دیکھا کہ ہر طرح سے جھوٹوں کا منہ کالا دل سیاہ ہو گیا تو سخت نادم ہوئے جو لوگ
رات دن مخالفوں کی باتیں سنتے تھے وہی جا جا کے بولتے کہ یہ کیا بھید ہے کہ حیدر شاہی فریق کی جو بات
نکلتی ہے جھوٹ ہی نکلتی ہے۔ افسوس۔ **سوال**۔ پیر خیر شاہ صاحب نے آثار شریف کی زیارت کے
وقت تعظیم نہیں کی۔ **الجواب**۔ اسکے کئی جوابات دیئے گئے (۱) آثار شریف روبرو نہ تھا اگر روبرو ہوتا
تو البتہ کھڑا ہونا بھی نیک کام تھا۔ چنانچہ پرچہ اظہار حقائق متشہرہ سید محمد قاسم خیاط نیلگڑہی میں مذکور ہو چکا ہے

(۲) یہ کہ یہ تعظیم محض بلحاظ ملکی رسم ہے کیونکہ عرب روم و افغانستان و کشمیر و ہندوستان وغیرہ میں کوئی نہیں کرتا۔ بلکہ اُن ملکوں میں مؤدب بیٹھنا اور درود پڑہنا خاموش رہنا ہی تعظیم ہے (۳) یہ کہ کل آثار شریفہ کا سردار اور امام قطعی و یقینی تو قران شریف ہے جس سے بڑہکر کوئی بہی آثار شریف نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تمام ہمیشہ ملکی مسجدوں میں روز جمعہ ایک دوسرے کی پیٹھ اور چوتڑوں کے پیچھے قران شریف پڑہتے اور پڑہاتے ہیں بلکہ بعض وقت کوئی نماز پڑہتا ہے تو دوسرا اُسکے پیچھے قران پڑہتا ہے تو نمازی کا پاؤں بوقت سجدہ قران خواں کیطرف ہوجاتے ہیں مگر افسوس یہی معترضین اُسوقت خدا جانے اپنا ایمان کہاں چھوڑ آتے ہیں اور اس سید الآثار کی توہین و تحقیر عمداً گوارا کرتے ہیں۔ پھر اس قدر کی اسقدر توہین و تحقیر سے مخالفین تو بیدین و ملحد نہوئے اور اگر اتفاقاً کسی عذر شرعی کیوجہ سے کسی بزرگ کے آثار شریف تعظیم قیام ترک ہو تو بس وہ قطعی مردود و دوزخی ہے۔ یہی علامت قیامت ہے نعوذ باللہ من الجاہلین (۴) یہ کہ یہ ضرور نہیں کہ ایک ہی وقت یہ تعظیم ہو بلکہ جائز ہے کہ بار بار ہو۔ مثلاً پہلے ایک جماعت زیارت کھڑی ہوکر آئے پھر دوسرا گروہ پھر تیسرا گروہ آئے اور زیارت کرکے چلا جائے چنانچہ یہی صورت نیلگڑہی میں ہوئی کہ پہلے عام لوگوں نے زیارت کی اور پھر پیر خیر شاہ صاحب نے کھڑے ہوکر فاتحہ پڑہا اور زیارت کی۔ (۵) مخالفین سے پوچھا گیا تہا کہ کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص جب قران شریف یا حدیث شریف کی کتاب یا کتب اولیاء لیکر آتا ہے تو تم خود اسکی تعظیم کیواسطے کھڑے نہیں ہوتے کیا وہ اس قیام تعظیمی کے قابل ہی نہیں۔ کیا تم لوگ اس قیام تعظیمی کے نہ کرنے سے مرتد و ملحد یا بیدین و زندیق نہیں بنتے۔ افسوس تمہارے اس جدید اسلام پر۔ سچ ہے عام جہلاء کا کیا قصور جبکہ خود انکے جعلی پیر اور مکار صوفی ایسے ہوں۔ توبہ۔ **سوال**۔ علماء پنجاب حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کے اور انکے طریقہ کے دشمن ہیں۔ **الجواب**۔ اسکا جواب حضرت شاہ صاحب نے مسجد نعلبند واڑی سیٹی بنگلور اور لال مسجد اور بکر قصابان کی مسجد میں متواتر وعظوں میں دیا یا پہلے ہم

فرمایا سب لوگ پڑہو لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔ پھر فرمایا حضرت پیر غوث اعظم کے دشمن پر ایک ہزار لعنت
جو غوث پاک کا دشمن ہے وہ مردود و بیدین ہے خدا ہمکو حضرت پیر کی غلامی اور اُنکے در کی گدائی نصیب
فرمائے بلکہ اُنکے کتوں کی غلامی بھی ہمارا فخر ہے ۔ پھر فرمایا دس ہزار لعنت اس شخص پر جو ہم پر بہتان باندہتا ہے
پھر فرمایا مجھے تو خود اس خاندان عالیشان کی غلامی حاصل ہے اور میں اس طریقہ عالیہ قادریہ کو جاری
کرتا ہوں ۔ اب کون ملعون اکبر ہے جو ہم لوگونکو دشمن غوث پاک سمجھتا ہے ۔ **سوال** ۔ مولوی جماعت علیشاہ
صاحب سید نہیں بلکہ شیعہ ہیں ۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب بھی جناب شاہصاحب نے یوں فرمایا کہ جو یہ ثابت
کرے کہ میں سید نہیں یا سنی نہیں بلکہ شیعہ ہوں تو اسکو دسہزار انعام ملیگا ۔ اور میں اپنی سیادت کا
خوب کہلا کہلا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر اس شرط پر کہ پہلے ہمارے مخاطب اگر سید ہیں تو ثبوت کامل دیویں
خاصکر سب سے پہلے حیدر سیاہ پوش اپنی سیادت کا ثبوت دیویں ۔ پھر ہم ایسا ثبوت دیوینگے کہ مخالفین
حق بھی صاف مان جائینگے ۔ اس جواب سے جعلی سیدوں کو تو بخار آگیا ۔ نہ کوئی مدعی سیادت ہوا نہ کوئی سید بنکر
روبرو آیا ۔ نہ کسی نے دوبارہ سیادت کی تفتیش کی ۔ سب لوگ سخت متعجب ہوئے کہ یہ عجب شیعہ ہے ۔ ادہر شیعہ
اور ادہر طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی غلام ۔ ایسے شیعہ تو ساری دنیا میں نہونگے ۔ اگر شیعہ ہوتے تو
امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر پر فضیلت دیتے حالانکہ یہ صدیق اکبر کو افضل
جانتے ہیں ۔ **سوال** ۔ جو شخص جماعت علیشاہ کہ اسوقت سندھ پنجاب میں صاحب کشف و کرامات اور صاحب
عزت و جلال مشہور و معروف ہے وہ بڑا مرد خدا ولی اللہ تھا وہ تو عرصہ دراز سے فوت ہوچکا ہے یہ جماعت علیشاہ
وہ نہیں بلکہ اُسکا ہمنام بنکر آیا ہے ۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب بھی شاہصاحب نے مسجد نعلبندواڑی
میں یوں دیا تھا کہ اگر کوئی صرف یہی ثابت کرے کہ صاحب اقبال و جلال جماعت علیشاہ مرگیا ہے
اور میں وہ جماعت علی نہیں ہوں بلکہ میں نقلی ہوں تو اُسکو بھی پانچہزار انعام ملیگا اور مزید براں جب
اُنکو ہندوستان کے اخبارات اہلحدیث جنتری اور پنجاب کے اشتہاروں سے ثابت ہوگیا کہ وہ جماعت علیشاہ

یہی ہے ابھی تک زندہ ہے مرانہیں تو پھر مخالفین کے گھروں میں ماتم پڑگیا اور رو رو تے روسیاہ ہوگئے
اور یک لخت ٹھنڈے ہو گئے۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ۔ **سوال**۔ جناب شاہصاحب نے خطبہ میں بوقت دعا
برائے سلطان المعظم منبر کی سیڑھی نہیں بدلی اور ایک ہی سیڑھی پر خطبہ تمام کیا۔ اور نہ خلفاء عظام کی تعریف
وثناء پڑھی۔ **الجواب**۔ اسکا جواب دونوں طرح (عملی وقولی) سے دیا گیا۔ یعنے شاہصاحب نے عرصہ ۹ ماہ
تک جسقدر وہاں جمعے پڑھے ہر اک خطبہ میں دونو کام کر کے اہل عقل پاک طینت روحو پر واضح کردیا کہ حیدر شاہی
پارٹی خاص درجے کے جھوٹ بنایا کرتی رہتی ہے اور اسکا ذکر پرچہ عرض و نیاز وفادار غلام مطبوعہ مطبع
صفدری میسور پیر عزیز الدین شال مرچنٹ میں موجود ہے۔ صرف ایک وقت بوجہ تنگی وقت کے حضرت
قبلہ نے مختصراً خطبہ میں یوں پڑھدیا تھا وَ ارْضَ عَنِ الصَّحَابَةِ کُلِّهِمْ وَعَنْ اَهْلِبَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اسپر احمق لوگوں نے وہ ٹوٹکہ مذکور چھوڑدیا۔ **سوال**۔ شاہصاحب وحدۃ وجودی ہیں یا وحدت شہودی
اور منکر وحدۃ وجود کا کیسا ہے۔ **الجواب**۔ اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ہم اہلسنت حنفی المذہب ہیں اگر امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ وجود کے قائل تھے تو ہم بھی وحدۃ وجودی ہیں۔ اگر وہ شہودی تھے تو ہم بھی شہودی ہیں
بہر حال یہ مخالفین کے ذمہ ہے کہ وہ امام صاحب کو ایکطرف کھڑا کریں۔ ہم ہر دو فریق کو امام ربانی مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول پر مانتے ہیں۔ **سوال**۔ درمیان دو خطبوں کے ہاتھ اُٹھا کر باواز بلند
دعا مانگنا سنت ہے۔ **الجواب**۔ اسکا جواب یوں دیا کہ درمیان دو خطبوں کے برفع الیدین دعا باواز بلند
مانگنا سنت دنیا میں کوئی مسلمان نہیں کہتا اور نہ یہ سنت کسی کتاب میں مرقوم ہے۔ اگر سنت ہوتا تو تمام
مکہ و مدینہ و روم و شام و مین کے علماء کیوں سنت ترک کرتے۔ اگر سنت ہوتا تو کل ملک افغانستان کیوں
ترک کرتا۔ اگر سنت ہوتا تو کل علاقہ کشمیر وغیرہ کے علماء کیوں منکر ہوتے۔ اگر سنت ہوتا تو اکثر علماء ہندوستان
کیوں خلاف کرتے بلکہ ہمارے ملک ہندو پنجاب و کشمیر وغیرہ میں اسکو وہابیت کا نشان قرار دیا گیا ہے۔
یہ تو بعض جاہل موجودہ پیروں کی سنت معلوم ہوتی ہے هَدٰهُمُ اللّٰهُ۔ **سوال**۔ طریقہ قادریہ سے

طریقہ نقشبندیہ افضل ہے یا نہیں **الجواب**۔ اسکا کئی طور مفصلہ ذیل سے جواب دیا گیا (۱) بعد از
خیر القرون کسی طریقہ کو کسی طریقہ سے افضل کہنا یا یہ عقیدہ بنا لینا شرع شریف نے کسیکو اسپر مامور و مجبور
نہیں کیا اور نہ کسی امام طریقت[۱] نے کسیکو مجبور کیا ہے۔ نہ اسپر اجماع شرعی ہے نہ اسبات کی کوئی ضرورت
لاحق ہے (۲) اگر کوئی صاحب اپنے امام طریقت کو دیگر ائمہ طریقت سے افضل کہے تو ہمیں بھی شرعاً کوئی
قباحت نہیں بلکہ ہر ایک معتقد طریقت و تصوف کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے امام طریقت کو ہی افضل جانے
چنانچہ ملا علی قاریؒ نے رسالہ جواب قفال میں لکھا ہے قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام
من الائمۃ ان امامہ مصیب وغیرہ مخطی الخ اور دیکھو اشباہ اور در مختار قول امام النسفی
یعنے علمائے کہا ہے کہ ہر اک مقلد اپنے ہی امام کو حق پر سمجھے اور دوسرے کو خطا پر۔ مگر ہم کسی امام کو قطعاً
خاطی و عاصی نہیں کہتے۔ (۳) اگر دوسرے کو افضل جانے تب بھی کچھ گناہ نہیں کیونکہ یہ قیود و حدود
اور یہ عقاید اہلسنت میں داخل نہیں۔ پس جس نے غوث پاک کو افضل زمانہ یقین کیا تو حق پر ہے۔ اگر
کسی نے اور کسی بزرگ و متقی کو افضل زمانہ کہدیا تو بھی کچھ حرج نہیں (۴) جبکہ کل اولیاء اللہ کا مقصد واحد
یعنے وصول الی اللہ اور معرفت حق ہے تو اس لحاظ سے سب طریقے برابر ہوئے اور جبکہ کل سلسلوں کی
امام و منبع ذات اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر کسیکو کسی سے افضل کہنا کیا معنے رکھتا ہے
(۵) اگر بلحاظ امام اول کے کسی طریقہ کو افضلیت حاصل ہے تو بحث ہی ختم ہوگئی اور گفتگو بیفایدہ
کیونکہ طریقہ انیقہ نقشبندیہ تو خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاری ہے اور
دیگر[۲] طرق عالیہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہیں۔ پس خود ہی فیصلہ ہوگیا۔

---

۱ یوں تو جسطرح حضرات قادریہ طریقہ عالیہ قادریہ کو احسن و افضل کہتے ہیں اسیطرح خواجہ نقشبند بھی طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ
کو ہی اکمل و افضل فرماتے ہیں پس ہمارے نزدیک دونوں حضرات حق پر ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۰۶ ملاحظہ فرماؤ۔

۲ امام ربانی نے فیض نبوۃ و فیض ولایت کی تقسیم فرمائی ہے اور طریقہ نقشبندیہ کی نسبت فیض نبوۃ کیطرف کی ہے۔

سوال۔ حضرت سلمان فارسی کی ملاقات و بیعت حضرت صدیق اکبر سے نہیں ہوئی۔ الجواب۔ یہ تو ہر اک اہل علم و تواریخ دان پر واضح ہے کہ حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی رضی اللہ عنہما ہر روز باہم ملاقی و مصاحب ہوتے تھے اور ہر وقت آمد و رفت بات چیت ہوتی رہتی تہی۔ یہ کسی جاہل پیر نے بے پر کی اڑائی ہے۔ ہاں محدثین کا اختلاف حضرت حسن بصری و علی رضی اللہ عنہما کے ملاقات میں ہے۔ اکثر محدثین تو حسن بصری کی ملاقات علی کرم اللہ وجہہ سے منکر ہیں۔ سوال۔ شاہ صاحب عورتوں کو مرید کرتے ہیں۔ الجواب۔ جبکہ پیغمبر علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ عورتوں سے بیعت لیں تو پھر کیا حرج ہے چنانچہ اسکی تفصیل صفحہ   میں گذر چکی ہے اور یہ نیا مسئلہ بہی نہیں ہر اک سلسلہ کے مشائخ عورتوں کو مرید کرتے چلے آتے ہیں پھر شاہ صاحب کی کیا خصوصیت۔ سوال۔ شاہ صاحب ہندوؤں کی تر چیزیں کھانے سے روکتے ہیں۔ الجواب مختصر یہ جواب دیا گیا تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنِ اتَّقَی مِنَ الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ (مشکوٰۃ) یعنے حلال و حرام تو ظاہر ہے سوا انکے درمیان کئی چیزیں مشکوک و مشتبہہ ہیں پس جس نے ان مشکوک و مشتبہہ چیزوں سے پرہیز کیا اُس نے اپنا دین بچا لیا اور جس نے مشکوک و مشتبہہ چیز دن کی عادت رکھی وہ حرام خوار بنگیا۔ اب ہندوؤں کی پاکیزگی عقلمند و نپر واضح ہے یہانتک کہ انکو مل گائے بیل کا گوبر و پیشاب پاک اور کتے وغیرہ کا پس خوردہ طیب ہے باینہمہ اگر مسلمان ہندوؤں کا پس خوردہ کھائیں اور اُن سے سودا خریدیں تو مسلمانوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ ہاں مجبوری و مضطراری کا مسئلہ جدا ہے مگر یہ سائل تو اسکو اچہا معلوم ہونگے جسکو تقوے و طہارت اور حلال طیب کی عادت ہے۔ نہ اسکو جو رات دن افیون خوری مے نوشی و گانجہ و بہنگ کے شوق میں ہو اور پھر کسی اپنے جیسے سے القاب شیخ المشائخ جامع علوم بہی مفت میں لکھوالے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ سوال شاہ صاحب خود تو ہندوؤں کے ہاتھ کا دودھ دہی۔ ملائی بریانی کھاتے رہے اور مٹھی چیزوں سے بسکٹ تیار شدہ کھاتے ہے اور لوگونکو روکتے ہیں۔ الجواب۔

اسکا جواب اہل ایمان ہیسور یوں نے یا کہ جب سے حضرت شاہصاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف لائے ہیں تب سے آپنے کبھی
بریانی و بسکٹ وغیرہ نہیں کھائے۔ اگر دودھ و دہی منگاتے تو مسلمان کے گھر سے منگاتے ورنہ چپاتی خشک چاول
خشکہ۔ دال۔ گوشت کا شوربا چنانچہ اسپر اہل ایمان ہیسور نے چشمدید واقعات قسمیہ تحریر کئے ہیں دیکھو پرچہ ناصح مشفق
کا نشکرا ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء مشتہرہ محمد حمید رضا خان حنفی ہیسوری۔ سوال۔ شاہصاحب جادوگر اور مسمریزم ہیں اسواسطے
ہزارہا لوگ انکے اردگرد رہتے ہیں اور انکے حلقہ میں بیہوش ہو جاتے ہیں۔ الجواب سنت انبیا میں سے ایک یہ سنت بھی ادا ہو گئی
فرق صرف یہ رہا کہ کفار نے عربی میں کہا تھا۔ ھٰذا سحر یؤثر۔ ساحر کذاب۔ سحر مستمر اور ان لوگوں نے اردو
انگریزی میں کہا کہ جادو ہے مسمریزم ہے حالانکہ خدا نے بطور احسان فرمایا ہے کہ ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تو تمام
روئے زمین کے خزانے تقسیم کرتا تو یہ عرب کے شدید الغلیظ لا انعام کبھی آپکے گرد اگر دپروانہ وار نثار نہ ہوتے مگر یہ خدا نے انکے
دلوں میں تیری چاہت ڈالدی ہے۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ خدا کی شان دیکھئے
کہ سیاہ دل مردہ روح لوگ اگر اس آفتاب سے روشنی حاصل کرتے تو انکی خوش نصیبی کی دلیل تھی مگر الٹا بد قسمت لوگ
منکر و مرتد ہو کر بیہودہ اعتراضات کرتے ہیں۔ اصل میں لوگ کسیقدر معذور بھی ہیں کیونکہ آجتک انکو ذاکر عابد زاہد متقی
پیر دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا اور اگر ملا بھی تو انکو پہچان نہ سکے کیونکہ انکو شراب کو دودھ بتانیوالے پیر شراب پیکر جمعہ ہا دینوالا
افیون خور بھنگ نوش پیر اکثر دیکھنے کا اتفاق رہا جنکا ہر وقت یہی مقولہ ہے۔ "ای صداقت بر تو لعنت از تو
رنجے یافتم ٭ وے بطالت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم"۔ سوال۔ حضرت شاہصاحب نے قاضی بنگلور کو برسر عام کافر
کہا یہ حدیث کے سخت خلاف ہے۔ الجواب بیشک کہا اور آپکے دل اور گردہ پر ضرور ہی سخت چوٹ لگی مگر افسوس
آپکی روح کہاں تھی جب ابتدا میں حیدر شاہ سیاہ نے رسالہ "صمصام قادریہ علی طائفۃ الزندیقیہ" میں ایک
آل رسول۔ حافظ قرآن حاجی حرمین عالم اجل صوفی اکمل اور انکے خلفا کو الفاظ ملحد و زندیق و کافر و مرتد و بیباک
وغیرہ سے مخاطب کیا تھا جسپر اسی قاضی بنگلور کے دستخط بڑے زور شور سے مرقوم ہیں۔ پھر اسکے بعد رسالہ
"سل السیوف القادریہ" میں اور بھی شرح و بسط سے گالیاں دل کھولکر دیں تب بھی قاضی مذکور نے حیدر سیاہ کو تنبیہ کی۔

پھر تیسرا رسالہ چار مسئلوں کی تحقیق لکھا جسمیں حیدر شاہ نے تمام اپنی باطنی نجاست خرچ کرکے اکثر اہل رسول اور نائب انبیاء اور انکو خلفا کے حقمیں بدالفاظ استعمال کئے دیکھو صفحہ ۳۵ اب اگر معترض یا سائل سچ مسلمان ہی ہے تو خدا ایمان سے کہے کہ کیا وہ الفاظ کسی عام مسلمان کے حقمیں کہنا جائز ہیں۔ پھر چہ جائیکہ ایک ولی اللہ محبوب خدا عالم حقانی سادات کے حقمیں (معاذاللہ) اور یہ بھی کہدے کہ پھر اگر شاہ صاحب نے قاضی مذکور کو کافر کہا تو کیا کچھ جرم ہے یہ عجب انصاف ہو کہ جو شخص حیدر شاہ یا قاضی بنگلوری کی غیبوں کا معتقد نہ ہووے تو کافر اکفر مرتد وغیرہ اور حیدر شاہ یا قاضی اگر تمام جہان کی بیدینی اپنے اندر جمع کرے تو وہ خوب پختہ مسلمان ہے نعوذ اللہ توبہ اُسوقت تو معترض کو کچھہ بیان کی بات نہ سوجھی اب بعد از وقت " مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد " مثل مشہور ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ سوال۔ پیر خیر شاہ صاحب کو آثار شریف کی دعوت دیگئی باوجودیکہ حجرۂ آثار شریف روبرو تھا مگر نہ آئے الجواب۔ اس اعتراض کا نتیجہ نہ نکلا کہ کیا ہے۔ اگر نہ آئے تو شراب خوار کے برابر ہوئے یا افیون خوار کے یا اہلسنت کے دائرہ سے نکل گئے پھر وجہ عذر بھی اُن سے پوچھنی تھی (۱) شاید اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ وہاں کے مجاوروں کو پیسہ دھیلا دینا باعث ثواب ہے اور بلا نذر و نیاز مجاوروں کے واپس آنا بے ادبی ہے اور پیسہ موجود نہ ہو یا اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ مجاوروں کو پیسہ دھیلا نہ دینا انکی دلشکنی کا باعث ہو کیونکہ اکثر مجاور لوگ اسی غرض سے اسقدر شور و شر اہتمام کرتے ہیں ورنہ اگر خالصاً للہ ہو تو مسجدوں کے اندر آثار شریف رکھنا بہتر ہے وہاں پر بے ادبی کا احتمال نہیں اسلئے پیر خیر شاہ صاحب نہ گئے ہوں بعض وقت پیسہ موجود نہیں ہوتا (۲) چونکہ رات کے دو بجے موسم بارش ہوا سردی پہاڑ کے راستہ آنا جانا باعث تکلیف ہو تو شاید اس خیال سے کہ دیگر اذکار و وظائف میں نقص آتا ہے نہ گئے ہوں اور رات کے دو بجے زیارت کرانے میں کیا کیا راز اور فوائد ہیں۔ ادہر دعا کی قبولیت کا وقت ادہر انتظار تہجد اور اسپر نیند کا غلبہ پھر ایک ایک کے چار چار نظر آجائیں یا بالکل اصلی ہی معلوم ہوں مگر لطف یہ کہ جسقدر لوگ دو بجے زیارت کرتے ہیں اُنمیں بعضے تو دنکو نو بجے نیند سے ہوشیار رہتے ہیں نماز صبح چٹا و رہا یاد خدا سے غافل اور بعض بالکل مجہول جنکو نماز روزہ تو کجا انکی پاجامہ بھی پاخانہ سے پر ہوں۔

(۳) اگر غیر حاضری آثار شریف کی کفر ہے تو بتاریخ ۲۹ ماہ محرم حیدر شاہ کو ختم قرآن شریف اور عرس شریف کی دعوت

دیگئی تھی بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ آپ مہمان بھی وہاں کے ہی ہونگے نہ کسی غیر کے۔ اور یہ رقعہ مولانا پیر خیر شاہ صاحب نے حیدر شاہ صاحب کے نام پر لکھا تھا پھر حیدر شاہ صاحب بلا عذر شرعی حاضر نہ ہوئے اور کچھ معذرت بھی نہ لکھی تو اب سوال یہ ہے کہ آیا حیدر شاہ صاحب اس فعل شنیع سے کافر ہوئے یا نہیں اگر آثار شریف کی غیر حاضری کفر ہے تو ختم قرآن اور عرس اولیاء اللہ کی غیر حاضری کفر سے بڑھکر ہونی چاہیئے۔ سوال۔ یہ جماعت علیشاہ جس دن سے علاقہ دکھن میں گئے اُس دن سے بعض موجودہ پیران طریقت کی رسم ورواج کو برباد کر دیا۔ دستور یہ تھا کہ جب مرید بنے تو ۱۱ روپیہ نقد اور ایک مجمع سٹھائی اور ایک شال پیر کو دیوے اور پھر سال بسال گیارہ یا ۲۵ یا ۵۵ روپیہ نقد نذرانہ دیوے اور علاوہ مرنے جلنے کے صدقات خیرات کا مالک وہی پیر ہو۔ سید جماعت علیشاہ صاحب نے مفت میں مریدی شروع کی۔ اور نہ نذر نہ نیاز نہ جرمانہ نہ کچھ شیرینی۔ لوگ مفت دیکھکر مرید ہو گئے اور پہلے پیروں سے بدعقیدہ ہو گئے۔ الجواب۔ بیشک یہ خطا تو شاہ صاحب سے ضرور صادر ہوئی مگر کیا کریں وہ مجبور ہیں۔ کیونکہ یہ خطا نہیں بلکہ تمام انبیاء اولیاء اصفیاء کا یہی للّٰہی طریقہ تھا اسی طریقہ کو شاہ صاحب نے جاری کیا اور یہی مجدد کا کام ہے کہ رسم ورواج کو نیست ونابود کر کے خاص سنت محمدیہ علی صاحبہا السلام کو جاری کرے اور اسکے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ جو کچھ سلوک انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوا وہی شاہ صاحب کے ساتھ ہو۔ اسمیں بظاہر شاہ صاحب نے کسی کو بھی مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ اپنا اپنا طریقہ ہے۔ شاہ صاحب علیپوری کے آباؤ اجداد کا جو طریقہ تھا وہی انہوں نے لیا اور جو مخالفین کے اسلاف کا تھا وہ انہوں نے لیا۔ پھر تنازع ناحق کیسا؟

اس سفر باظفر کے اختتام پر خدا نے ایک اور فتح عظیم حضرت شاہ صاحب قبلہ کو عطا فرمائی۔ وہ یہ کہ ۲۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لالہ کرشن جی مہاراج مصنوعی مسیح مرزا قادیانی لاہور آیا۔ ام المرزائین یعنے اپنی زوجہ صاحبہ کے علاج کے واسطے خواجہ کمال الدین کے مکان پر اترا۔ یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مرزا جی الہام بازی سے کام لیکر علاج کرانے آئے تھے۔ کیونکہ مرزا جی اُس زوجہ کی صحت سے پہلے ہی چلدئے۔

اسی اثنا میں مرزا جی اپنا دام تزویر پھیلانے لگے۔ جب کچھ ضلالت و بطالت کا خوف پیدا ہوا تو
اہل اسلام لاہور نے حضرت شاہصاحب قبلہ علیپوری کو بغرض تبلیغ حق و ہدایت خلق کے مدعو کیا۔ اور حضرت
شاہصاحب حسب استدعا مسلمانان لاہور تشریف لائے۔ اور آتے ہی مسجد شاہی میں بروز جمعہ
۲۲ مئی کو ایک عظیم الشان جلسہ کیا جسمیں علماء کبار و فضلاء نامدار کی تقریروں کے علاوہ حضرت
شاہصاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ اور بہمہ وجوہ مرزا کی تردید ہونے لگی۔ اور مرزا کی نسبت حضرت شاہصاحب نے
فرمایا کہ:۔ مرزا مقابل میں آ نکر اپنے دعاوی باطلہ کا ثبوت ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے دیوے اگر مباحثہ نہیں
کر سکتے تو مباہلہ ہی سہی۔ چونکہ مرزا جی کو مباحثہ و مباہلہ کی طاقت تو نہ تھی کیونکہ اس سے پہلے بھی سنہ ۱۹۰۰ء
میں اسکو سخت ذلت و ندامت حاصل ہو چکی تھی۔ جب مرزا کی محفل میں ذکر آیا کہ سید جماعت علیشاہصاحب
لاہور میں اس غرض سے آئے ہیں کہ مرزا جی بھاگ جائیں۔ مرزا جی بولے یہ وہ شخص ہی نہیں کہ بھاگ جائے
بلکہ اگر بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت شاہصاحب کو دیدی۔ آپنے فرمایا
کہ اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا ہے تو ہم ۲۴ برس کا ڈیرہ جمائینگے۔ مگر مرزا جی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے
تین روز کے اندر بلکہ ۷۲ گھنٹے کے اندر اپنے کردار کو پہونچیگا۔ ہم بھی تب تک یہاں ہی ٹھہرینگے۔
جبتک مرزا کا میدان صاف نہ ہوگا۔ یہ بات آپنے رات کے دس بجے فرمائی۔ اور ۲۶ مئی صبح ۱۰ بجے
۱۰ منٹ پر مرزا جی اس دار الغرور سے مرور فرما گئے۔ افسوس کہ مرزا جی کی موت نہایت بری موت
ہوئی۔ چھ گھنٹہ پہلے زبان بند ہو گئی۔ اور بیماری خدا جانے ہیضہ تھا یا پلیگ تھی۔ مگر ڈاکٹر نے
ایسی دوا دیدی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کیطرف تھا اوپر کو ہو گیا۔ اور جسوقت لاہور سے نہایت
مسافرانہ بیکسی کی حالت میں مرزا کی لاش بٹالہ کیطرف لیگئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر
کی۔ غرضکہ مرزائیت کا دفتر ہی گاؤ خورد ہو گیا۔ اور آسمانی نشان خدا نے حضرت شاہصاحب کے
ہاتھ سے ظاہر فرمایا۔ مسلمانوں کو خدا نے نجات بخشی اور فتنۂ عظیم سے مخلوق نے رہائی پائی اور اس

سفر کا انجام ایک عظیم الشان فتح پر ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

یہ مختصر کیفیت ہے اُس سفر باخیر و ظفر کی جو حضرت شاہ صاحب علیپوری مدظلہ کو دکن و میسور و بنگلور و کوہ نیلگری و کوہ کلار وغیرہ میں پیش آئے۔ اگر مزید تفصیل و تسکین مطلوب ہو تو رسالہ انوار الصوفیہ صفحہ ۹ نمبر ۸ جلد ۴ ملاحظہ فرما دیں۔

(باقی آئندہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَخَلِیْلِکَ وَنَبِیِّکَ وَعَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَآءِ دِیْنِہٖ وَاَحِبَّآئِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؁؁؁ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؁

بماہ رجب المرجب ۱۳۲۶ھ ہجری

تمت

مرتبہ محمد شاہ عفی عنہ (مفتی) امام مسجد محمد کمال بٹ

امرتسر

منیۃ المصلی۔
خلاصہ کیدانی
برکات علی پور شریف۔
احیاء العلوم
اکسیر ہدایت اردو۔
کیمیائے سعادت فارسی۔
مثنوی شریف۔
دیوان حضرت غوث اعظمؒ
دیوان حضرت معین الدین چشتیؒ
دیوان نیاز احمد بریلوی۔
مدارج النبوۃ شیخ دہلوی
دیوان ضامن۔
دیوان حافظ
بوستان۔
سعدیہ
قرابادین شفائی
طب اکبر اردو
میزان الطب فارسی
قانونچہ عربی
تحفہ شاہ جہانی
طب سکندری
مخزن الادویہ

گلستان سادہ
شرح بوستان اردو۔
شرح گلستان۔
شرح زلیخا۔
زلیخا مترجم
شرح سکندرنامہ۔
سکندرنامہ سادہ
سکندرنامہ مترجم
سکندرنامہ قلم جلی
دیوان غالب۔
شرح ملا جامی۔
کافیہ۔
شافیہ۔
ہدایت النحو۔
قرابادین اعظم
قرابادین ذکائی۔
طب اکبر فارسی
کفایہ منصوری
سدیدی
قرابادین کبیر فارسی
قرابادین کبیر اردو
فتح المبین

نحومیر۔
صرف میر
علم الصیغہ
میزان الصرف
زنجانی
زرادی
صرف بہائی
مراح الارواح
دستور المبتدی
ایساغوجی
میر ایساغوجی
نور محمد مدقق
نور الانوار
قطبی۔ اور میر قطبی
قرابادین ویدک
اکسیر القلوب
مجربات اکبری۔
قانونچہ اردو
نصرۃ المقلدین
نصرۃ المجتہدین

المشتہر

عبدالاحد اپیل نویس وتاجر کتب ہال بازار امرتسر

قیمت ۵ر
رسالۂ تقلید
قیمت ۵ر